احوال و آثار

عبداللہ خویشگی قصوری

یعنی

عہد شاہجہانی و عالمگیری کے ایک کثیر التصانیف عالم، شاعر، مؤرخ
اور تذکرہ نویس کے حالات زندگی اور علمی کمالات کا مفصل جائزہ

تالیف

محمد اقبال مجددی

پروگریسو بکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

احوال و آثار

عبداللہ خویشگی قصوری

یعنی

عہد شاہجہانی و عالمگیری کے ایک کثیر التصانیف عالم، شاعر، مورخ
اور تذکرہ نویس کے حالات زندگی اور علمی کمالات کا مفصل جائزہ

تالیف

محمد اقبال مجددی

ناشران

پروگریسو بکس لاہور
۔ یوسف مارکیٹ ۵ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۵ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

کتاب	احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری
مولف	محمد اقبال مجددی
طبع اول	۱۹۷۲ء
طبع دوم	۲۰۱۶ء (بتجدید نظر)
مطبع	آصف صدیق، پرنٹرز، لاہور
قیمت	/= روپے
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول

Marfat.com
Marfat.com

انتساب

مؤلف اپنی اس کاوش کو

مخدومی مولوی شمس الدین مرحوم ومغفور

تاجر کتب نادرہ، لاہور

المتوفیٰ ۱۱ جنوری ۱۹۶۸ء

کے نام معنون کرتا ہے

احقر
محمد اقبال مجددی

لاہور
۲۷ شعبان ۱۳۹۰ھ

کتبہ الفقیر نفیس رقم سنہ ۱۳۹۱ھ

فہرست

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

Marfat.com
Marfat.com

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش ثانی

۱۹۷۰ء کے آغاز کی بات ہے، مؤلف مسکین اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور میں بی اے سال اوّل کا طالب علم تھا، جب پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے مرکزی کتب خانہ میں جا کر اپنے ہم وطن عبداللہ خویشگی قصوری کی تصنیف معارج الولایت کا قلمی نسخہ دیکھا، یہ صوفیہ کا ایک عمومی تذکرہ ہے، اس سے میں بہت متاثر ہوا اور سوچا کہ اپنے اس ہم مستقر کے احوال و آثار پر ایک کتاب لکھوں، کتاب کا مطالعہ کیا تو اس کے بہت سے خصائص کا علم ہونے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں میرے روحانی جدِاعلیٰ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے خلاف بہت سا مواد ہے اور اس نے حضرت کے خلاف حدود ۱۰۹۰ھ کو مرتب ہونے والا ایک فتویٰ بھی نقل کر کے محفوظ کر لیا ہے تو اس کی حقیقت جاننے کے لیے اب میری تمام تر توجہ عبداللہ خویشگی اور اس کی دوسری تصانیف کی طرف مبذول ہوگئی۔

نصابی کتابوں سے تو پہلے ہی بے زار تھا، اب اس نئے شوق نے تو نصاب سے کوسوں دور کر دیا، پہلا سہ ماہی امتحان ہوا تو بغیر تیاری کے ہی کامیاب ہو گیا تاہم اس مقصد کے لیے جس کامل توجہ کی ضرورت تھی وہ میں کبھی بھی نہ دے سکا۔

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے عملہ نے بلاوجہ مخطوطات کے استعمال کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں، میں سال بھر ان کا سامنا کرتا رہا، معارج الولایت کا یہ مخطوط کئی بار چھپا دیا گیا، جس کے باعث میرا کام متاثر ہوتا رہا، لائبریری کے ایک افسر ملک

احمد نواز صاحب نے اس معاملہ میں سب سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے معارج الولایت کا خطی نسخۂ ذخیرۂ آذر اپنے سیف میں چھپا دیا اور مجھ کم سن کو لائبریری سے صرف اس لیے نکال دیا کہ میں مسلسل مخطوطات کا استحال کرتا ہوں۔

قصور اور اس کے نواح میں جہاں کہیں کسی کتب خانہ کا علم ہوتا فوراً وہاں پہنچ جاتا تھا' ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (سابق پرنسپل اورینٹل کالج' لاہور) خود قصور کے باشندہ تھے اور اس شہر کے افاغنہ پر ایک مقالہ بھی لکھا تھا' ان کے ذاتی کتب خانہ میں عبداللہ خویشگی اور قصور کے حوالہ سے کئی مخطوطات تھے' ان کا انتقال (۱۹۶۳ء) ہو چکا تھا' ان کے فرزند گرامی احمد ربانی بھی اپنے والد کی طرح کتب خانہ نہیں دکھاتے تھے' وہ ان مخطوطات کی صرف اتنی اہمیت جانتے تھے کہ ان کی مالیت کروڑوں روپے ہے' وہ اپنے والد کی علمیت کے وارث نہیں تھے بلکہ ان کی شخصیت کا منفی پہلو یعنی فرعونیت اور فخر و غرور ان میں ودیعت کر گیا تھا۔

بڑی مشکلات سے مرحوم کے کتب خانہ تک رسائی ہوئی' پھر ستم یہ تھا کہ میں بیس سال کا ایک جوان تھا' ایک غیر علمی آدمی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ تحقیق جیسا مشکل کام بھی کر سکتا ہے' تاہم قطرہ قطرہ کر کے کچھ رطب ویابس جمع ہوا لیکن وہ اس قابل نہیں تھا کہ کتاب کی شکل بنتی' اپنے مخدوم محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کی شفقت اور رہنمائی میں اسے مرتب صورت دینے میں لگا رہا' آخر یہ فیصلہ کیا کہ جس قدر مواد ہم دست ہوا ہے اُسے ترتیب دے کر کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے۔

معروف خطاط سید انور حسین نفیس رقم مرحوم نے بڑی حوصلہ افزائی کی اور اپنے حلقہ کے ایک کاتب منشی عبدالحکیم سے کتابت کروائی' گویا یہ کتابت معیاری نہیں تھی تاہم قبول کیا اور اپنے مخدوم و مربی مولوی شمس الدین (ف ۱۹۶۸ء) کے متبنّیٰ

محمد شفیق صاحب نے اسے شائع کرنے کا عزم کر لیا' اس طرح مجھ بے بضاعت کی یہ ابتدائی کاوش منظرِ عام پر آ گئی۔

اتنے میں بی اے کر کے پنجاب یونیورسٹی' لاہور کے شعبۂ تاریخ میں سال اوّل کا طالب علم بن چکا تھا' یہاں بھی وہی صورت حال رہی' نصاب سے لاتعلقی اور لاپرواہی کے باعث اساتذہ کی سرزنش کا نشانہ بنتا رہا' اس داغ کو دھونے کے لیے میں نے اپنی مذکورہ کتاب کی رونمائی کی تقریب کرنے کا فیصلہ کر لیا' رائٹرز گلڈ' لاہور کے کارکنوں سے ملا' انہیں اس امر کا یقین ہی نہ ہو سکا کہ بیس سال کا ایک جوان کسی تحقیقی کتاب کا مؤلف بھی ہو سکتا ہے' اپنے خام خیال کے مطابق میں نے اس تقریب میں اظہارِ خیال کے لیے اپنے شعبہ کے اساتذہ کو دعوتِ فکر دی' مجھے معلوم تھا کہ ان میں سے ایک استاد کے سوا باقی کوئی بھی کسی کتاب کا مؤلف نہیں ہے' یہ دیکھ کر اور سن کر افسوس ہوا کہ ان میں سے کسی میں بھی کتاب پر رائے زنی کا ملکہ نہیں ہے' ہاں جو صاحب مؤلف تھے اور محقق ہونے کے دعوٰی دار بھی انہوں نے ایک جوان سال مؤلف کی اس طرح حوصلہ افزائی فرمائی کہ کہا کہ میرے نزدیک اس موضوع پر کام کر کے وقت ضائع کیا گیا ہے' ان کے بعد کراچی سے تشریف لانے والے مقرر محمد ایوب قادری مرحوم نے ان کے اس لایعنی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے بہت کچھ کہا اور ان کے غیر علمی رویہ کے خلاف بہت محتاط انداز میں بات کی تو یہ تھی پاکستان کی سب سے قدیم اور نامور یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ کی طرف سے اپنے ایک طالب علم کی حوصلہ افزائی کی روداد۔

اس کتاب میں ایک نومشق مؤلف کی ساری لغزشیں موجود ہیں اور زبان و بیان کی خامیاں ان کے علاوہ ہیں تاہم اپنی ابتدائی دور کی اس علمی یادگار میں زیادہ تصحیح نہیں کی گئی بلکہ اُسے اُسی طرح رہنے دیا گیا ہے تاکہ تاحیات اپنی اس علمی کم

مائیگی کا احساس تازہ ہوتا رہے۔

یہ کتاب اپنی تکمیل (۱۹۷۰ء) کے دو سال بعد ۱۹۷۲ء کو مخدومی مولوی شمس الدین مرحوم کے علمی مرکز (محل کتابفروشی ونوادرات) اور دار المؤرخین' لاہور کی مشترکہ کوشش سے طبع ہوئی۔

اب اس کتاب کا یہ دوسرا ایڈیشن میرے عزیز دوست چودھری غلام رسول صاحب اپنے ادارہ پروگریسو بکس (لاہور) سے شائع کر رہے ہیں جو اس کے پہلے بہت سی علمی کتابیں خصوصاً تصوف وسلوک کی کتب اور علماء وصوفیہ کے تذکرے شائع کر چکے ہیں' اس کتاب کی کمپوزنگ مسٹر ریحان علی نے بڑی محنت اور فنی مہارت سے کی جس کے لیے مؤلف ان کا شکر گزار ہے۔

تاریخ افاغنہ کے ماہر جناب عبدالحلیم افغانی مرحوم (ساکن مردان) نے ۱۹۷۳ء کو ہماری درخواست پر اس کتاب کا ناقدانہ مطالعہ کیا اور ہمیں انساب افاغنہ کے سلسلہ میں کئی اہم نکات سے آگاہ فرمایا' جس کے لیے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

مؤلف

محمد اقبال مجددی

۲۳ مارچ ۲۰۱۶ء

(یوم قیام پاکستان)

دار المؤرخین

196۔بی سبزہ زار' لاہور

تقریب

از

پروفیسر محمد ایوب قادری مدظلہ استاذ اردو' اُردو کالج' کراچی

مضافاتِ لاہور میں قصور ایک تاریخی قصبہ ہے' زمانہ قدیم سے یہ بستی علم و عرفاں کا مرکز رہی ہے' صوفیائے کرام میں حضرت شاہ کمال چشتی' شاہ عنایت قادری (ف بعد ۱۱۴۸ھ) بابا بلھے شاہ (بعد ۱۱۸۱ھ) علمائے عظام میں مولانا احمد شوریانی (۸۳۰ھ)' مولانا رحمت وتوزئی' اخوند سعید' مولانا محمد شریف نقشبندی (۱۱۵۳ھ) خواجہ محمد مقیم مجددی' خواجہ عبدالخالق' بایزید قصوری (۱۰۹۰ھ) اور شعرائے نامدار میں تسلیم والہداد خاں قصوری کے اسمائے گرامی علمی دنیا میں بقائے دوام کا درجہ رکھتے ہیں' دورِ آخر کے علماء و اکابر میں مولانا غلام محی الدین (۱۲۷۰ھ) مولانا غلام دستگیر (۱۳۱۵ھ) مولانا غلام علی (۱۳۰۶ھ) مولانا غلام اللہ (۱۳۴۱ھ) مولانا غلام رسول' ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (۱۳۸۲ھ) مولانا عبدالرسول بن مولانا غلام محی الدین' ڈاکٹر محمد اقبال' پروفیسر اورنٹیل کالج' لاہور (۱۹۴۸ء) آسمان علم و فضل کے آفتاب و مہتاب گزرے ہیں۔

قصور میں افاغنہ کی ایک شاخ خویشگی زمانہ قدیم سے آباد ہے۔ اس قبیلے میں بھی اربابِ علم و فضل اور امراء و روساء ہوئے ہیں' امرائے قصور کے نام شہرت و عظمت کی وجہ سے تاریخ میں نمایاں و ممتاز نظر آتے ہیں' قصور کے قبیلہ خویشگی میں عہد شاہ جہانی میں ایک شخص غلام معین الدین عبداللہ خویشگی المتخلص بہ عبدی پیدا

ہوا، جس نے عالم گیر کا پورا زمانہ دیکھا ہے، وہ اپنے دور کا نامور فاضل، جید عالم، معروف مصنف، مقبول مدرس اور متوسط شاعر تھا۔

عبداللہ خویشگی کی زندگی اگر ایک طرف درس و تدریس اور تصنیف و تالیف سے عبارت ہے تو دوسری طرف وہ امراء و روساء اور ارکانِ دولت کی مصاحبت و ہم نشینی کرتا نظر آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ شناس بھی ہے اور ماحول و حالات پر بھی نظر رکھتا ہے، اس نے مختلف موضوعات مثلاً تاریخ و سوانح، تصوف، فقہ اَوراد و وظائف، علم کلام، منطق و طب پر کم و بیش (اکاون ۵۱) کتابیں لکھی ہیں، اس سے اس کی جامعیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اس کی بعض کتابیں خاصی ضخیم ہیں، اس نے فارسی کے سوانحی ادب میں خاصا اضافہ کیا ہے، تلقین المریدین، اخبار الاولیاء اور معارج الولایت اس نوع کی کتابیں ہیں۔

آخر الذکر کتاب معارج الولایۃ بعض اعتبار سے اس کی ایک اہم اور معرکہ آراء تصنیف ہے، یوں تو یہ کتاب برصغیر کے صوفیہ و مشائخ کا ایک ضخیم تذکرہ ہے لیکن اس کتاب میں عبداللہ خویشگی نے برصغیر پاک و ہند کی مشہور زمانہ مجددی تحریک کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ سے متعلق جس قدر مخالف و منفی آراء ہیں ان کو بالتزام جمع کر دیا ہے، یہ کتاب ۱۰۹۶ھ میں مکمل ہوئی۔ اس سے اس وقت کے مذہبی عوامل اور ذہنی پس منظر کے سمجھنے میں خاصی مدد ملتی ہے، یہ کتاب ابھی تک زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئی بلکہ ہمارے خیال سے خویشگی کی کوئی کتاب بھی آج تک نہیں چھپی ہے اور نہ ہی اس کے حالات و سوانح مرتب و مدون ہوئے ہیں، یہ بھی اتفاق ہے کہ جس تحریک کا وہ سب سے بڑا مخالف ہے، اس تحریک کے ایک ارادت مند محمد اقبال مجددی نے اس کے حالات مرتب کیے ہیں اور سب سے پہلے خویشگی علمی دنیا میں ایک مجددی ہی کے ذریعہ متعارف ہو رہا

ہے۔

محمد اقبال مجددی تحقیق کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں' انہوں نے یہ کتاب نہایت محنت اور تحقیق سے لکھی ہے اور اس سلسلہ میں وہ سفر کی صعوبتوں سے بھی دوچار ہوئے ہیں انہوں نے عبداللہ خویشگی کی اکثر تصانیف کو ترتیب حالات کے سلسلے میں پیش نظر رکھا ہے کم وبیش تمام عصری تذکرے اور مآخذ بھی ان کے سامنے رہے ہیں انہوں نے تنقیح وتنقید کے بعد حقیقت تک پہنچنے کی پوری پوری کوشش کی ہے اس کتاب کے منابع ومصادر بڑی حد تک مخطوطات کی صورت میں تھے' مجددی صاحب کی مساعی جمیلہ قابل مبارک باد ہے کہ انہوں نے ان خطی مآخذ ومنابع کو ذاتی نیز دوسرے کتب خانوں سے تلاش کر کے خویشگی کے حالات وآثار پر ایک کتاب مرتب کر دی اس کتاب کے ذریعہ انہوں نے تحقیق وتنقید کا ایک اعلیٰ معیار پیش کیا ہے اس تالیف پر مجددی صاحب علمی دنیا کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اردو کالج' کراچی

محمد ایوب قادری

۲۵ ستمبر ۱۹۷۱ء

☆☆☆☆☆

پیش لفظ

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ایم اے، پی ایچ ڈی، ایس ای۔ ایس

استاذ گورنمنٹ کالج، ٹنڈو محمد خان، حیدرآباد، سندھ

فاضل مؤلف محترم جناب محمد اقبال مجددی ملک کے ان خاموش محققین میں ہیں جن کا مطلوب و مقصود صرف تحقیق ہے، جو کسی صلے کے طالب نہیں، علم و دانش کے ایسے مخلص خدمت گزار اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں، موصوف کے متعدد علمی و تحقیقی مقالات پاک و ہند کے موقر جرائد میں شائع ہو چکے ہیں، مثلاً معارف (اعظم گڑھ)، برہان (دہلی)، المعارف (لاہور)، بصائر (کراچی) وغیرہ وغیرہ۔ مطبوعہ مقالات کے علاوہ بہت سی کتابیں اور مضامین و مقالات زیر ترتیب ہیں۔

زیر نظر کتاب قصور (پاکستان) کے ایک کثیر التصانیف عالم، شاعر اور ادیب عبداللہ عبدی خویشگی کے احوال و آثار پر مشتمل ہے اور بڑی تحقیق اور جستجو کے بعد پیش کی گئی ہے، فاضل مؤلف کی دقت نظری کا اس سے انداز ہوتا ہے کہ انہوں نے مشرق و مغرب کے بعض محققین کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے مثلاً ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم، ڈاکٹر سید عبداللہ، شیخ محمد اکرام، ایتھے، اسٹوری، ای۔ ڈی راس، براؤن اور مارشل وغیرہ۔

فاضل مؤلف نے اس کتاب کو پانچ ابواب پر تقسیم کیا ہے احوال عبدی، شیوخ عبدی، عبدی کے سلاطین و امراء سے تعلقات، تصانیف عبدی، عبدی کی حضرت مجدد

الف ثانی کی مخالفت' چوتھے باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے' حصہ اوّل میں معلوم و موجود تصانیف کا ذکر ہے اور حصہ دوم میں معلوم مگر ناموجود تصانیف کا ذکر ہے' تصانیف کے باب میں یہ اہتمام رکھا ہے کہ قلمی نسخوں کی تفصیلات بھی فراہم کی ہیں خصوصاً معارج الولایت کا تفصیلی تعارف کرایا ہے' یہ کتاب بعض حیثیات سے نہایت اہم ہے۔

مکمل سوانح کے لئے بعض دیگر اُمور کی بھی ضرورت ہوتی ہے' شاید قارئین اس کمی کو محسوس کریں مگر یہ کمی سوانحی مواد کی عدم فراہمی کی وجہ سے ہے' جو کوئی نقص نہیں' ایسی شخصیت پر قلم اُٹھانا جس کے متعلق سوانحی مواد تقریباً معدوم ہو چکا ہو' نہایت مشکل کام ہے۔ اس مشکل کا صحیح احساس اسی کو ہوسکتا ہے جو اس منزل سے گزرا ہو۔

فاضل مؤلف نے جو کچھ پیش کیا ہے' جن حالات میں پیش کیا ہے اور جس انداز سے پیش کیا ہے' لائق تحسین ہے' اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کی اس علمی اور تحقیقی کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے' آمین!

محمد مسعود احمد

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خان' سندھ

۵ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

۲۶ اکتوبر ۱۹۷۱ء

☆☆☆☆☆

تقریظ

از

مولانا سید شرافت نوشاہی مدظلہ سجادہ نشین

ساہن پال شریف' گجرات

زیرنظر کتاب "احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری" محمد اقبال مجددی لاہوری کے زورِ طبع کا نتیجہ ہے' عبدی کی گمنام شخصیت جن کا ذکر کسی تذکرہ میں نہیں پایا جاتا' بڑی محنت و کاوش سے ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان کے حالات کو منصہ شہود پر اُجاگر کیا ہے اور ان کی تصانیف کی فہرست جن کی تعداد پچاس تک پہنچی ہے' بڑی تلاش سے مہیا کر کے قارئین کے سامنے پیش کی ہے' مولانا مجددی صاحب کا یہ بڑا علمی کارنامہ ہے جو انہوں نے تحقیقی دنیا کے سامنے کالشمس فی نصف النہار ظاہر کر دیا ہے' میں نے اس کتاب کو لفظ بلفظ پڑھا ہے ہر ایک واقعہ میں مولانا نے جابجا عبدی کی تصانیف کی اصل عبارتیں تحریر کی ہیں جس سے واقعات کی صحت میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا مجددی صاحب نے اس بات کا بھی سراغ لگایا ہے کہ مولانا خویشگی قصوری' حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے ساتھ اختلاف کی کیا حقیقت تھی' انہوں نے اپنی تحقیق سے ان اعتراضات پر بھرپور تنقید کی ہے۔

بہرکیف یہ کتاب نادر معلومات کا خزانہ ہے' اُمید ہے کہ اہل علم حضرات اور اہل انصاف احباب داد دیئے بغیر نہیں رہ سکیں گے' دعا ہے کہ اللہ کریم عزاسمہ' مولانا

مجددی صاحب کو علم و فکر میں ترقی عطا فرمائے، آمین!

درگاہ عالیہ نوشاہیہ ساہن پال شریف
گجرات، پاکستان

سید شرافت نوشاہی عفی اللہ عنہ
۱۱ محرم ۱۳۹۱ھ / ۹ مارچ ۱۹۷۱ء

حرفِ اوّل

قصور کی سیاسی، علمی اور ثقافتی تاریخ کی تدوین ہمارے پروگرام میں شامل ہے، قصور کے علماء کا ایک مفصل تذکرہ بھی زیر ترتیب ہے، یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، اس کے علاوہ پنجاب پر ہماری تصانیف و مقالات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) احوال و آثار خواجہ محمد سعید لاہوری نقشبندی (زیر ترتیب)

(۲) ساہووالہ (سیال کوٹ) کے علماء کا ایک غیر مطبوعہ تذکرہ
مطبوعہ مجلّہ صحیفہ، مجلس ترقی ادب، لاہور اکتوبر ۱۹۷۱ء

(۳) احوال و آثارِ مولانا سید شرافت نوشاہی مدظلہ، مطبوعہ دار المؤرخین، لاہور

(۴) (تذکرہ) تحفۃ الواصلین اور اس کا سالِ تصنیف مطبوعہ معارف اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۶۷ء

(۵) شاہ حسین لاہوری (م ۱۰۰۸ھ) کی ایک غیر مطبوعہ فارسی تصنیف ''تہنیت'' مطبوعہ مجلّہ معارف دار المصنفین، اعظم گڑھ، اگست ۱۹۷۰ء

(۶) لاہور کے چند غیر معروف صوفیہ، مطبوعہ المعارف، لاہور، اپریل ۱۹۷۰ء

(۷) مولانا نور محمد مدقق لاہوری (زیر ترتیب)

ہم چاہتے تھے کہ اس کتاب میں بطور مقدمہ قصور کی سیاسی، علمی اور ثقافتی تاریخ کا جائزہ لیا جاتا لیکن طوالت کے خوف نے ہمیں اس مقدمہ کو الگ کتابی صورت دینے پر مجبور کر دیا۔

اس کتاب میں بعض مقامات پر فارسی کے طویل اقتباسات دیئے گئے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اقتباسات مخطوطات سے ماخوذ ہیں، مطبوعات کے اقتباسات دینے کی بجائے ان کے فقط حوالے ہی دیئے گئے ہیں۔

حسبِ ذیل اُمور کے لیے ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔

(i) ہم نے صاحب سوانح عبداللہ خویشگی قصوری کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے۔
(ii) مستشرقین کی گروگزاشتوں کی نشاندہی کے سلسلہ میں ہمارے لہجے میں قدرے تلخی پیدا ہو گئی ہے۔
(iii) اس کتاب کے آخری باب یعنی عبداللہ خویشگی کی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مخالفت میں خطاب میں سختی اور لہجے میں درشتی پائی جاتی ہے۔

مؤلف اپنے ان بزرگوں مولانا سید حامد میاں، مولانا سید شرافت نوشاہی، مولانا محمد سعید احمد مجددی، مولانا سید انور حسین نفیس رقم، مولانا سید طیب شاہ ہمدانی، ڈاکٹر وحید قریشی، پروفیسر محمد ایوب قادری، ڈاکٹر ظہور الدین احمد، ڈاکٹر احمد بشیر، ملک احمد نواز، جناب نصیر احمد، جناب احمد ربانی اور پروفیسر محمد صدیق، بابا محمد فضل خان خویشگی مدظلہم العالی کا بہ صمیم قلب ممنون ہے کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف میں معاونت فرمائی۔

مخدومی مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں جو معاونت فرمائی، اس کا شکریہ الفاظ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

پروفیسر محمد ایوب قادری اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہما نے فقیر کی اس کتاب کا تنقیدی نظر سے مطالعہ فرما کر نہایت مفید مشورے دیئے اور اس کتاب پر تقریظیں بھی لکھیں، جس کے لیے مؤلف سراپا سپاس ہے۔

مؤلف اپنے والد بزرگوار میاں نور محمد مدظلہٗ اور برادرانِ گرامی محمد اسلام، محمد سعید، محمد سلیم، محمد اشرف اور محمد یوسف کے مالی تعاون اور محمد ریاض، محمد اشفاق بن محمد اسلام ساکنین قصور کی قصور نوردی میں رہنمائی کے لیے تہ دل سے شکر گزار ہے، محترم محمد شفیق نے طباعت کے مصارف برداشت کیے۔

دارالمؤرخین
محبوب پارک، گلزار کالونی
چاہ میراں، لاہور

مؤلف
محمد اقبال مجددی
۱۹ اگست ۱۹۷۱ء

قصبہ قصور دریائے راوی، ستلج اور بیاس کے کنارے پر واقع ہے اور فیروز پور روڈ پر لاہور سے ۳۴ میل دور جنوب مشرق میں آباد ہے۔[1]

زمانۂ قدیم سے قصور اہل علم کا مرکز رہا ہے بالخصوص ہر زمانے میں یہاں افغانوں کا اثر ورسوخ رہا ہے، قصور کے افغان زیادہ تر خویشگی نسل سے ہیں، قصور میں جن کے موجود ہونے کا ثبوت ساتویں صدی ہجری سے ملتا ہے، ان کی اصل وادی ارغسان (یکہ توت) سے ہے جو صوبہ کابل میں واقع ہے۔[2]

قصور میں آباد ہونے والے خویشگی، پیروتو شوریانی متوفی ۵۵۰ھ کی نسل سے تھے، عبداللہ خویشگی لکھتا ہے:

"قطب الاقطاب وفرد الاحباب بود و نام او در اصطلاح قوم حضرت پیر کبار است و او نیز خویشگی است، چه شوریان و شوره نام پدر اوست که پسر خویشگی بوده"۔[3]

حضرت پیروتو شوریانی، حضرت شیخ مودود چشتی[4] (۴۳۰-۵۲۷) کے خلفاء میں سے تھے، عبداللہ خویشگی قصوری نے اپنی تصنیف اخبار الاولیاء من لسان الاصفیاء میں قصور کے صوفیہ، علماء اور شعراء کے مفصل اور دلچسپ حالات لکھے ہیں۔

یہاں ہم قصور کے ایک کثیر التصانیف مصنف، شاعر اور امیر عبداللہ عبدی خویشگی قصوری کے حالات کا تفصیلی جائزہ لے رہے ہیں۔

---

1. امپیریل گزیٹر 149x.vx
2. اسلامک کلچر جولائی ۱۹۲۹ء مقالہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع
3. عبدی۔ معارج الاولایت قلمی ورق ۵۴۱ نسخۂ آذر۔
4. برائے شرح حال شیخ مودود چشتی رجوع کنید بہ جواہر مودودی قلمی، خزینۃ الاصفیاء وغیرہا۔

اجداد

مولانا احمد شوریانی

عبدیؔ نے اپنی تصانیف میں پیرو تو شوریانی المعروف بہ حضرت پیر کبارؒ کی اولاد میں سے جن کے ساتھ اپنا کوئی پدری یا مادری تعلق ظاہر کیا ہے ان کے حالات اختصار کے ساتھ یہاں لکھے جاتے ہیں:

چنانچہ اس نے معارج الولایت میں لکھا ہے کہ میرے دادا مولانا احمد شوریانی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ (م ۱۰۳۴ھ) کے درمیان مخلصانہ اور عقیدت مندانہ تعلقات تھے' لکھتا ہے:

"مولانا احمد شوریانی از اولاد حضرت پیر کبار و جد پدری این ضعیف (عبدی) است و تلمذ شیخ اسحاق بن کاکوؒ [5] است کہ استاذ الاساتیذ لاہور و از اولاد حضرت گنج شکر اوده...... و معاصر شیخ احمد کابلی و شیخ عبدالحق دہلوی و شیخ عیسیٰ سندی برہانپوری و شیخ احمد کابلی بسیار عزت و توقیر ایشان نگاه داشتی و چون ہر دو عزیز یکجا بودندی و معارف و حقائق را ذکر کردندی اجنبی را دران مجلس دخل نبودی و دو سہ روز خلوت کردی و شیخ احمد ایشان را

---

۵ شیخ اسحاق بن کاکو متوفی ۹۹۶ھ

بسیار پسندیدی و چون در دہلی برائے زیارت
حضرت خواجه قطب الاسلام وشیخ الاسلام
و پیران چشت قدس اللہ اسرارہم تشریف
داشتند وباشیخ عبدالحق دہلوی ملاقات
دست داد بسیار توقیر و تکریم ایشان بجا می
آورد......شیخ عبدالحق بر علو ہمت ایشان
آفرینہا کردہ و در توقیر و تعظیم بہ فرمود و
چون در برہان پور رسیدند و مشائخ برہان پور
را دیدند و باشیخ عیسیٰ سندی ملاقات
حاصل شد و بعض مسائل دینی مذکور شدند'
بی آنکه از مولد و موطن بگویند شیخ عیسیٰ
بشناخت و گفت مگر تو مولانا احمد شوریانی
ہستی که چنین اصلابت در دین داری؟
ایشان قبول کردند و گفتند که فقیر احمد است
و یکی از ادنیٰ بزرگان خداوند تعالیٰ است و
شیخ عبداللطیف برہان پوری فرمودی که در
عمر خود دو کس را از علماء ظاہر و باطن
ملاقات کردہ ام که مثل ایشان دیگری را
نیافته ام یکی شیخ عبدالوہاب مرضعی' دوم
شیخ احمد شوریانی' وشیخ عبداللطیف گفتی
در قومی که مثل شیخ احمد شوریانی باشد'

شرف آن قوم است و وی بدیگری برای تحقیقات امور دین چرا رود و ہر کہ برای دیدن شیخ عبداللطیف از قصور ببلدۂ برہان پور آمدی اورا باز بقصد ردّ کردی و گفتی چرا چندین تصدیع کشیدی برو پیش شیخ احمد شوریانی وفرزندان او کہ ترا بخدا رسانند و دین ترا از رہزنان نگاہدارند......وکتابی مختصر کہ سوالات احمدی مشہور است (تصنیف احمد شوریانی) کہ برائے رِدّ ملاحدہ و زنادقہ واستنفسار متصدفہ تحریر نمودہ"۔[۲]

عبدی نے "سوالات احمدی" کی تلخیص معارج الولایت میں ورق ۳۶۹ تا ۳۷۴ شامل کی ہے۔

مولانا احمد شوریانی نے دو شادیاں کی تھیں' بتک زئی قبیلہ کی بیوی کے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور عارف زیان قبیلہ کی بیوی کے بطن سے چار لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی ایک لڑکا ان کی زندگی میں فوت ہو گیا' بڑے لڑکے کا نام عبدالحق معروف بہ عبدالقادر تھا' عبدالقادر خود کو عبدالمقتدر کا نام بھی دیتے تھے یہی عبدی کے والد تھے' عبدی اخبار الاولیاء میں لکھتا ہے:

"پوشیدہ نماند کہ حضرت ایشان (مولانا احمد شوریانی) را منکوحہ بود از اولاد شیخ بتک' خداوند تعالیٰ یک پسر و یک دختر

۲؎ عبدی: معارج الولایت ورق ۳۶۹۔ا ب

کرامت فرموده پسر را نام عبدالله نهادند و
ازعبدالله دو پسر متولد شد و چون آن
صالحه ودیعت حیات سپرد' حضرت ایشاں
زوجه دیگر از عارف زیان که قوم خود بودند
بزنی خواستند حق سبحانه از وی چهار پسر و
یک دختر عنایت فرمودیکے در حیٰوة
حضرت سفر آخرت کردند بقیه سه که بودند
کلاں باسم عبدالصمد ومتوسط بنام
عبدالحق که مشهور به عبدالقادر است وپدر
این احقر باشد و خود را باسم عبدالمقدر
(عبدالمقتدر) موسوم ساختند"۔[7]

مولانا احمد شوریانی کا سالِ وفات معارج الولایت اور اخبار الاولیاء میں عبدی نے نہیں لکھا ہے۔ لیکن مفتی غلام سرور لاہوری مرحوم نے بغیر کسی حوالے کے ان کا سالِ وفات ۱۰۳۰ھ لکھا ہے۔[8]

اعجاز الحق قدوسی نے خزینۃ الاصفیاء اور نزہۃ الخواطر کے حوالے سے مولانا احمد شوریانی کے متعلق لکھا ہے:

"آپ کا اسم گرامی شیخ احمد' آپ کے والد کا نام عبداللہ اور آپ کے والد کے دادا کا نام قاضی محی الدین عبداللہ خویشگی چشتی تھا"۔[9]

---

۷ عبدی۔ اخبار الاولیاء ورق ۵۹ ب

۸ مفتی غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء جلد اوّل صفحہ ۴۵۸

۹ قدوسی اعجاز الحق: تذکرہ صوفیائے پنجاب' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء صفحہ ۸۹

حقیقت یہ ہے کہ اعجاز الحق قدوسی صاحب خزینۃ الاصفیاء کی عبارت نہیں سمجھ سکے' خزینۃ الاصفیاء میں ہے:

"شیخ احمد شوریانی از اولاد پیر کبار است وجدپدری خواجہ غلام محی الدین (معین الدین) عبداللہ خویشگی چشتی صاحب معارج الولایت واخبار الاولیاء است"۔[۱۰]

معلوم نہیں کہ مندرجہ بالا اقتباس میں سے قدوسی صاحب نے احمد شوریانی کے والد کا نام عبداللہ اور والد کے دادا کا نام قاضی محی الدین عبداللہ خویشگی کیسے اخذ کرایا؟ حالانکہ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے مولانا احمد شوریانی کے تعارف کے لئے عبداللہ خویشگی کا سہارا لیا ہے' حقیقت یہ ہے کہ احمد شوریانی قصوری' عبداللہ خویشگی کے دادا تھے' یہ مزید تعجب خیز امر ہے کہ صاحب نزہۃ الخواطر نے احمد شوریانی کے والد کا نام عبداللہ کیسے لکھ دیا ہے[۱۱] حالانکہ ان کا ماخذ بھی جیسا کہ انہوں نے خود وضاحت کی ہے' خزینۃ الاصفیاء ہی ہے۔

بحث کا حاصل یہ ہے کہ خزینۃ الاصفیاء کے ناقلین کو غلط فہمی ہوئی ہے' مولانا احمد شوریانی' عبداللہ خویشگی کے دادا تھے۔

شیخ محمد وتوزئی

عبدی نے ان کو اپنا جد مادری لکھا ہے' وہ شیخ مامی کے عرف سے معروف تھے' عبدی اپنی والدہ مرحومہ کے حوالے سے ان کے حالات اس طرح لکھتا ہے:

---

[۱۰] مفتی غلام سرور: خزینۃ الاصفیاء جلد ا صفحہ ۴۵۷

[۱۱] عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر جلد ۵ صفحہ ۵۶

فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ صفحہ ۴۰۳ (خزینۃ الاصفیاء کا لفظی ترجمہ)

"از اولاد عارف زئ است و در عرف شهرت بشیخ مامی یافته' جد مادری این احقر است زاہد و رأیض و متورع و متعبد بود و صلوٰۃ خمسه را بجماعت در مسجد خواجه حاجی اویس که جد مادری وی بود ادا کردی وبمتابعت حاجی در تعمیر مسجد بسیار کوشیدی وفقراء بانواع خدمت پیش آمدنی......والده مرحومه میگفت که چون پدر من در ابتداجوانی بکسب تجارت مشتغل گشت خمس سال را در راه خداوند تعالیٰ نهاد وگفت که ہر رنج که برین مال حاصل شود داخل آن خمس است......والده مرحومه من میگفت که چون در خانه من دختران بسیار پیدا می شدند ومن ازین جهة مغموم بودم روزی به جد والدۂ خود متوجه شدم و گفتم اے پدر بزرگوار درین باب درحق من توجه مبذول فرمایند وعقد کارمن کشائید' بدین نیت فاتحه خواندم و بخواب شدم ایشان در خواب حاضر شدند و کودکی پیش ایشان بازی میکرد وفرمود که اے دختر میدانی که این طفل کیست و نام وی چیست گفتم نی' فرمود که

> این پسر تست و نامش محمد اسحاق است چون بیدار شدم خوشحال گشتم و این رویا صالحه را تفول گرفتم در اندک مدة خداوند تعالیٰ بمن پسری داد و نام او محمد اسحاق نهادم مولد و مدفن وی (شیخ محمد وتوزئی) قصور است"۔[۱۲]

والد

عبدی عبداللہ خویشگی کے والد کا نام عبدالحق تھا اور وہ عبدالقادر کے عرف سے معروف تھے۔[۱۳] عبدی کی جو تصانیف ہمیں اب تک دستیاب ہوئی ہیں' ان میں عبدی کے والد کے متعلق کوئی صراحت نہیں ملتی۔

عبدالستار شوریانی برادر خرد عبدی

عبدی جب اورنگ آباد اور اجمیر گیا تو اس کا چھوٹا بھائی عبدالستار بھی شریک سفر تھا' جو سفر کے دوران قصبہ سانپ گانو پہنچ کر بیماری اسہال میں مبتلا ہوا اور ۱۰۹۶ھ میں وفات پا گیا' عبدی نے معارج الولایت میں عبدالستار شوریانی کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں جنہیں ہم یہاں اختصار کے ساتھ نقل کر رہے ہیں:

---

۱۲ عبدی۔ اخبار الاولیاء ورق ۸۸ب تا ۹۰

۱۳ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۲۔ عبدی نے اخبار الاولیاء (تصنیف ۱۰۷۷ھ) میں اپنے والد کے لیے مرحوم کا دعائیہ لفظ لکھا ہے' جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے والد ۱۰۷۷ھ سے قبل فوت ہو چکے تھے۔

”برادر خورد این ضعیف (عبدی) بود در اوائل
چیزی نخوانده بود آخر الامر مرچون محبت
آلٰہی بر وی غلبہ کرد باکمال سعی قرآن
مجید را در بیجاپور تلمذنمود بعد ازان اکثر
اوقات تلاوت قرآن نمودی چنانکہ از ہفت
روز بجناب الٰہی بشوق ختم قرآن کردی و
بامور دنیاکم پرداختی و باذکر اسم ذات و نفی
و اثبات بسیار مستعدی بودی چنانکہ از
کثرت اشغال تصفیۂ باطن او را بکمال دست
دادہ بود.....وچون از وفات بہلول خان عرف
عبدالکریم [۱۴] ببلدۂ اورنگ آباد معاودت
دست داد ہمراہ فقیر بود آخر الامر چون
بزیارت حضرت خواجہ بزرگ معین الحق
والدین قدس اللہ سرہ بجانب اجمیر اتفاق
سفر افتاد، نیز ہمراہ بود و بعد از فراغ زیارت

---

[۱۴] عبدالکریم بن عبدالرحیم مخاطب بہ بہلول خان، بیجاپور میں نووارد افغان تھا، علی عادل شاہ ثانی کی فوج میں نمایاں مقام حاصل کرلیا تھا اور بیجاپور کی تمام لڑائیاں جو عادل شاہ کے عہد میں ہوئیں شرزہ خان کے شریک رہا، علی عادل شاہ ثانی کے انتقال ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء کے بعد فوت ہوا، بقول نصرتی ۔

اتھا پوت بہلول خان کا عظیم — او عبدالکریم ابن عبدالرحیم

(نصرتی: علی نامہ صفحہ ۲۴۵)

آن قدوۂ احرار و اسوۂ اخیار، واقعہ بُغی شہزادہ اکبر [۱۵] بوقوع پیوست وظل الٰہی عالمگیر شاہ ثانی را بتعاقب او امر فرمودند بوسطہ بعضی عزیزان نوکری شاہ عالم حاصل شد بعدازان چون بادشاہ عالمگیر و شاہ عالم بجانب برہانپور معاودت نمودند ہمراہ ایشان بودم، پس قضاء آلٰہی برادر مرحوم را بیماری اسہال روی نمود چنانچہ مدتی آن مرض امتداد یافت و چون در اں بیماری استقامت داشت کہ ہرگز شکوہ از قضاء و قدر بزبان نیاوردی وبرنماز وروزہ و تلاوت قرآن و نوافل مستعد بودی وچوں بعضی اوقات از دفع مرض استفسار رفتی گفتنی کہ ازین مرض خلاص ممکن نیست بنا بران کمتر پرہیز نمودی وہرچہ خواستی خوردی چنانکہ بدن او از غلبہ مرض زار ونزار شدہ بود و چون شاہ عالم از رام کہات و کوابند (مرا) رخصت کردند ہر چند مقیم شدم وگفت کہ بیماری غالب است و مصلحت

---

۱۵ اکبر بن عالمگیر کی بغاوت اور اس کے تعاقب کے لیے شہزادہ محمد معظم کے تقرر کا واقعہ ۲۲ جلوس عالمگیری ۱۰۸۹ھ/ ۱۶۷۸ء کا ہے۔ (خافی خان: منتخب اللباب جلد ۲ صفحہ ۲۷۰-۲۶۹)

سفر نیست گفت من بغیر از صحبت شما
آرامی نخواہم یافت' الغرض دران سفر بسیار
محنت ومشقت کشید ونیز قلق و اضطراب
بسیار کردم و در دفع بیماری او معالجت و
دعوات نمودم چون قضا الٰہی به علاج و دعا
مندفع نشود آن معالجات ودعوات سودی
نکرد وچون قصبه سانپ گانو رسیدیم پرسید
که این کدام جا است؟ گفتم قصبه سانپ گا نو
گفت این موضع خوشی است و (مرا) مدفن در
ہمین جای خواہد بود' آخر الامر در شب شنبه
ششم ماه محرم الحرام سنه الف و تسعین
وست ہجری وفات یافت و در گورستان
قصبه مذکور قریب قبرپخته گچی مدفون
گشت' بعد از وفات اکثر اوقات بامداد واعانة
رسیده است' رحمة الله علیه"۔[۱۶]

عبدی جب شیخ جنیری مدفون اورنگ آباد کی خدمت میں حاضر ہوا تو عبدالستار شوریانی بھی ہمراہ تھا'[۱۷] معارج الولایت کے مندرجہ بالا اقتباس سے نہ صرف عبدالستار کے حالات کا علم ہوتا ہے بلکہ خود عبدی کی بعض نہایت اہم سرگرمیوں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

---

۱۶ عبدی: معارج الولایت ورق ۴۷۹۔ا ب

۱۷ ایضا ورق ۴۷۸

Marfat.com
Marfat.com

نام

عبیداللہ نام تھا اور وہ عبداللہ کے عرف سے معروف تھا' خواجگان چشت خصوصاً حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزیؒ سے نہایت عقیدت رکھتا تھا' اس لیے اپنے نام سے پہلے غلام معین الدین ضرور لکھتا تھا۔

لقب

زمانۂ طالب علمی میں عبداللہ اپنے استاذ کی بجائے بطور معلم طلبہ کو پڑھاتا تھا گویا معلم کا قائم مقام تھا اس لیے خلیفہ جی کے لقب سے مخاطب کیا جانے لگا چنانچہ خود اپنے حالات کے باب میں لقب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"در زمانِ تعلیم بر جمیع طفلانِ قائم مقام بودم و لہذا بخطاب خلیفہ جی مخاطب گشتم"۔[۱۸]

انڈیا آفس کے فارسی مخطوطات کے فہرست نگار ایتھے نے بحر الفراسۃ تصنیف عبداللہ خویشگی کے تحت خلیفہ جی کو خلیفہ حی (HAYY) لکھ دیا ہے۔[۱۹] اور بعض دوسرے فہرست نگاروں نے بھی ایتھے کی غلطی کا اعادہ کیا ہے' یہاں تک کہ ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب نے بھی فہرست مخطوطات دانش گاہ پنجاب میں اس لفظ کو ایتھے ہی کے حوالے سے خلیفہ حی لکھ دیا ہے۔[۲۰]

---

۱۸ عبدی: اخبار الاولیا من لسان الاصفیاء قلمی ورق ۱۵۹ اب
مکتوبہ ۱۱۱۴ھ مملوکہ مولانا سید طیب شاہ ہمدانی مدظلہ قصور

19 Cat India Office, Ethe Ms. No.1271.

20 Cat, Panjab University Library Vol.1, F.II Ms. No.387. P.278

حقیقت یہ ہے کہ لفظ ''جی'' عزت و تکریم کے لیے استعمال ہوتا ہے' جیسا کہ میاں جی اور اکثر حضرت میاں میر لاہوریؒ ۱۰۴۵ھ کے لیے میاں جیو ہی کا لفظ استعمال ہوتا تھا[۲۱] اخبار الاولیاء کے نسخہ کلکتہ کے دیباچہ میں عبداللہ خویشگی نے خلیفہ جی ہی لکھا ہے۔

بحث کا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ خویشگی کا لقب خلیفہ جی تھا نہ کہ خلیفہ حی۔

تخلص

عبداللہ خویشگی فارسی میں شعر کہتا تھا' عبدی تخلص تھا اور اس نے اپنی تصانیف میں اپنے اشعار جابجا نقل کیے ہیں' مولوی ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم نے کپورتھلہ کی لائبریری میں عبدی کی کتاب بحر الفراسۃ دیکھی تھی' ان کا کہنا تھا کہ عبداللہ عبیدی تخلص کرتا تھا' مرحوم لکھتے ہیں:

''اس کا تخلص عبیدی تھا جیسا کہ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے''۔[۲۲]

راقم کے پیش نظر اس وقت بحر الفراسۃ کے تین خطی نسخے مخزونہ کتب خانہ دانشگاہ پنجاب ہیں' جن میں عبداللہ خویشگی نے اپنا تخلص نہیں لکھا ممکن ہے کہ بضرورت شعری عبیدی میں ثقالت محسوس کرتے ہوئے اسے عبدی میں تبدیل کر دیا ہو' عبدی نے اپنی دیگر تصانیف میں جہاں کہیں اپنے اشعار نقل کیے ہیں اُن میں اپنا تخلص عبدی ہی لکھا ہے' شیخ محمد رشید جونپوریؒ کی مدح میں جو قصیدہ لکھا ہے اس میں

---

۲۱ دارالشکوہ لکھتا ہے:

''وجہ تسمیہ میاں اینست کہ چون بزبان ہندی میاں صاحب رامی گویند و جیو لفظ تعظیم است و حضرت ایشان را چون ہمہ بجائے صاحب خودی دانستند تعظیم ایشان لازم می شمردند ازین جہت میاں جیو می گفتند۔ (سکینۃ الاولیاء صفحہ [illegible]' مطبوعہ ایران' ۱۹۶۵ء)

۲۲ اورینٹل کالج میگزین' لاہور' اگست' ۱۹۲۷ء

اپنے تخلص عبدی کو بروزن ابدی لایا ہے

از غبار وجود عبدی را غسلی دہ شہود ابدی[۲۳] را

یہاں عبدی تخلص ہی درست معلوم ہوتا ہے' گویا اس کا پورا نام غلام معین الدین عبداللہ عبدی خویشگی قصوری ہے جسے ہم نے اس کتاب میں اختصار کے پیش نظر عبدی لکھا ہے۔

ولادت

تمام مطبوعہ اور متعارف تذکرے عبدی کے ذکر سے یکسر خالی ہیں اس کے حالات کا سب سے بڑا ماخذ اس کی اپنی تصانیف ہیں' عبدی نے اخبار الاولیاء من لسان الاصفیاء ۱۰۷۷ھ کے قریب تصنیف کی جس کا آخری باب اس نے اپنے حالات کے لیے مختص کر دیا لیکن افسوس ہے کہ اس نے اپنے حالات کے سلسلے میں تعین سن وصال ضروری نہیں سمجھا یہاں تک کہ اپنا سال ولادت بھی نہیں لکھا لہٰذا ہم اس کی دیگر تصانیف کی مدد سے تعینِ سنین کی کوشش کرتے ہیں۔

اخبار الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میں تئیس سال کی عمر میں علم کی تحصیل سے فارغ ہو گیا۔

"در سنہ ثلث و عشرین از عمر خود فارغ شدہ"۔[۲۴]

چنانچہ اس نے فراغت کے فوراً بعد اپنی تصنیف معارج الولایت کے لیے مواد کی فراہمی اور خواجگان چشت کے ملفوظات وغیرہ سے اقتباسات لینے کا سلسلہ

---

۲۳ عبدی: معارج الولایت، قلمی ورق ۳۸۴ (یہ شعر وزن سے خارج ہے)

۲۴ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۱

شروع کر دیا' لکھتا ہے:

"ازین جهة این ضعیف (عبدی) قریب سی سال است که بعد فراغ از تحصیل علوم ظاهر متابعة این طائفه علیه وتبعیت این فرقه سنیه بحسب طاقت خویش میکرد واحوال و اعمال و اقوال ایشان از کتب متعددهٔ ملفوظات متنوعه انتخاب می نمود"۔[۲۵]

گویا معارج الولایت کی تدوین میں تیس سال لگے معارج الولایت کا سال تکمیل ۱۰۹۶ھ (سال تصنیف پر بحث اپنے مقام پر آئے گی) ہے ۳۰ سال کا زمانہ طالب علمی اور تیس سال معارج الولایت کی تدوین کی مدت کو جمع کیا جائے تو معارج الولایت کی تکمیل کے وقت عبدی کی عمر ترپن (۵۳) برس ہوتی ہے اب ۱۰۹۶ھ (سال تکمیل معارج) میں سے ۵۳ منہا کیے جائیں تو تخمیناً ۱۰۴۳ھ عبدی کا سال ولادت برآمد ہو جاتا ہے۔

رفیقہ حیات

عبدی کی رفیقہ حیات کے متعلق صرف اس قدر معلوم ہو سکا ہے کہ وہ عالم خان نبیرهٔ بی بی درہ قصوری[۲۶] کی دختر تھیں' عبدی لکھتا ہے:

۲۵۔ عبدی: معارج الولایت قلمی ورق ۶۵۳

۲۶۔ بی بی درہ از قوم حسین زیان در قبیلہ شمہ زیان بود شوہر ایشان سعید خان نام از قبیلہ موسیٰ زیان بود عارفۂ وقت کاملہ زمان خود بود و خوارق بسیار از بی بی منقول است' نقل است کہ چون پسران وی نوکر بودند و بصاحب خود بر دیہ گوران ہندوستان تاخت نمودہ شہید شدند' بی بی سر از مراقبہ برآورد و گفت کہ چہ واقعہ پیش آمدہ کہ من پسران خود را بی سر بینم' چون مردمان بعد از چند روز از ان آمدند خبر شہادت پسران بی بی رسانیدند۔ (اخبار الاولیاء قلمی ورق ۱۲۴)

"نقلست که نبیرهٔ بی بی (دره) که مسمّی به عالم خان بود و ہنوز بوجود نیامده بی بی میگفت که من باغ عالم خان یعنی اولاد و اخفاد او را دریں جا مشاہده مینمائم بعد ازمدتی خداوند تعالیٰ عالم خان را بوجود آورد و درخانه او چہار پسر و یک دختر کرامت فرمود و آن دختر وی در حباله ازدواج این احقر است"۔[۲۷]

عبدی ۱۰۴۳ھ میں پیدا ہوا' ۲۳ سال درسی علوم کی تحصیل میں صرف کیے' ایک سال قصور میں مدرس رہا' پھر کسب معاش کے لیے قصور سے دہلی' اورنگ آباد اور گجرات وغیرہ گیا' قصور سے اس کی ابتدائی غیر حاضری کو ہم کم از کم تین سال کی مدت قرار دے سکتے ہیں' گجرات سے قصور میں آ کر شادی کی' گویا اس کی شادی ۲۷ سال کی عمر میں ہوئی (۲۳+۱+۳=۲۷) ۱۰۴۳ھ (سال ولادت عبدی) میں ۲۷ سال جمع کیے جائیں تو ۱۰۷۰ھ اس کا سال تزویج برآمد ہو جاتا ہے' اخبار الاولیاء میں لکھتا ہے:

"بعد از مراجعت بوطن از تحصیل سُنت (تزویج) بجهة کسب...... بطرف دہلی رفته شد"۔[۲۸]

---

[۲۷] عبدی: اخبار الاولیاء قلمی ورق ۱۲۴

[۲۸] ایضاً ورق ۱۶۳ ب

محمد معتصم باللہ بن عبدی

عبدی نے اخبار الاولیاء میں صراحت کی ہے کہ اس وقت ۱۰۷۷ھ ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک فرزند عطا کیا ہے جس کا نام میں نے محمد معتصم باللہ رکھا ہے' نام کی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھتا ہے کہ میرے جد پدر مولانا احمد شوریانی اکثر اپنی اولاد کے ایسے نام تجویز کرتے تھے جن سے عبودیت ظاہر ہوتی ہے۔ عبدی کہتا ہے کہ ان کی خواہش تھی کہ میری اولاد میں سے بھی کسی کا نام معتصم باللہ ہو انہوں نے کہا: اگر میری اولاد میں سے کسی کے ہاں کوئی فرزند تولد ہو تو وہ یہ نام رکھ کر میری خواہش پوری کرے چنانچہ عبدی نے مولانا احمد شوریانی کی وصیت پر عمل کیا اور اپنے ۱۰۷۷ھ میں تولد ہونے والے لڑکے کا نام معتصم باللہ رکھا اور حصولِ برکت کے لیے نام سے پہلے محمد کا اضافہ کر دیا چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"اکثر حضرت اخوند (مولانا احمد شوریانی) را بطریق بود کہ ہر فرزندی کہ از اولاد ایشان بوجود می آمد بحکم حدیث نبوی ﷺ عبد والاسماء باسم عبودیت را در اولاد خود نہادم ولیکن اسمی دیگر کہ من آن را دوست میدارم باقیماندہ است و آن معتصم باللہ است اگر کسی از اولاد من آن را بہ پسر خود وضع کند از خداوند تعالٰی امید وارم کہ بہ برکت این اسم سعادت مند باشد' چون درنیولا بتاریخ دواز دہم شہر ذی القعد سنہ الف و سبع وسبعین

حق سبحانہ وتعالٰی از عطیات بی نہایت خود، این کمترین را فرزندی عنایت فرمودہ برآن وصیت حضرت اخوند عمل نمودۂ بجہۃ تبرک و یمن نام محمد را بران اضافت نمودہ، معتصم باللّٰہ نام نہاد"۔ [۲۹]

عبدی کا شجرۂ نسب

افغانوں کا شجرۂ نسب خاصا اُلجھا ہوا ہے، مخزن افغانی ۱۰۳۰ھ اور خود عبداللہ عبدی خویشگی نے اخبار الاولیاء میں اپنے نسب کی تحقیق کی ہے چونکہ عبداللہ خویشگی کے جد پدر مولانا احمد شوریانی سے پہلے کے نسب میں بہت اختلاف ہے خود عبدی کی اخبار الاولیاء میں نسب تحقیق افاغنہ کسی خاص نتیجہ پر نہیں پہنچی اس لیے ہم نے اس شجرہ کو اس کے دادا سے شروع کیا ہے۔

مولانا احمد شوریانی نے دو شادیاں کی تھیں قبیلہ بتک زیٔ کی زوجہ کے بطن سے ایک لڑکا عبداللہ اور ایک دختر تولد ہوئی، عبداللہ کے دو لڑکے تھے، قبیلہ عارف زیان کی زوجہ کے بطن سے چار لڑکے اور ایک لڑکی تولد ہوئی، فرزند کلاں عالم طفولیت میں فوت ہو گیا، دوسرا عبدالصمد اور تیسرے لڑکے کا نام عبدالحق عرف عبدالقادر تھا، یہی صاحب سوانح عبدی کے والد تھے، اس کے علاوہ ایک اور لڑکے اور لڑکی کے متولد ہونے کا ذکر بھی کیا گیا ہے لیکن ان کے نام نہیں لکھے گئے۔

عبدالحق عرف عبدالقادر (والد عبدی) کا محمد وتوزئی کی بیٹی سے عقد کیا گیا جس کے بطن سے تین لڑکے اور دختران بسیار تولد ہوئیں، فرزند کلاں عبدی عبداللہ خویشگی

---

۲۹ ایضاً ورق ۵۹ تا ۶۰

صاحب سوانح، فرزند خورد عبدالستار شوریانی متوفی ۱۰۹۶ھ اور فرزند سوئم محمد اسحاق کا ذکر عبدی نے اخبار الاولیاء اور معارج الولایت میں کیا ہے جن کے ممکن الحصول حالات لکھے جا چکے ہیں، عبدی (صاحب سوانح) کا عقد عالم خان نبیرہ بی بی درہ کی صاحبزادی سے ہوا جس کے بطن سے فقط ایک لڑکے محمد معتصم باللہ (متولد ۱۰۷۷ھ) کے تولد ہونے کا ثبوت ملتا ہے، جس کے متعلق تفصیل سے لکھا جا چکا ہے، اگلے صفحہ میں شجرہ نسب عبدی بہ صورتِ نقشہ ہم نے اخبار الاولیاء اور معارج الولایت کی مدد سے تیار کیا ہے۔

شجرۂ نسب عبداللہ خویشگی قصوری
مولانا احمد شوریانی (از اولاد کبار و تو شوریانی)
اولاد از بطن زوجہ بنگ زئی
اولاد از بطن زوجہ بن عارف زیان
عبداللہ
از عبداللہ دو پسر تولد شد
(اخبار الاولیاء)
یک دختر
یک پسر فوت شد
عبدالصمد
عبدالحق عرف عبدالقادر
یک پسر دیگر
یک دختر
زوجہ آن بنت محمد و تو زئی
عبداللہ خویشگی قصوری صاحب ترجمہ
زوجہ آں دختر عالم خان نبیرہ بی بی درہ
عبدالستار شوریانی
متوفی ۱۰۹۶ھ
دختران بسیار
محمد اسحاق
محمد معتصم باللہ (متولد ۱۰۷۷ھ)
یعقوب مخاطب عمر خان
(ف ۱۱۳۲ھ)
تاریخ محمدی ۲/۶/۷۲
مصطفیٰ مخاطب علی شیر خان
علی شیر خان
(ف ۱۱۳۲ھ)
تاریخ محمدی ۲/۶/۸۰

اساتذہ

عبدی اپنے والد سے رخصت لے کر بغرض تکمیل علوم قصور سے لاہور پہنچا' یہاں جن اساتذہ عصر سے اس نے علوم ظاہری کی تکمیل کی' ان میں سے میاں محمد صادق' میاں محمد سعید اور شیخ نعمت اللہ کا ذکر اس نے اس طرح کیا ہے:

"چون حوادث و علائق ازین اُمنّیت مانع می شدند از والد رخصت گرفته بلاهور رفتم وبملازمت علمأ وقت واساتیذ عصر که میاں محمد صادق بود و محمد سعید و شیخ نعمت اللّٰه' کتب تحصیل را تلمذ نمودم"[1]

عبدی کے اساتذہ میں سے بجز شیخ نعمت اللہ کسی کے حالات نہیں ملتے۔

شیخ نعمت اللہ لاہوری

ہمارے محدود علم میں شیخ نعمت اللہ لاہوری کے حالات سے تمام مطبوعہ اور متعارف کتب اور تذکرے خالی ہیں' شیخ نعمت اللہ لاہور کے مدرس' قاری اور جید عالم تھے' شاہ جہان اور اورنگ زیب دونوں کا زمانہ پایا' اب تک آپ کی صرف ایک تصنیف مفید القراء دریافت ہوئی ہے اور ہنوز ان کے حالات کا یہی واحد ماخذ ہے۔

آپ کا نام نعمت اللہ اور والد کا نام رحمت اللہ تھا' داد کے متعلق صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ ان کا نام مرزا تھا' مفید القراء میں لکھتے ہیں:

---

[1] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۰

"احقر العباد الضعیف النحیف المفتقر الی اللّٰہ الصمد الغنی نعمت اللّٰہ ابن رحمت اللّٰہ بن مرزا"۔[1]

مفید القراء کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پنجاب کے کسی نواحی موضع سے لاہور میں آ کر "زمین کلالان" میں آباد ہوئے تھے' دیباچہ کتاب میں لکھتے ہیں:

"بندۂ حقیر اضعف العباد نعمت اللّٰہ بن رحمت اللّٰہ لاہوری ساکن نو زمین کلالان"۔[2]

مفید القراء کے مطالعہ سے مترشح ہوتا ہے کہ شیخ نعمت اللہ نے پنجاب ہی میں علوم متداولہ کی تحصیل کی تھی' کتاب کے خاتمہ میں اپنے جن اساتذہ کرام کا ذکر کیا ہے وہ تمام پنجاب کے اساتذہ تھے' یہ تمام حضرات غیر معروف ہیں' ان کے حالات کلیتاً پردہ اخفا میں مستور ہیں' خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ پنجاب کے چند جید علماء کے نام محفوظ ہو گئے ورنہ ان کے حالات تو درکنار آج ہم ان کے ناموں سے بھی واقف نہ ہوتے' شیخ نعمت اللہ اپنے قراءت کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"احقر العباد الضعیف النحیف المفتقر الی اللّٰہ الصمد الغنی نعمت اللّٰہ بن رحمت اللّٰہ بن مرزا کہ بخدمت مغفوری مرحومی اجود القّراء میاں محمد حسین قاری و حافظ سعد

---

[1] نعمت اللہ لاہوری: مفید القراء' قلمی' خاتمہ کتاب

[2] ایضاً دیباچہ کتاب

اللّٰہ قاری و میاں فتح محمد نواسۂ میاں نور الدین محمد قاری مدت مدید قرآن مجید خوانده و شنیده و اجازۂ تدریس از ایشان گرفته و مولویوں مذکورون بخدمت حضرت میاں نور الدین محمد مذکور خوانده و میاں مذکور بخدمت میاں حاجی ابراہیم خوانده و ایشان بخدمت حاجی احمد خوانده و ایشان بخدمت حاجی محمود خوانده و ایشان بخدمت شیخ جعفر السنهوری خوانده غفر اللّٰہ علیہم اجمعین"۔[۴]

عبدی جیسا کہ وضاحت کی جا چکی ہے ۱۰۴۳ھ میں پیدا ہوا تیرہ سال کی عمر میں یعنی ۱۰۵۶ھ کو تحصیل علم کے لیے لاہور آیا اور تیئس سال کی عمر میں یعنی ۱۰۶۶ھ میں فارغ التحصیل ہوا' اس دس سال کے عرصہ میں اس نے شیخ نعمت اللہ سے بھی اکتساب کیا۔

اب تک مؤلف احقر کو شیخ نعمت اللہ لاہوری کی فقط ایک ہی تصنیف مفید القراء کا علم ہو سکا ہے۔ یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مخارج حروف و قواعد قرآن مجید سے متعلق ہے۔

مفید القراء میں سال تصنیف کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی تاہم مصنف نے دیباچہ کتاب میں عہد تصنیف کی طرف جو اشارہ کیا ہے' اس سے شاہ جہان کے ایام معزولی اور اورنگ زیب عالم گیر کی اورنگ نشینی کے ابتدائی ایام میں اس کا تصنیف

[۴] ایضاً خاتمۂ کتاب

ہونا ثابت ہوتا ہے' لکھتے ہیں:

''در دور معظم و مکرم ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی محی الدین اورنگ زیب بہادر عالی خلد اللّٰہ ملکہ و سلطنۃ وافاض علی العالمین بر احسانہ''۔

گویا یہ کتاب ۱۰۶۷ھ کے بالکل ابتداء کی تصنیف ہے۔

طرز نگارش اور اسلوب بیان مصنف کے پنجابی نژاد ہونے کی غمازی کرتا ہے' کتاب کی زبان سلیس فارسی نثر ہے' قراء کی سہولت کے پیش نظر بعض قواعد کو فارسی اشعار میں نظم بھی کیا گیا ہے' یہ کتاب چودہ ابواب پر مشتمل ہے۔

اب تک اس کتاب کے صرف دو قلمی نسخوں کا علم ہو سکا ہے' ایک نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس لندن میں محفوظ ہے[۵] دوسرا قلمی نسخہ مؤلف کے ذاتی کتب خانہ میں ہے جو ۱۱۸۸ھ کا مکتوبہ ہے' ترقیمہ کاتب یہ ہے:

''تمت ھذہ الرسالۃ المبارك المسماۃ مفید القرآء فی یوم المنگل وقت آخر ظھر من شھر الجمادی الثانی ۱۱۸۸ھ من ھجرت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم''۔

اوراق ۲۴ سطر ۲۷ تقطیع ۸ء 9x۶ بخط نستعلیق و نسخ

حافظ نعمت اللہ لاہوری کا سال وفات ہنوز معلوم نہیں ہو سکا' شاہ جہان کے عہد میں ۱۰۵۶ھ تا ۱۰۶۶ھ ان کا لاہور میں مدرس رہنے کا ذکر کیا جا چکا ہے پھر ۱۰۹۰ھ کے قریب حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلاف ایک فتوے میں شریک نظر آتے ہیں[۶] گویا

۵ Ethe. Ms. No. 2705

۶ ملاحظہ ہو ضمیمہ نمبر ۲ کتاب حاضر

Marfat.com
Marfat.com

ان کا زمانہ حیات مذکورہ سنین کی موجودگی میں قبل ۱۰۵۶ھ تا بعد ۱۰۹۰ھ متحقق ہے۔ [1]

☆☆☆☆☆

[1] حافظ نعمت اللہ لاہوری پر ہمارا ایک مقالہ مجلہ المعارف لاہور جون ۱۹۷۱ء شائع ہو چکا ہے۔

درس و تدریس

تحصیل علوم سے فراغت کے بعد عبدی لاہور سے اپنے آبائی قصبہ قصور میں آیا اور ایک سال یہاں درس و تدریس کا ہنگامہ برپا کیے رکھا' اسی دوران میں بحر الفراست شرح دیوان حافظ ردیف شین تک چھ ماہ کی محنت سے تالیف کی (تفصیل آثار عبدی کے تحت آئے گی) اخبار الاولیاء میں لکھتا ہے:

"در سنه ثلث وعشرین از عمر خود فارغ شد' بقصور آمدم وبمدت یک سال بدرس و تدریس مقیدم و در دوران آن بمدت شش ماه بحر الفراست که شرح دیوان خواجه حافظ است تحریر مودم"۔[8]

جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ عبدی ۱۰۴۳ھ میں پیدا ہوا' تیس سال تحصیل علوم کے بعد قصور آ کر درس و تدریس میں مصروف رہا گویا اس کا قصور میں بہ حیثیت مدرس زمانہ قیام ۱۰۶۶ھ تا ۱۰۶۷ھ ہے۔

عبدی کی زندگی کا زیادہ حصہ اورنگ آباد اور دیگر مختلف علاقوں میں گزرا جہاں وہ امراء کے ہاں ملازم رہا' گجرات سے اپنے قصبہ قصور میں آ کر شادی کی اور پھر کسب معاش کے لیے دہلی روانہ ہو گیا۔[9]

---

8 عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۱

9 تفصیل "رفیقہ حیات عبدی" کے تحت گزر چکی ہے۔

عبدی مشائخ کی خدمت میں

عبدی اپنے زمانۂ طفولیت سے ہی شیوخ کی صحبت کا شائق تھا لیکن اس کے اساتذہ اسے فقراء کی صحبت سے منع کرتے تھے کیوں کہ فقراء کی صحبت حصول علم میں مانع ہوتی ہے' اس لیے علوم ظاہری کی تکمیل تک عبدی فقراء کی صحبت سے گریز کرتا رہا' فراغت کے بعد خواجگان چشت کے ملفوظات کا مطالعہ بڑے انہماک سے شروع کیا اور بارہا یہ آرزو کی کہ کسی شیخ کے ساتھ تعلق پیدا ہو جائے' اس لیے جہاں کسی بزرگ کی بابت سنتا وہاں زیارت کے لیے پہنچ جاتا[1] پھر اُسے ملازمت کے سلسلہ میں پنجاب سے نکل کر ہندوستان کے اہم شہروں میں جانے کا اتفاق ہوا' عبدی جس شہر میں جاتا وہاں کے مشائخ سے ضرور ملتا' اُن کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوتا۔

عبدی کا فقراء کے ساتھ اعتقاد بتدریج مستحکم ہوتا رہا' اس کے تصوف کی طرف میلان' ذہنی ارتقاء اور سنین ملاقات مشائخ فقراء کے مراتب پر ان کے حالات کی تحریر کے باب میں ترجیح دی گئی ہے' عبدی اپنے سفر اور دوران ملازمت کئی سلاسل کے اولیائے کرام سے ملا' لیکن خواجگان چشت کے ساتھ اس کا اعتقاد دیگر سلاسل کے اولیاء کی نسبت غالب رہا۔

عبدی نے اپنی تصانیف میں جن شیوخ کے ساتھ اپنے اعتقاد اور ملاقات کا

---

[1] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۹۱ ب

ذکر کیا ہے ہم ان کے حالات اختصار کے ساتھ یہاں تحریر کر رہے ہیں:

شیخ فتح اللہ

عبدی ملازمت کے سلسلہ میں احمد آباد گیا تو وہاں شیخ فتح اللہ سے ملاقات ہوئی جو شاہ عالم کے باواسطہ مرید تھے' خود لکھتا ہے:

"چون به بلدهٔ احمد آباد رسیدم بزیارت مشائخ آن وقت مشرف شدم' روزی بخدمتِ شیخ فتح اللّٰه که بواسطه از خلفاء شاه عالم بود رفتم و شیخ را طریقهٔ بود که در مسجد درونِ حجره بودی و بوقت نماز پنج گانه از حجره بیرون آمدی و نماز باجماعت گزاردی انگاه بزیارت شاه عالم رفتے به نیت آن بزرگ فاتحه خوانده درون حجره رفتے و در حجره را محکم بستے وهیچ احدی را درون وی جای ندادی اگر کسے در جین معاودت حجره ملاقی شدی اگر قابل دانستی درون حجره بردی' ورنه همان ساخت رخصت فرمودی' چون این احقر بملازمت وی پیوست درونِ حجره برد واز مولد و موطن وحسب و نسب استفسار نمود بعد استعلام حقیقت حال خوش وقت شدند ومواعظ ونصائح کما ینبغی

بتقدیم رسانید اختتام نصیحت وی آن بود که
عبد اللّٰہ فکر گور باید' ہیچ احدی را بغیر از
نزول در آن نزول چارہ نیست' بعد ازان مرا
رخصت فرمودند چون از انجا برخاستم در
تحصیل این فکر سعی بلیغ بجای می آوردم
ہنوز (زمانہ تالیف اخبار الاولیا) آن سخن از
خاطر من نرفتہ است"۔[۲]

شاہ سراج الدین

عبدی احمد آباد ہی میں شاہ سراج الدین سے ملا جو شاہ محمد غوث گوالیاری (متوفی ۹۷۰ھ) کی اولاد میں سے تھے' عبدی بروز جمعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا' مطول کا درس دے رہے تھے' اس سے فراغت کے بعد شرح مواقف کی باری آئی اور مسئلہ وجود بھی زیر بحث آیا' شاہ سراج الدین اور عبدی کی وجود کے بارے میں جو گفتگو ہوئی' خود عبدی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

"بعد ازان روزی بخدمت شاہ سراج الدین کہ از
اولاد محمد غوث گوالیاری بود رفتم و ویرا
طریقہ بود کہ ہمیشہ درس گفتے و در روز
جمعہ نیز بدرس مشغول بودی و در کسب
ریاضت شانی عظیم داشت واز اکمل اولیاء
بود' روز جمعہ ملاقات حاصل شد۔ مطول را

۲۔ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۲ ب ۱۶۳

درس میگفت بعد از فراغ مطول بتعلیم شرح مواقف شروع نمود مسئلہ وجود درمیان بود درین اثنا فقیر عرض نمود کہ وجود نزد متکلمین زائد بر ماہیۃ است خواہ موجود ممکن باشد خواہ واجب ونزد حکماء وجود عین ماہیۃ است در واجب و زائد بر ماہیۃ ممکن ونزد اشعری عین ماہۃ است' در واجب وممکن این نزاع در وجود خارجیست یادر وجود ذہنی ایشان ساکت مانندند' بعد ازان فقیر گفت کہ در شرحِ حکمت العین آوردہ کہ نزاع در وجود خارجیست' میر سید شریف آوردہ کہ نزاع در وجود ذہنی است من گفتم کہ حق بجانب شارح است زیرا کہ اگرنزاع در وجود ذہنی بودی لازم آمدن کہ متکلمین قایل بوجود ذہنی شدندی ولیس فلیس پس لازم آمد کہ نزاع در وجود خارجی است کما لا یخفی' بعد ازان از خدمت وی مرخص شدم' غائبانہ اغلب بوفور علم و حلم مذکور نمودی وبدعا والتفات کرم فرمودی"۔[3]

---

[3] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۳۔ا ب

شیخ عبدالرحمٰن رفیع

احمد آباد ہی میں عبدی کی ملاقات شیخ عبدالرحمٰن سے ہوئی جو قطب العالم سید برہان الدین ابومحمد عبداللہ بخاری کی اولاد میں سے تھے' فتوحاتِ مکیہ کا تیس سال تک مطالعہ کیا تھا اور اس کے اکثر مطالب پر عبور رکھتے تھے' خود عبدی کے الفاظ ہیں:

"روزی بخدمت شیخ عبد الرحمٰن رفیع مشرف شدم......ویکے از قطب العالم پدر شاه عالم وی را باستادی قبول کرده بود وی عالم عامل درویش کامل بود بسیار التفات و عنایات در حق این احقر مبذول داشت واز حسب و نسب استفسار نمود و بذکر اسم ذات اجازت داد وی شیخ عالی ہمت بود' فتوحات راسی سال مطالعہ کرده بود و اکثر مطالب وی را استحضار داشت و در علم نحو تسهیل ابن مالک و شروح ویرا مطالعه نمودی و در ریاضت وعبادت شانی عظیم داشت' بعد از مواعظ بلیغ مرا رخصت فرمودند در قلیل ایّام بجانب وطن (قصور) معادرت حاصل شد' اشتیاق صحبت وی تا ہنوز باقی است"۔[۴]

[۴] ایضاً ورق ۱۶۳ب

Marfat.com
Marfat.com

شیخ پیر محمد لکھنویؒ

شیخ پیر محمد جونپوری ثم لکھنوی' قریہ اٹاوان (جونپور) میں ۱۰۲۷ھ کو پیدا ہوئے' ابتدائی تعلیم جونپور ہی میں حاصل کی اور پھر دہلی آ کر بعض درسی کتب پڑھیں اور قنوج جا کر بھی بعض کتب سبقاً پڑھیں اور بقیہ علوم لکھنو آ کر شیخ عبدالقادر قاضی لکھنو سے پڑھے' شاہ عبداللہ سیاح دکنی سے بیعت ہوئے' آپ کثیر التصانیف مصنف تھے' چند کتابوں کے نام یہ ہیں: سراج الحکمت' حاشیہ شرح الہدایہ للمصدر شیرازی' حاشیہ علی ہدایۃ الفقہ' فتاوی الفقہیہ' اربع منازل فی سلوک (۱۰۶۷ھ لکھنو میں تالیف کی) اور مکتوبات در تصوف و سلوک[5] ۱۰۷۵ھ میں پیر محمد لکھنویؒ کو اورنگ زیب نے خلعت اور ایک ہزار پانچ سو روپے انعام دیئے۔[6]

عبدی نے قصور میں اپنی شادی کے بعد دہلی جا کر نواب دلیر خان کی ملازمت اختیار کر لی' نواب کی ہمراہی میں عبدی لکھنو گیا تو حضرت پیر محمد لکھنوی سے بھی ملاقات ہوئی' ملازمت کے دوران عبدی کئی مہمات میں نواب کے ہمراہ رہا' جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی' واپسی کے وقت شاہ آباد سے گزر کر قصبہ لکھنو میں پہنچا اور پھر پیر محمد لکھنوی کی خدمت میں حاضر ہوا' لکھتا ہے:

"......نوکری نواب مستطاب (دلیر خان) بوقوع پیوست و ہمراہی ایشان بطرف لکھنو رفتہ اکثر از علماء و فقراء را دیدہ شد خصوصاً از صحبت صاحب تجرید و تفرید شیخ پیر

---

5. عبدی نے معارج الولایت میں ورق ۴۲۴ تا ۴۳۱ مکتوبات کی تلخیص شامل کی ہے۔

6. محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ صفحہ ۸۸۱

محمد لکھنوی' از وی بسیار محظوظ گشتم وسعادت دارین حاصل کردم وایشان از مطالعه بحر الفراست (تصنیف عبدی) تمام ذوق یافتند وبدقت دقیق سخن وحدت تیز فهم موصوف می ساختند...... و در حین معاودت بشاه آباد که نامش، در اصل "انگرے" است' عبور قصبه لکھنو افتاد و زیارت شیخ پیر محمد دست داد"۔[ے]

معارج الولایت میں لکھتا ہے:

"این ضعیف پیش از آنکه بسفر بنگاله در لکھنو بخدمت ایشان رسیده بسیار شفقت و مرحمت دربارۂ این ضعیف مبذول مبداشتند وبحر الفراسة شرح دیوان خواجه حافظ را دیده بسیار پسندیده و چند ماه در مطالعه داشتند وفرمودند بحریست که محیط انواع علوم و جمیع فنون است وچون بعد از معاودة از سفر بنگاله باز بخدمت ایشان مشرف شده وبعضی از سخنان حقائق و اسرار استفسار نموده ہمه را جواب شافی دادند ومقدمه ابواب فتوح فرمودند اضعاف

ے عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۴

مضاعف الطاف و اشفاق مرحمت فرمودند چنانکه اکثر درویشان بر حال فیقر غبطه می خوردند وببعضی اشغالِ خواجگان قدس اللّٰه ارواحهم چنانکه تصور اطلاق و امثال آن اجازت دادند و خرقه تبرك پوشانیدند وببعضی ادعیه ماثوره چنانکه چهل اسم و حرز یمانی ماذون ساختند وبوقت رخصت مواعظ شافیه ونصائح وافیه وصیت فرمودند و در آخر فرمودند ترا بخدا سپردیم ہر جا که باشی بخدا باش و خاطر خود را از خواطر اغیار مخراش بلک جمیع ما سوای اللّٰه از ساخت سینه خود بتراش"۔[۸]

پیر محمد لکھنویؒ نے ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۰۸۵ھ کو انتقال کیا' سال وفات: "لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" سے برآمد ہوتا ہے۔[۹]

---

۸ عبدی: معارج الولایت ورق ۳۲۲ ب

۹ برائے شرح حال شیخ پیر محمد لکھنوی رجوع کنید بہ

(۱) عبدی: اخبار الاولیاء قلمی (۲) عبدی: معارج الولایت قلمی (۳) محمد اسلم پسروری: فرحۃ الناظرین نمبر ۱۶ (اقتباس علاء مشمولہ اورنٹیل کالج میگزین لاہور اگست ۱۹۲۸ء) (۴) محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ ۸۸۱ (۵) اشرف وجیہہ الدین: بحر زخار (۶) مفتی غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ۴۸۲/۱ (۷) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ۳۴ (۸) خورشید حسن لکھنوی: مخزن برکت (درحالات پیر محمد لکھنوی) بے زائن پریس لکھنو ۱۳۱۹ھ

مولانا خواجہ علی

مولانا خواجہ علی' مولانا شہباز محمد بھاگلپوری کے مرید و خلیفہ تھے' مولانا شہباز محمد بن محمد بن خیر بن علی بن علی بن اسماعیل بن اسحاق بن سعدی بن یعقوب بن محمد بن محمود بن مسعود بن احمد الحسینی لاہوری ثم بھاگلپوری' دیورہ (من مضافات بہار) ۹۵۶ھ میں پیدا ہوئے' شیخ شاہ محمد دیوری سے علوم ظاہر کی تکمیل کی اور شیخ یٰسین سلمانوی سے بیعت ہوئے' زندگی بھر درس دیتے رہے ۱۰۵۰ھ میں انتقال کیا۔[10]

عبدی جب نواب دلیر خان کے ہمراہ مختلف مہمات پر گیا (جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی) تو نوادۂ خلیل کے مقام پر مولانا خواجہ علی سے ملاقات ہوئی اور ''ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ'' اور حرمت تمباکو کے موضوعات پر گفتگو ہوئی' لکھتا ہے:

''چون بنوادۂ خلیل رسیدیم بجھۃ دیدن مولای خواجہ علی کہ از مریدان و خلفای مولانای شہباز بھاگلپوری بود رفتہ شد بغایت بزرگ و خوش خلق و صاحب فضیلت دیدہ شد از خدمت وی مسئالت رفت کہ ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ بر

---

[10] برائے مفصل شرح حال مولانا شہباز محمد بھاگلپوری رجوع کنید بہ
(۱) گنج ارشدی مولفہ شیخ نصرۃ بن جمال ملتانی م ۱۰۹۰ھ
(۲) عبدالرحیم' مولانا' الدرر المنثور فی تراجم اہل صادقفور صفحہ ۳۷۶ مطبوعہ پٹنہ ۱۹۶۴ء
(۳) نزہۃ الخواطر ۵/۱۶۹

تقدیری که ضمیر راجع باللّٰه باشد چه معنی دارد وسه تاویل که به مطابق علماء ظاہر بود بیان کردند آنگاه گفته شد سوال از صورتے است که این صورت انموذج آن صورت است که حکم او درین بیت میر حسین مذکور است۔

که میگوئد که حق صورت نه بندد
من اینک دیده ام ذات مصور [۱۱]

رخصت کرتے وقت مولانا عبدالرشید جونپوری کی خدمت میں حاضر ہونے کی نصیحت فرمائی:

"بعد ازان از خدمت ایشان مرخص شدم در حین رخصت فرمودند که در جونپور شیخ عبد الرشید بزرگی ممتاز است و بعنایات والطاف ربّانی سرفراز بزیارت وی مشرف شوند و فوائد دینی اخذ کنند۔ چون قبل ازین احرام زیارت آن کعبه شده بود بوصیت وی عزم بالجزم نمودم که بدین دولت مستفید شوم"۔ [۱۲]

شیخ محمد رشید جونپوریؒ

شیخ محمد رشید بن محمد مصطفیٰ بن عبدالحمید عثمانی جونپوری ۱۰۰۰ھ کو بروز (من

۱۱ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۴ ب ۱۶۵

۱۲ ایضاً ورق ۲۸۸ ب۔

مضافات جونپور) میں پیدا ہوئے' اساتذہ عصر سے درسی علوم کی تحصیل کی اور اس میں مہارتِ تامہ حاصل کر لی' شیخ طیب بن معین بنارسی متوفی ۱۰۴۲ھ سے سلسلہ چشتیہ' قادریہ اور سہروردیہ میں بیعت ہوئے' طریقہ قادریہ میں سید شمس الدین قبائی قادری موسوی کالپوری اور شیخ موسیٰ بن حامد بن عبدالرزاق اوچی سے بیعت ہوئے' طریقہ قلندریہ میں شیخ عبدالقدوس بن عبدالسلام قلندر جونپوری متوفی ۱۰۵۲ھ سے بیعت ہوئے [۱۳] عرصہ دراز تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور پھر اسے ترک کر کے فقط شیخ محی الدین ابن عربی کی تصانیف کے مطالعہ تک محدود کر دیا' آپ کی تصانیف میں سے رشیدیہ در علم مناظرہ' شرح ہدایۃ الحکمۃ' شرح علیٰ اسرار المخلوقاتِ شیخ الاکبر' خلاصۃ النحو (عربی) زاد السالکین' مقصود الطالبین' اور دیوان اشعار بہت معروف ہیں' آپ کے ملفوظات شیخ نصرت بن جمال ملتانی متوفی ۱۰۹۰ھ نے گنج ارشدی کے نام سے اور شیخ مودود بن محمد حسین جونپوری نے بھی جمع کیے' ابوالفیض قمر الحق غلام رشید بن بدر الحق محمد ارشد بن محمد رشید متوفی ۱۱۶۷ھ نے شیخ محمد ارشد بن شیخ محمد رشید کے ملفوظات ۱۱۳۴ھ میں گنج ارشدی کے نام سے مرتب کیے [۱۴] شیخ محمد رشید جمعہ ۱۹ رمضان ۱۰۸۳ھ میں فوت ہوئے۔ [۱۵]

---

[۱۳] تقی علی قلندر کاکوروی: الروض الازہر فی مآثر القلندر صفحہ ۱۷۳

[۱۴] گنج ارشدی کے قلمی نسخے ذخیرہ سبحان اللہ علی گڑھ نمبر ۱۹' برٹش میوزیم ۱۰۱۳ ب میں موجود ہیں' دو اور قلمی نسخے مملوکہ سید شاہ علی سبز پوش گورکھپور جن کا ذکر ظہیر الدین فاروقی نے اورنگ زیب اور اس کا عہد ۵۸۶ (انگریزی) میں بھی کیا ہے۔

[۱۵] برائے شرح حال شیخ محمد رشید جونپوری رجوع کنید بہ (۱) گنج ارشدی مذکور (۲) عبدی: اخبار الاولیاء (۳) عبدی: معارج الولایت قلمی ورق ۳۸۳-۳۸۸ (۴) مفتی غلام سرور: خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۷۳ (۵) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵/۳۶۷ (۶) سید اقبال احمد' تاریخ جونپور ۴۴۶ (۷) محمد اسلم پسروری: فرحۃ الناظرین نمبر ۲۹

عبدی تعلیم سے فراغت کے بعد ہی شیخ محمد رشید جونپوری سے ملنے اور فیوض و برکات حاصل کرنے کا متمنی نظر آتا ہے چنانچہ جب احمد آباد میں مولانا خواجہ علی نے رخصت کے وقت اُن سے ملنے کی نصیحت کی تو عبدی کی آرزوِ ملاقات جو پہلے سے موجزن تھی کو مزید تقویت ملی' اس کا بیان مولانا خواجہ علی کے حالات کے ضمن میں نقل کیا جا چکا ہے۔

دلیر خان کے ہمراہ جب عبدی بنارس گیا تو شیخ محمد رشید کی خدمت میں حاضری کے لیے جونپور کی بھی راہ لی' اس وقت شیخ صاحب شیخپور (قریب اللہ آباد) سیر کی غرض سے گئے ہوئے تھے' عبدی شیخ صاحب کے صاحبزادے شیخ محمد ارشد متوفی ۱۱۱۳ھ سے ملا انہوں نے عبدی کا اشتیاق دیکھ کر شیخ صاحب کو جونپور بلایا لیکن عبدی' شیخ محمد ارشد کو اطلاع دیئے بغیر ہی شیخ صاحب کی زیارت کے لیے ان کے قیام مذکور کی طرف چل دیا ادھر شیخ صاحب بھی اپنے صاحبزادے کی اطلاع پر جونپور کے لیے روانہ ہو گئے اس طرح عجیب اتفاق ہوا کہ عبدی شیخ صاحب سے نہ مل سکا' عدمِ وصالِ شیخ پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے اخبار الاولیاء میں لکھتا ہے:

"چون به بنارس رسیدم از نواب (دلیر خان) مرخص شده بملازمت ایشان به جونپور رفتم بسیر شیخپور که قریب الله آباد است رفته بودند پسر ایشان رسید که محمد ارشد نام بودبسیار مهربانی مبذول داشتند وبجانب ایشان نوشتند که فلانی بقصد زیارت رسیده است این احقر در آنجا که کمال استنسقاء لقاء داشت از عدم تنبه این قضیه

متوجه بدان بحر الطاف گشت و به تودیع آن
مخدوم زاده حاضر نشد آن حضرت از تمام
رافت عزیمت جونپور کردند کم طالعی خود
بدولت پائبوس مشرف نگشت ہنوز تاسف
وتلهف عدم وصال آن قبله اقبال باقی
است' حضرت ایشان بجهة تسکین و تسلی
این احقر نوازش نامه ہائے متواتر مبذول
داشتند وبکسب جاروب وشغل بهونکم
اشارةٔ فرمودند"۔ [۱۶]

گویا عبدی ۱۰۷۷ھ (سال تصنیف اخبار الاولیاء) تک شیخ محمد رشید سے نہیں مل سکا۔

عبدی جب بنگالہ سے لوٹا تو واپسی پر شیخ محمد رشید جونپوری کی زیارت کے لیے جونپور بھی گیا' اس مرتبہ بھی شیخ شیخپور گئے ہوئے تھے' شیخ کے صاحبزادے شیخ محمد ارشد نے خط لکھ کر شیخ کو بلایا' اس مرتبہ بھی عبدی شیخپور روانہ ہو گیا تو راستے میں شیخ سے عبدی کی ملاقات ہو گئی' لکھتا ہے:

"این ضعیف وقتی که از سفر بنگاله معاودة
کرده برای زیارت ایشان در جونپور رفته و
ایشان بواسطه دیدن بعضی اعزه بجانب
قصبه شیخ پور تشریف ارزانی داشته بودند
ومخدوم زاده محمد ارشد......مکتوبی بآن

[۱۶] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۲۶۔ا ب

حضرت نوشتند کہ فلانی برای زیارت بہ جونپور آمدہ اگر حکم شود بہ شیخپور بیاید از آنجا کہ کمال عطوفت ورافت دربارہ این ضعیف داشتند خود متوجہ جونپور شدند و در راہ تلاقی واقع شد"۔[17]

گویا عبدی کی شیخ سے بعد ۱۰۷۷ھ اور قبل ۱۰۸۳ھ (سال وفاتِ شیخ) ملاقات ہوئی۔

شیخ محمد رشید نے شیخ عبدالحمید کے لیے آسان و عام فہم زبان میں احیاء العلوم کے بعض مقامات کا فارسی ترجمہ "زاد السالکین" کے نام سے کیا[18] تو عبدی نے اس ترجے کی تلخیص فوائد العارفین کے نام سے کی' لکھتا ہے:

"آن حضرت را کتابی دیگر است مسمّی بہ زاد السالکین کہ ترجمہ بعضی مواضع احیاء ست برای شیخ عبد الحمید بعبارتی سادہ تحریر فرمودند واین ضعیف مختصروی بر آوردہ کہ موسوم بہ فوائد العارفین است' بغایت مستحسن واقع شدہ"۔[19]

شیخ محمد رشید پر حضرت محی الدین ابن عربی کے نظریات کے اثرات غالب اور راسخ نظر آتے ہیں' آخر عمر میں تو انہوں نے درس و تدریس کا سلسلہ یکسر منقطع کر

---

[17] عبدی: معارج الولایت ورق ۳۸۴

[18] ایضاً

[19] ایضاً ورق ۳۸۳ ب

کے اپنی بقیہ زندگی ابن عربیؒ کی تصانیف کے مطالعہ کے لیے وقف کر دی تھی اور حضرت ابن عربی پر معترضین کے جامع جوابات بھی دیئے تھے' عبدی پر شیخ محمد رشید کی صحبت کا نمایاں اثر ہوا (جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی) شیخ نے ابن عربیؒ کی بعض دقیق کتابوں کی شروح بھی لکھیں' عبدی خود صراحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"(شیخ محمد رشید) باکتب شیخ محی الدین عربی ذوق بسیار میداشت واعتراضات که بر کلام او وارد می شد آں را توجیهات معقول و موجه که مقبول عقل و نقل بودی میکرد و مواقع النجوم را بسیار دوست داشتی وفرمودی که اسرار او را چنانکه درین کتاب است کما ینبغی فهم نمیتوانم کردن وبر اسرار الخلوة که مختصری از تصانیف شیخ محی الدین است شرحی بغایت مستحسن وخوب نوشته وذکر قلندریه را باقصی الغایة رسانیده بود"۔[20]

عبدی شیخ محمد رشید جونپوری کا باقاعدہ خلیفہ تھا۔[21]

شیخ عبداللطیف برہانپوری

شیخ عبداللطیف برہانپوری کے معاصر مصنفین نے محض شیخ صاحب کے

---

[20] ایضاً ورق ۳۸۴

[21] کاتب' محمد عبدالحمید: سمات الاخیار صفحہ ۶۳

نظریات پر بحث کی ہے۔ حالاتِ زندگی نہیں لکھے' اس کی وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ شیخ صاحب اپنے حالات پردۂ اخفا میں رکھنا چاہتے تھے' نہ تو کبھی اپنا شجرہ نسب و طریقت ظاہر کیا اور نہ ہی دیگر نجی معاملات اپنے معاصرین کے سامنے بیان کیے۔

خود عبدی نے لکھا ہے:

"گویند کہ وی از اولاد شیخ بہاء الدین زکریا بود قدس اللہ سرہٗ ولیکن نسبۃ ارادہ ونسب خود ظاہر نمیکرد"۔ [۲۱(ب)]

اورنگ زیب عالمگیر شیخ صاحب سے انتہائی عقیدت رکھتا تھا' ایام شہزادگی میں ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوتا تھا' فرحۃ الناظرین میں ہے:

"خدیو حق پرست (اورنگ زیب) در ایام شہزادگی دربرہانپور بارہا بمنزل آن عزلت گزین تشریف بردہ صحبت معنوی داشتہ اند"۔ [۲۲]

اورنگ زیب ان کی خدمت میں اپنے دست خاص سے لکھ کر فرامین وخطوط ارسال کیا کرتا تھا' بقول خافی خان:

"خلد مکان را در خدمت ایشان ارادت و حسن عقیدت تمام بود' ہیچ ماہ و ہفتہ نبود کہ فرمان لطف آمیز بدستخط خاص بنام ایشان صادر نشود"۔ [۲۳]

۲۱(ب) عبدی: معارج الولایت ورق ۶۴۶ ب

۲۲ محمد اسلم پسروری: فرحۃ الناظرین صفحہ ۹۲' بختاور خان: مراۃ العالم جلد ۲ صفحہ ۴۰۷۔۴۰۸

۲۳ خافی خان: منتخب اللباب جلد ۲ صفحہ ۵۵۵

مؤلف کو اس وقت تک شیخ عبداللطیف کی کسی تصنیف کے وجود کا علم نہیں ہو سکا' عبدی نے ان کے کچھ رسائل تصوف دیکھے تھے جن کے دیباچہ میں شیخ کا نام نہیں تھا لیکن ان کے تلامذہ مدعی تھے کہ یہ رسائل شیخ ہی کی تصنیف ہیں' عبدی لکھتا ہے:

"او را بعضی از رسائل در سلوک است لیکن نام او در خطبه مذکور نیست و طالبان او بوی نسبة می کنند"۔[۲۴]

شیخ عبداللطیف برہانپوری اکثر شیخ احمد شوریانی قصوری (جدِ پدر عبدی)' اُن کی اولاد' تلامذہ اور دیگر یاران قصور کے نام خطوط ارسال کیا کرتے تھے' عبدی نے داؤد خان حسین زئی اور دیگر احباب کے اصرار پر شیخ صاحب کے یہ مکتوبات "جامع الکلمات" کے نام سے مرتب کیے اور ان کو ابواب میں تقسیم کیا' عبدی لکھتا ہے:

"از شاه آباد از نواب صاحب (دلیر خان) رخصت گرفته بوطن مراجعت نمودم دو سه ماه در وطن (قصور) گزارنده شد' چون مرحوم و مغفور داؤد خان حسین زئی بجدّ شده که رقعه های شیخ عبد اللطیف برہانپوری را که ببعضے عزیزان نوشته اند ترتیبی لائق دهند باوجود عدم فرصت آن رقعات را جمع ساخته بوجه احسن ترتیب دادم وآن تالیف را جامع الکلمات نام نهادم"۔[۲۵]

۲۴ عبدی: معارج الولایت ورق ۶۳۶ ب

۲۵ عبدی: اخبار الاولیا ورق ۱۶۸ ب ۱۶۹

معارج الولایت میں لکھتا ہے:

"چون بعضی از مکاتیب بجانب بعضی از یاران قصور نوشته بود و بعضی از یاران مستدعی شده که آن را ترتیبی داد و رساله مدوّن سازد این ضعیف آن را ترتیب داده ومبّوب نموده چنانچه مکتوب عجیب و غریب بحصول پیوسته است"۔ [۲۶]

شیخ عبداللطیف بڑے عجیب و غریب اور متضاد نظریات رکھتے تھے جن سے عبدی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا' اس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

شیخ عبداللطیف کے سال وفات میں اختلاف ہے' خود عبدی بھی اس سلسلہ میں یکسر خاموش ہے' [۲۷] مراۃ العالم (۱۰۷۸ھ) کے مصنف نے ان کا سال وفات ۱۰۶۰ھ لکھا ہے۔ لیکن سال وفات کے لیے جو مصرعہ نقل کیا ہے اس سے ۱۰۶۵ھ سال وفات برآمد ہوتا ہے۔ یعنی

"آہ آن زان شیخ کامل" [۲۸]

صاحب نزہۃ الخواطر نے تالیف محمدی کے حوالہ سے ان کا سال وفات ۱۰۶۶ھ لکھا ہے۔ [۲۹]

---

۲۶ عبدی: معارج الولایت ورق ۶۴۶ ب

۲۷ ایضاً ورق ۶۴۶ب

۲۸ مراۃ العالم مؤلفہ بختاور خان ۲/ ۴۰۸

۲۹ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر جلد ۵ صفحہ ۲۴۷

برائے شرح حال شیخ عبداللطیف برہانپوری رجوع کنید بہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شیخ برہان الدین برہانپوریؒ

شیخ برہان الدین شطاری بکری برہانپوری المعروف بہ راز الٰہی بن کبیر محمد بن علی صدیقیؒ۔ شیخ عیسیٰ سندھی متوفی ۱۰۳۱ھ کے مرید و خلیفہ تھے' شرح اسماء الحسنیٰ' شرح آمنت باللہ' رسالہ بیم کہانی' مکتوب عربی آپ کی تصانیف میں سے ہیں' ذخیرہ شیرانی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں ان کا ایک قلمی رسالہ اور وصیت نامہ بھی موجود ہے' آپ کے ملفوظات کے دو مجموعے (۱) ثمرۃ الحیات ۱۰۵۲ھ مرتبہ عاقل خان رازی (۲) روائح الانفاس جامع یکے از معتقدان ایشان مرتب کیے گئے تھے' شیخ برہان الدین کا انتقال ۱۵ شعبان ۱۰۸۳ھ میں ہوا۔

عبدی کو ملازمت کے دوران دو مرتبہ اوّلاً ہمراہ مرزا راجہ جے سنگھ ۱۰۷۶ھ/ ۱۶۶۵ء ثانیاً بہمراہی دلیر خان ۱۰۷۷ھ/ ۱۶۶۶ء میں شیخ برہان الدین سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

۱۰۷۶ھ میں اورنگ زیب نے بیجاپور کی تسخیر کے لیے مرزا راجہ جے سنگھ کو متعین کیا تو اس مہم میں عبدی بھی شریک ہوا' راجہ سے اجازت لے کر عبدی شیخ برہان الدین کی زیارت کے لیے برہانپور گیا' معارج الولایت میں لکھتا ہے:

"در زمانی کہ بمہم دکن بہمراہ راجہ جے سنگھ در برہانپور رفتہ شدہ این ضعیف

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۱) عبدی: اخبار الاولیاء ورق مذکور (۲) عبدی: معارج الولایت ورق مذکور (۳) رقعات عالمگیر (۴) بختاور خان: مراۃ العالم ۲/ ۴۷۔۴۸ (۵) محمد ساقی مستور خان: مآثر عالمگیری ۲۱۶' ۴۸۲' ۵۱۵ (۶) خافی خان: منتخب اللباب ۲/ ۵۵۵ (۷) عبد الفتاح بن محمد نعمان: مفتاح العارفین قلمی ورق متعلقہ (۸) محمد اسلم پسروری: فرحۃ الناظرین (باب تراجم مشائخ مشمولہ مجلہ اورینٹل کالج مئی ۱۹۲۸ء (۹) تالیف محمدی بحوالہ نزہۃ الخواطر ۵/ ۲۴۷)

بخدمت از مشرف شده لطف و عنایت از حد زیاده دربارۂ بنده مبذول داشتند' فرمودند مادام که درین جا مقام دارید ہمیشه دو وقت یا یک وقت آمده باشید از آنجا پیوسته بخدمت ایشان مستفید می شدم وبانواع عنایات مشرف می شدم چنانکه در حجره شریفه که خالی از اغیار بوده برده بانواع اشغال و اذکار اجازت دادند وادعیه ماثوره چنانکه چهل اسم وسیفی اول خود خوانده' پس فقیر را بخواندن مجاز فرمودند وگفته که شمارا به تمام اذکار و اشغال که در جواہر خمسه ورسالۂ شیخ وجیہه الدین است اذن وادیم که بخواست آلہی بمبلغ رجال رسید"۔ [30]

مرزا راجہ جے سنگھ کی وفات کے بعد اورنگ زیب نے ۱۰۷۷ھ/۱۶۶۶ء میں دلیر خان کو بیجاپور کی تسخیر کے لیے متعین کیا اس مہم میں بھی عبدی شریک ہوا' اس مرتبہ بھی وہ دلیر خان سے اجازت لے کر برہان پور شیخ برہان الدین سے ملاقات کے لیے روانہ ہوا' اخبار الاولیاء میں لکھتا ہے:

"نواب (دلیر خان) را بادشاه وقت بمہم دکن نامزد کردند نواب بدانصوب متوجه گشت بمصاحب وی اکثری از مشائخ آن

[30] عبدی: معارج الولایت ورق ۵۶۷

دیار را زیارت نموده ام خصوصًا از زیارت شیخ برہان که از خلفاء شیخ عیسٰی سندھی بود محظوظ شدم به اکثر از اشغال شطاریه اجازت دادند والتفات و مرحمت کما ینبغی بجا آوردند و رساله شیخ وجیہه الدین گجراتی که مشحون بنوادر اشغال است ماذون ساختند وبه بعضی ادعیه چنانکه چهل اسم ونظائر آن بود مجاز ساختند"۔[۱۳۱]

شیخ بازید وتوزئی

عبدی اخبار الاولیاء میں لکھتا ہے:

"از اولاد شہاب الدین است صاحب تقوٰی وریاضت و خداوند مجاہده وولایت بود......کتب علم فقه ضروریه راخوانده

---

۱۳۱ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۹۴ اب

برائے شرح حال شیخ برہان رجوع کنید بہ

(۱) عبدی: اخبار الاولیاء ورق مذکور (۲) عبدی: معارج الولایت ورق ۵٦۷ (۳) عبدالفتاح بن محمد نعمان: مفتاح العارفین قلمی ورق متعلقہ (۴) محمد ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری ۲۳۷ (۵) بختاور خان: مراۃ العالم قلمی ورق متعلقہ (٦) خافی خان منتخب اللباب جلد دوم صفحہ ۵۵۳ (۷) محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین نمبر ۲ (۸) خلیل الرحمٰن: تاریخ برہان پور (۹) سید مطیع اللہ راشد: برہان پور کے سندھی اولیاء ۲٦۳ (۱۰) بشیر محمد خان برہانپوری: "شاہ برہان الدین راز الہٰی" (مقالہ) معارف اعظم گڑھ مئی ۱۹۵۱ء۔ ۳۷۸۔۳۹۰ و جون ۱۹٦۱ء ۴۴۲۔۴۷۴

بود.....وبرین احقر بسیار شفقت و عنایت مبذول میداشتی واز علماء وقت مستثنی نموده.....اکثر اوقات در رویاء صالحه انواع الطاف دربارۂ این احقر بتقدیم رسانیده اند این احقر را اشتیاق صحبت ایشان بسیار است وایشان نیز این را از زمره مخلصان خود فهمیده اشتیاق وآرزو مندی رابسیار اظهار میکند"۔[۳۲]

شیخ حبیب جنیریؒ

عبدی اپنے برادر خورد عبدالستار شوریانی کے ہمراہ کسی سفر میں شیخ حبیب سے ملا تھا' خود لکھتا ہے:

"اصل او از بنگاله بود واراده بخاك رکوکنی داشت و در صحبت شیخ جان محمد جالنه پوری نیز رسیده اول در قصبه جالنه بودی بعد ازان بجنیر رسیده.....چنانکه وقتی بابرادر عزیز عبد الستار گفت که کار خیر تو درخانه فلان منصب دار شود که چنین و چنان حقیقت دارد آخر همچنان شد که وی گفته بود و وقتی بامردی سپاهی گفت که روزگار تو در

۳۲۔ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۹۰ب تا ۹۲ ملخصاً

برائے شرح حالش رجوع کنید بہ خافی خان: منتخب اللباب ۲/۵۲۔۵۵۱

سرکار شاہ عالم خواہد شد ہمچنان (شد) کہ
گفتہ بود وچون آخر الامر از مردم سیواجی
آوردہ شد در جالنہ رفت و بامریدان شیخ جان
محمد صحبت او برنیامد پس در اورنگ آباد
رفت و ہمانجا وفات یافت رحمۃ اللہ"۔[۳۳]

شیخ محمد نعیم جونپوریؒ

شیخ محمد نعیم بن مفتی محمد فائض صدیقی اودھی ثم جونپوری نے علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل شیخ محمد رشید جونپوری مذکور سے کی اور سلسلۂ قلندریہ میں شیخ عبد القدوس قلندر جونپوری متوفی ۱۰۵۲ھ سے بیعت ہوئے' کثیر التصانیف مصنف تھے۔ حاشیہ ہدایۃ الفقہ (چودہ جلدوں میں) اور مشکاۃ کی نہایت دقیق شرح ضعف بصر کے زمانہ میں تصنیف کی' آخری سانس تک درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا' شب جمعہ ۱۱۲۰ھ میں انتقال کیا' کسی معتقد نے سال وفات اس آیہ کریمہ سے نکالا:

وعندہ' جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۔[۳۴]

عبدی کو شیخ محمد نعیم سے بڑی عقیدت تھی' معارج الولایت میں شاہ خضر قلندر رومی کے حالات کے باب میں ان کا ذکر بڑے احترام سے کیا ہے اور ان کی زیارت اور ملازمت وصحبت کا اشتیاق ان الفاظ میں کرتا ہے:

"از خلفاء ایشان (شیخ عبد القدوس قلندر) را ارادۃ بسلسلہ قلندریہ چشتیہ است و از یاران

---

۳۳ عبدی: معارج الولایت ورق ۴۷۸۔اُب.

۳۴ نصرت بن جمال ملتانی: گنج ارشدی بحوالہ نزہۃ الخواطر جلد ۶ صفحہ ۳۶۰

ایشان بمجاہدہ وریاضت وعشق و محبت مرتاض وممتاز است واین ضعیف را شوق ملازمت ایشان بسیار است واگر در ارادۂ الٰہی است میسر شود ان شاء اللّٰہ تعالٰی"۔[۳۵]

عبدی کی جن تصانیف تک رسائی ہوئی ہے ان کے مطالعہ سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آیا کبھی عبدی کی ان کی ملاقات بھی ہوئی یا محض حسرت ہی رہی۔

شاہ دَولہ دریائی گجراتیؒ

شاہ دَولہ پنجاب کے معروف ترین بزرگوں میں سے تھے' ۱۰۸۷ھ میں انتقال کیا' کرامت نامہ میں ہے:[۳۶]

ولی شاہ دَولہ کہ از اوست بود — بذکرش شب وروز ہم زوست بود
خردخواست چون از وصالش خبر — سروشش بگفتا "خدادوست بود"

۱۰۸۷ھ

عبدی حسن ابدال جاتے ہوئے شاہ دَولہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا' یہ معلوم نہ ہوسکا کہ عبدی حسن ابدال کیوں گیا' ملاقات کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتا ہے:

"مرید سیدن سرمست است دراصل از قوم افغانان بوده......وچون بوقت رفتن جانب حسن ابدال بخدمت او رسیده شده در مراقبه بود و قوالان مدح خواجگان قدس اللّٰه ارواحهم میگفتند وچون سر از مراقبه بر آورد

[۳۵] عبدی: معارج الولایت ورق ۸۴۔اب

[۳۶] لالہ مشتاق رام گجراتی: کرامت نامہ قلمی ورق ۸

بگریست پس از ساعتی کہ بافاقہ آمدہ وشرینی باین ضعیف میداد بعرض رسانیدہ کہ عنایت ظاہری را خواہان نیست ہرچہ عنایت شود از نعماء باطنی شود' تبسم فرمود وگفت این راہم بگیرید و آن راہم بگیرید کہ ہر دو شمارا حاصل شوند"۔ [۳۷]

میر سید احمد گیسودراز کالپوی

میر سید احمد گیسودراز بن میر سید محمد [۳۸] محمد بن ابی سعید حسینی ترمذی کالپوی

---

۳۷ عبدی: معارج الولایت ورق ۴۳۱

برائے شرح حال شاہ دولہ دریائی رجوع کنید بہ

(۱) لالہ مشتاق رام گجراتی: کرامت نامہ ۱۱۳۲ھ (درحالات شاہ دولہ) قلمی

(۲) عبدی: معارج الولایت ورق ۴۳۱۔ اب

(۳) عبدالفتاح: مفتاح العارفین قلمی

(۴) شاہ محمد غوث لاہوری: اسرار الطریقت (رسالہ شاہ محمد غوث) فارسی مطبوعہ پشاور ۱۲۸۲ھ

(۵) وزیرہ' گنیش داس: چار باغ پنجاب ۴۳' ۱۱۰' ۱۷۷' ۱۷۸' ۱۸۱' ۲۰۸' ۲۲۸ مطبوعہ امرتسر ۱۹۶۵ء

(۶) مفتی غلام سرور: خزینۃ الاصفیاء ۲/۱۰۲ شاہ دولہ کے سال وفات میں اختلاف ہے' ہم نے کرامت نامہ مذکور کے سنہ کو دیگر تذکرہ نویسوں پر ترجیح دی ہے۔

۳۸ میر سید محمد کالپوی (۱۰۰۶۔۱۰۷۱ھ) تفسیر سورۂ یوسف' کتاب الروائح عربی' تحقیق الروح' وحدۃ الوجود (عربی)' ارشاد السالکین' رسالۂ فنا' عقائد الصوفیہ' رسالہ واردات (عربی)' عمل والمعمول' رسالہ شغل کوزہ مسمّٰی بہ جام خدانما' رسالہ حقائق' مراتب الفنا' ان کی تصانیف میں سے ہیں (نزہۃ الخواطر ۵/۳۲۷) عبدی نے ان کی تفسیر سورۂ فاتحہ اور رسالہ روائح کی تلخیص معارج الولایت ورق ۳۸۹ تا ۴۰۷ شامل کی ہے۔

متوفی ۱۹ صفر ۱۰۸۴ھ اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے' طریقہ محمدیہ کے اکابر شیوخ میں سے تھے' مشاہدات الصوفیہ' شرح عقائد نسفیہ (چودہ دن میں تصنیف کی) اور جوامع الکلم در شرح اسماء الحسنیٰ ان کی تصانیف میں سے ہیں۔ [۳۹]

میر سید احمد' شیخ محی الدین ابن عربی کی تصانیف کے بہترین مفسر اور شارح تھے اور ناقدین ابن عربی کی خوب زجر و توبیخ کرتے تھے' عبدی جب دکن گیا تو میر سید احمد سے ملاقات ہوئی' یہ ملاقات ایک طویل "صحبت محرِ نامہ" کی حیثیت رکھتی ہے' خود لکھتا ہے:

"پسر و مرید سید محمد است قدس سره......وتوجیهات کلام قدماء خصوصًا مقدمات شیخ محی الدین عربی رامهما امکن تقریر نمودی......ومترسمان ومتزهدان را زجر کردندی وچون مردم شاه جهان پور که خو را بسلسلهٔ نقشبندیه انتساب می دادند وبا او مباحثه کردندی از ایشان متغیر بودی وهر که آمدی با او گفتی آیا طریقه نقشبندیه داری واز مردم شاه جهان پوری ووقتی که از سفر بنگاله مراجعة نموده اتفاق سفر بجانب دکن افتاده بود بایشان صحبت محرمانه واقع شده' بعد از استفسار بعضی از حقائق و معارف که بطریق تحقیق بود بسیار ملتفت ومهربانی ها

[۳۹] عبدالحی الحسنی: نزہۃ الخواطر ۵/۶۲

را دربارۂ این ضعیف بکار بردند وبیعضی اوراد و وظائف اجازت دادند و او را باجناب خواجگان قدس اللّٰہ ارواحہم خصوصیت خاص بود......علی الخصوص حضرت میر سید محمد گیسو دراز قدس اللّٰہ سرہ را بسیار دوست داشتی و گیسو دراز کردن از متابعت آن حضرت بود و لہذا کتابی عربی در شرح اسماء حسنٰی موسوم بہ جوامع الکلم محررنمودہ کہ بغایت متین و مستحسن است و مختصری بعبارت فارسی در حقائق و تصوف کہ مسمّٰی بہ مشاہدات است"۔[۴۰]

شیخ عبدالخالق خویشگی قصوریؒ

شیخ عبدالخالق خویشگی ایک غالی وحدت الوجودی اور سماع کے رسیا تھے' ان مسائل میں وہ علماء سے مناظرے بھی کرتے تھے' عبدی پر ان کی خاص نظرعنایت تھی' اس کی عدم موجودگی اور حاضری میں اُسے اچھے الفاظ سے یاد کرتے تھے' عبدی لکھتا ہے:

"باستماع سماع ذوق بسیار داشتی وفرمودی ذوقی کہ در سماع یافتہ ام در چیزی دیگر

[۴۰] عبدی: معارج الولایت ورق ۴۰۷ (تلخیص مشاہدات مشمولہ معارج الولایت ۴۰۷ ب تا ۴۲۲ ب)

نیافتہ ام وبامقدماتِ توحید باعلمأ ظواہر مباحثہ بسیار نمودی واحاطہ ذاتی را بہِ دلائل و براہین باثبات رسانیدی وخواستی کہ اختلاف صوفیہ و علماء کہ درین مسئلہ است برخیزد وحاشا وکلا کہ این اختلاف برخاستنی نیست.........وبرفقیر بسیار مہربان بودی وبغیبہ وحضوربذکر خیر یاد فرمودی وخواستی کہ بہ بعض مقدمات ومعارف مذکور شود' مولد و مدفن او قصور است رحمۃ اللہ علیہ"۔[۴۱]

عبدی نے اخبار الاولیاء میں بھی ان کے متعلق اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے' اخبار الاولیاء کے اندازِ بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اس کی تصنیف ۱۰۷۷ھ تک بقید حیات تھے[۴۲] نیز اخبار الاولیاء میں ان کا مولد و مدفن نہیں بتایا اور نہ ہی ان کے نام کے ساتھ ایسے دعائیہ جملے لکھے گئے ہیں جس سے اس کا مزید ثبوت ملتا ہے کہ وہ ۱۰۷۷ھ تک حیات تھے لیکن معارج الولایت میں اس پر مستزاد ان کا مولد و مدفن قصور کے ساتھ ہی ان کو ''رحمۃ اللہ علیہ'' بھی لکھا ہے' جس سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۰۹۶ھ (تکمیل معارج) سے قبل ان کا انتقال ہو چکا تھا گویا ان کا سال وفات بعد ۱۰۷۷ھ اور قبل ۱۰۹۶ھ کے درمیان یعنی ۱۰۹۰ھ کے قریب قرار دے سکتے ہیں۔

---

۴۱ عبدی: معارج الولایت ورق ۴۷۴ ب

۴۲ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۹۲

اس باب میں ہم نے جن شیوخ کے حالات لکھے ہیں' عبدی نے اگرچہ کہیں صراحت سے نہیں لکھا کہ وہ کس بزرگ سے بیعت تھا لیکن شیخ محمد رشید جونپوریؒ کو اپنی تصانیف میں کئی مقامات پر "شیخ ما" [۴۳] اور اپنا "پیر طریقت" و "مرشد حقیقت" لکھا ہے۔[۴۴] جس سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ شیخ محمد رشید جونپوریؒ سے بیعت تھا' عبدی باقاعدہ شیخ محمد رشید جونپوری کا خلیفہ تھا۔[۴۵] جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے۔

☆☆☆☆☆

---

۴۳ عبدی: بہارستان شرح گلستان قلمی خاتمۂ کتاب

۴۴ عبدی: تحفۂ دوستان شرح بوستان قلمی دیباچہ کتاب

۴۵ کاتب' عبد المجید: سمات الاخیار صفحہ ۶۳

عبدی کے اُمراء سے روابط

۱۰۶۶ھ میں عبدی نے بحر الفراسۃ شرح دیوان حافظ ردیف ش تک لکھی تو اس کے دیباچہ میں اس نے شاہ جہان کی مدح میں ایک طویل قصیدہ بھی لکھا[1] یہ زمانہ عبدی کی ملازمت دلیر خان سے پہلے کا ہے۔

شاہ جہان کے آخری ایام میں جو کہ بغاوتوں کا دور تھا' عبدی نے نواب دلیر خان کی ملازمت اختیار کر لی' جیسا کہ بحث کی جا چکی ہے کہ عبدی ۱۰۶۶ھ میں فارغ التحصیل ہوا اور اسی سنہ کے اختتام پر ملازمت کی تلاش میں قصور سے نکل کر گجرات آیا پھر دہلی جا کر دلیر خان کی ملازمت اختیار کر لی' دلیر خان کے ہمراہ لکھنو گیا۔

دلیر خان کو شاہ شجاع بن شاہ جہان کی بغاوت فرو کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تو عبدی بھی اس مہم میں ساتھ تھا۔[2]

دلیر خان کو جب دیوگڑھ کے راجہ کے تعاقب کے لیے بھیجا گیا تو عبدی ہمراہ تھا چنانچہ تحفۂ دوستان شرح بوستان میں ایک مجبور سپاہی کی حالت بیان کرتے ہوئے اس طرح لکھا ہے:

"این قضیه این ضعیف را به همراهی نواب دلیر خان در تعاقب راجهٔ دیو گڑھ روی نموده است"۔[3]

---

[1] تفصیل تصانیف عبدی حصہ الف کے تحت ملاحظہ ہو۔

[2] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۴

[3] عبدی: تحفۂ دوستان قلمی ورق ۱۴

اورنگ زیب نے اپنے چوتھے سال جلوس ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۰ء میں دلیر خان کو آسام کی بغاوت فرو کرنے کے لیے مقرر کیا تو عبدی بھی بہ حیثیت ملازم دلیر خان اس مہم میں شریک نظر آتا ہے۔[۴] اس سال کوچ بہار کی مہم میں بھی عبدی، دلیر خان کے ہمراہ[۵] تھا۔

دلیر خان کے ہمراہ عبدی بنارس بھی گیا، اس سفر میں دلیر خان سے اجازت لے کر عبدی، شیخ محمد رشیدؒ کی زیارت کے لیے جونپور گیا،[۶] عبدی نے دلیر خان سے اجازت لے کر شاہ آباد سے قصور آنے اور یہاں کے چند ماہ قیام کے دوران جامع الکلمات (مکتوبات شیخ عبداللطیف برہانپوری) کو ترتیب دینے کا ذکر بھی کیا ہے۔[۷]

اورنگ زیب نے دلیر خان کو ۱۰۷۷ھ/۱۶۶۶ء میں بیجاپور کی تسخیر کے لیے متعین کیا، شہزادہ معظم اور دلیر خان کی آپس کی چشمک کے نتیجے کے طور پر یہ مہم کامیاب نہ ہو سکی اور اورنگ زیب نے دونوں کو ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء میں اورنگ آباد بلا لیا جہاں وہ اپنی وفات ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۲ء تک مقیم رہا، دلیر خان کے حین حیات تک عبدی کے اورنگ آباد میں رہنے کے ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں، معارج الولایت ۱۰۹۴ھ (اگرچہ اس کا سال تکمیل مؤلف احقر کی تحقیق کے مطابق ۱۰۹۶ھ ہے) لیکن کتاب میں اضافے کے لیے مقام کی قید لازم نہیں ہے) میں اس نے اورنگ آباد ہی میں تکمیل کی، دلیر خان کی وفات کے بعد عبدی قصور آ گیا اور یہاں اس نے

۴ ایضاً ۱۶۴ب

۵ ایضاً ورق ۱۶۴ب

۶ تفصیل ''شیوخ عبدی'' کے تحت گزر چکی ہے۔

۷ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۹

مثنوی مولانا روم کی شرح اسرار مثنوی و انوار معنوی کے نام سے لکھی۔[8]

دلیر خان کے حالات شاہ جہان اور اورنگ زیب کے عہد کی کتب تاریخ اور مآثر الامراء میں مفصل موجود ہیں لیکن جو باتیں اس کے متعلق عبدی نے لکھی ہیں، ان سے یہ مطبوعہ کتابیں خالی ہیں مثلاً عبدی کہتا ہے کہ نواب دلیر خان کے حکم سے میں نے رافضیوں کے ردّ میں ایک کتاب محرقات الرفضہ تصنیف کی جس سے نواب کے محکم اعتقادات پر روشنی پڑتی ہے۔[9]

دلیر خان شاہ آباد سے تعلق رکھتا تھا۔ عبدی لکھتا ہے:

"شاہ آباد کہ وطن نواب مستطاب بود"۔[10]

مرزا راجہ جے سنگھ

مرزا راجہ جے سنگھ (متوفی ۱۰۷۸ھ/ ۱۶۶۷ء) کو جب اورنگ زیب نے بیجاپور کی تسخیر کے لیے ۱۶۶۵ء میں روانہ کیا[11] تو عبدی بھی راجہ کے ہمراہ تھا،[12] راجہ سے اجازت لے کر عبدی شیخ برہان الدین برہانپوری سے ملنے گیا۔[13]

داؤد خاں حسین زئی

داؤد خاں حسین زئی کے مفصل حالات نہیں مل سکے، عبدی سے تعلقات کی بھی

---

۸ تفصیل آثار عبدی کے تحت آئے گی۔

۹ ایضاً

۱۰ عبدی اخبار الاولیاء ورق ۱۶۹

۱۱ محمد ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری ۵۱

۱۲ عبدی: معارج الولایت ورق ۵۶۷

۱۳ تفصیل شیوخ عبدی کے تحت گزر چکی ہے۔

زیادہ تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں' صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ عبدی نے قبل از ۱۰۷۷ھ داؤد خاں حسین زئی کی فرمائش پر شیخ عبد اللطیف برہانپوری کے مکتوبات بنام یاران قصور' جامع الکلمات کے نام سے مرتب کیے تھے' عبدی نے اخبار الاولیاء میں داؤد خان کے نام سے پہلے "مرحوم و مغفور" کے دعائیہ الفاظ لکھے ہیں[۱۴] جس کا مطلب یہ ہے کہ داؤد خان جامع الکلمات کی ترتیب سے قبل فوت ہو چکا تھا نیز ان دعائیہ الفاظ کا اخبار الاولیاء (تصنیف ۱۰۷۷ھ) میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ داؤد خان ۱۰۷۷ھ سے قبل فوت ہو چکا تھا۔[۱۵]

چونکہ یہ مکتوبات داؤد خان کی فرمائش پر مرتب کیے گئے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ داؤد خان' شیخ عبد اللطیف برہانپوری کے معتقدین میں سے تھا۔

حسن خان و سعید خان خویشگی

عبدی نے ۱۰۹۶ھ اور ۱۱۰۰ھ کے درمیان ان کی فرمائش پر مثنوی مولانا روم کی شرح اسرار مثنوی و انوار معنوی کے نام سے لکھی تھی۔[۱۶]

☆☆☆☆☆

[۱۴] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۸ ب

[۱۵] تفصیل تصانیف عبدی کے تحت آئے گی۔

[۱۶] ایضاً

تصانیفِ عبدی

عبدی کثیر التصانیف مصنف تھا تقریباً ہر موضوع پر اس نے خامہ فرسائی کی ہے' اس وقت تک اس کی صرف ان تصانیف کے نام معلوم ہوئے ہیں جن میں سے فقط چند کتابوں کے وجود کا علم ہو سکا ہے' ان کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے' حصہ الف میں ان تصانیف پر بحث کی گئی ہے جن کا وجود کا علم ہے' یا ان تک رسائی ہوئی ہے' حصہ ب میں ان کتابوں پر اجمالی بحث کی گئی ہے جن کے وجود کا ہنوز علم نہیں ہو سکا۔

(۱) بحر فراسة اللافظ فی شرح دیوان خواجہ حافظ

عبدی نے خود صراحت کی ہے کہ میں تیئیس (۲۳) سال کی عمر میں درسی علوم کی تحصیل کے بعد لاہور سے قصور آیا اور ایک سال قصور میں درس و تدریس میں مصروف رہا' اس ایک سالہ قیام قصور کے دوران میں دیوان حافظ کی شرح ردیف ''ش'' تک چھ ماہ کی محنت سے تالیف کی' عبدی ۱۰۴۳ھ میں پیدا ہوا (جیسا کہ بحث کی جا چکی ہے) اس سنہ میں ۲۳ سال عمر بوقت تالیف شرح ہذا' جمع کرنے سے ۱۰۶۶ھ اس کا ردیف ش تک سال تصنیف معلوم ہو جاتا ہے' لکھتا ہے:

''در سنه ثلث و عشرین از عمر خود فارغ شده بقصور آمدم وبمدة یک سال بدرس و تدریس مقید بودم درانوالا بمدة شش ماه بحر الفراسة که شرح دیوان خواجه حافظ است محرر نمودم اکثر علمای وقت وفقراء زمان بعین عنایت

و دیدۂ مرحمت ملحوظ نمودند"[1]

شرح ہذا کے خاتمہ میں لکھتا ہے کہ قصور میں ردیف ش تک شرح لکھنے کے بعد میں تلاش روزگار میں بیجاپور گیا' بیجاپور پہنچنے کے بعد حالت تردّد و تامّل میں اس کی دوسری جلد بعد ردیف ش تا اختتام تالیف کی' اور امید کی ہے کہ اس کے بعد خلاصۃ البحر قدیم و جدید اور جامع البحرین فی زوائد النہرین جو کہ حافظ ہی کی شروح ہوں گی' تحریر کی جائیں گی' لکھتا ہے:

"این فقیر شرح دیوان را یعنی بحر الفراسۃ رادر مدتی متمادی باتمام رسانیدہ زیرا کہ بعد از فراغ تحصیل علوم جلد اوّل را کہ تا ردیف شین در زمان سلطنت شاہ جہان پادشاہ در قصبہ قصور باتمام رسانیدہ بود' بعد از آن سبب حوادث روزگار چون بعرقہ اسباب تحریر دست (داد) حتٰی کہ عزیمت بسفر بیجا پور زوی نمود پس در بلدۂ مذکور در عین تردد جلد دوم را بانصرام رسانیدہ آید' امید واثق و رجاء صادق آن ست کہ بعد ازیں خلاصۃ البحر قدیم و جدید وجامع البحرین فی زواید النہرین را محرر نماید ونکات تصوف و حقائق ولطائف و معارف ودقائق وسائر علوم

[1] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۱

را کما ینبغی مبین سازد"۔[۲]

بحر الفراست جلد اوّل کے دیباچہ میں شاہ جہان کی مدح میں جو قصیدہ عبدی نے لکھا ہے اسکے چند ابیات حسب ذیل ہیں ۔

مدح گویم بپادشاہ جہان
کہ ز عدلش قرار یافت جہان
گسترانید عدل را بزمین
تازہ از عدل اوست روضہ جہان (جاں)
بہ کہ اوقاتِ خویش صرف کنی
بدُعا بادشاہ شاہ جہان
تا کہ باشد بحرکت وبسکون
آب و باد آتش و زمین و زمان
دار سر سبز شاخ امیدش
یا الٰہی ببرکتِ قرآن[۳]

جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے عبدی ۱۰۷۷ھ میں دلیر خان کے ہمراہ بیجاپور کی مہم سر کرنے کے لیے گیا اور یہی اخبار الاولیاء کا سال تالیف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شرح ۱۰۷۷ھ میں مکمل ہو چکی تھی۔

اس شرح کا پورا نام "بحر فراسۃ اللافظ فی شرح دیوان خواجہ حافظ" ہے' جو خطی نسخہ کتابخانہ دانش گاہ پنجاب[۴] اور خطی نسخہ کپورتھلہ میں درج ہے[۵] ویسے عبدی نے

۲۔ عبدی: بحر الفراسۃ عبارت خاتمہ قلمی نسخہ ذخیرۂ آذر نمبر ۳۱۵/۵۳۶۷

۳۔ ایضاً از دیباچہ

۴۔ نمبر ۱۵ ناقص الآخر اوراق بے ترتیب

۵۔ فہرست کپورتھلہ نمبر ۱۲۳ بحوالہ مقالہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم اورنٹیل کالج لاہور اگست ۱۹۲۷ء

جہاں کہیں اپنی تصانیف میں اس کا حوالہ دیا ہے' اختصار کے پیش نظر اس کا نام بحر الفراسۃ ہی لکھا ہے۔[٦]

بحر الفراسۃ عبدی نے جب شیخ محمد رشید جونپوریؒ کی خدمت میں بغرض اصلاح ارسال کی تو شیخ نے اسے بہت پسند کیا اور کہا کہ اس شرح کو سمجھنے کے لیے ادراک معانی اور فہم کامل درکار ہے' عبدی لکھتا ہے:

چون این ضعیف شرحی بر دیوان خواجه حافظ نوشته بود که مسمّٰی به بحر الفراسة است بخدمت آن حضرت برای اصلاح ارسال داشته بسیار پسندیدند وفرمودند که فهم مبانی وادراك معانی او را جامعیة علوم ظاهریه وباطنیه درکار است' جزاکم الله خیر الجزاء"۔[٧]

شیخ پیر محمد لکھنویؒ نے بھی اسے بہت پسند کیا اور یہ چند ماہ اُن کے مطالعہ میں رہی' مطالعہ کے بعد جو تاثرات دیئے' خود عبدی کے الفاظ میں ملاحظہ ہوں:

بحر الفراسة شرح دیوان خواجه حافظ را دیده بسیار پسندید وچند ماه در مطالعه داشتند وفرمودند بحریست که محیط انواع علوم و جمیع فنون است"۔[٨]

---

٦ اخبار الاولیاء' معارج الولایت' بہارستان' اسرار مثنوی وغیرہم

٧ عبدی: معارج الولایت ورق ٣٨٤

٨ ایضاً ورق ٤٢٢' فہرست مشترک ٣/١٦٠٠-١٦٠١

بحر الفراست میں ابیات حافظ کی شرح کے دوران بے شمار کتب تصوف کے حوالے دیئے ہیں، ہم مضمون اشعار بھی نقل کیے ہیں اشعار کی شرح عموماً تصوف کے رنگ میں ہے، حل لغات کے سلسلے میں مستند کتب کے حوالے بھی جا بجا ملتے ہیں۔

ابتدا

سپاسی عظمت واحد برار رسد کہ محمود است......الخ۔

خطی نسخے

کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور

(۱) PI VI 15-B ناقص الآخر وقدیم الخط (۲) ذخیرہ آذر ۲۱۵/۶/۳۶ ۵۷ مکمل مکتوبہ دوئم ربیع الاوّل ۱۲۵۱ھ (۳) ذخیرہ شیرانی ۸۰۵ ناقص الاول آغاز باب الحا (۴) کتب خانہ کپورتھلہ ۱۲۳ سال کتابت ندارد (۵) کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور نمبر ۱۰۲۸

عبدی کی یہ شرح خاصی مقبول اور متداول رہی ہے، پاکستان کے مختلف کتب خانوں میں اس کے چودہ خطی نسخے پائے جاتے ہیں۔

بحر الفراسۃ کی ایک تلخیص (فارسی) میاں محمد وسیم ؒ کا خیل (استاد سید جمال الدین افغانی) نے ۱۲۴۶ھ کو تیار کی تھی (مکتوب جناب عبدالحلیم اثر افغانی بنام محمد اقبال مجددی، محررہ ۷ نومبر ۱۹۷۳ء)

(۲) خلاصۃ البحر قدیم وجدید

عبدی کی بحر الفراست جب طلبہ تک پہنچی تو انہیں یہ شرح دقیق اور مشکل معلوم ہوئی، طلبہ کی درخواست پر عبدی نے بحر الفراست کا ملخص تیار کیا اور اس میں بعض قواعد وفوائد کا اضافہ کر کے خلاصۃ البحر نام رکھا، اپنے حالات کے باب میں لکھتا ہے!

"چون دروی داب صریح کنایات بطریقۂ تفنن
عبارات و اعتناب در توجیہات و احتمالات
است مر عیداشته شده بود وبعضی طالبان را
از تفہیم دقائق معانی وی اشکال پیش آمدی
خلاصة البحر را از وی (بحر الفراست)
انتخاب نموده وبعضی قواعد را بروی اضافه
کردم و بحکم خیر الکلام ما قلّ ودلّ بسیار
جیّد ومستحسن افتاده است"۔[۹(ب)]

خلاصة البحر قدیم وجدید مخدوم شیخ محمد رشید جونپوری (متوفی ۱۰۸۳ھ) کی وفات کے بعد مکمل ہوئی کیونکہ عبدی صرف بحر الفراست ہی ان کی خدمت میں ارسال کرنے کا ذکر کرتا رہے' معارج الولایت میں لکھتا ہے کہ جب خلاصة البحر مکمل ہوئی تو شیخ انتقال کر چکے تھے' تاسف کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

بعد ازان خلاصة البحر قدیم وجدید را محرر
نموده و چون باتمام رسیدند آن حضرت
بروضه رضوان خرامیده بودند ازین معنی
تاسف بسیار دست داد که این نُسخَتین برای
اصلاح بخدمت آن حضرت مرسل نشده'
ناگاه وقتی آنحضرت را در واقعه دیده که
چیزی می نویسند بعرض رسانید که کدام
کتاب است که آن را حضرت استکتاب می

۹ب عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۱

فرمایند' فرمودند دو شرح شمارا که بر دیوان خواجه حافظ اند نقل گرفته ام و سیومی را نقل میکردم وتابنصف آن رسانیده ام وچون بافاقه آمدم شکرانه حضرت عزت بجای آورده ام که باری محنت بنده ضائع نگشت ومقبول خاطر عاطر آن حضرت شد' الحمد لله علی ذلک"۔[10]

عبدی نے اخبار الاولیاء میں خلاصۃ البحر کی تدوین کا ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۰۷۷ھ (سال تصنیف اخبار) میں زیر ترتیب تھی۔ اور ۱۰۸۳ھ (سن وفات شیخ محمد رشید جونپوریؒ) کے بعد مکمل ہوئی' خلاصۃ البحر کا ایک قلمی نسخہ کتابخانہ گنج بخش' اسلام آباد میں ہے (فہرست مشترک جلد ۷ صفحہ ۴۷۴)

(۳) جامع البحرین فی زوائد النہرین

دراصل عبدی نے دیوان حافظ کی متعدد شروح لکھی تھیں' خلاصۃ البحر جیسا کہ لکھا جا چکا ہے' بحر الفراست کی تلخیص ہے اور جامع البحرین بھی بحر الفراست اور خلاصۃ البحر کا تکملہ یا ان دونوں شروح میں تفصیل طلب مقامات کی توضیحات وغیرہ پر مشتمل ہوگی' یہ شروح تھوڑے وقفے کے بعد لکھی گئیں' اخبار الاولیاء (سن تالیف ۱۰۷۷ھ) میں جامع البحرین کا ذکر نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شرح ۱۰۷۷ھ کے بعد لکھی گئی' عبدی نے بہارستان اور اسرار مثنوی میں جابجا اس کے حوالے دیئے ہیں تاحال اس شرح کے بھی وجود کا علم نہیں ہوسکا۔

[10] عبدی: معارج الولایت ۳۸۴ ب

(۴) خلاصۃ البحر فی التقاط الدرر

یہ بھی دیوان حافظ کی شرح ہے' اس کتاب کی زیادہ تفصیل معلوم نہیں ہو سکی' عبدی نے خلاصۃ البحر قدیم وجدید بھی دیوان حافظ ہی کی شرح میں لکھی تھی' اس نے بحر الفراستہ کے خاتمہ میں اس امید کا اظہار کیا ہے کہ بحر الفراست کے بعد خلاصۃ البحر فی التقاط الدرر لکھوں گا' مولوی نذر احمد نے اس کے خطی نسخہ مخزونہ نظام حیدر آباد لائبریری کو دارا شکوہ بن شاہ جہان م ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۸ء کا مکتوبہ نسخہ لکھا ہے[11] اور یہ بھی وضاحت کی ہے کہ دارا شکوہ' سید آدم رسول ماوراء النہری کا مرید تھا جیسا کہ بحر الفراست کے خاتمہ سے عیاں ہے کہ عبدی نے اس کی تکمیل کے بعد خلاصۃ البحر فی التقاط الدرر تالیف کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور یہ بھی وضاحت کی جا چکی ہے کہ بحر الفراستہ ۱۰۷۷ھ کے بعد مکمل ہوئی اور خلاصۃ البحر فی التقاط الدرر تو اس کے بعد لکھی گئی ہو گی اور دارا شکوہ ابن شاہ جہان تو ۱۰۶۹ھ میں قتل ہو چکا تھا' دوسرے اس دارا شکوہ کے غیر ابن شاہ جہان ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اس کتاب کا کاتب دارا شکوہ مرید سید آدم رسول ماوراء النہری ہے اور دارا ابن شاہ جہان تو ان کا مرید نہیں تھا' سٹوری نے نذر احمد کے اس بیان پر تردّد کا اظہار کیا ہے[12] لیکن متبعین سٹوری مثلاً مارشل نے سٹوری کے ان تردّد آمیز حواشی کو نظر انداز کرتے ہوئے عبدی کی اس تصنیف کو دارا ابن شاہ جہان کی مکتوبہ بحوالہ سٹوری لکھ دیا ہے۔[13]

---

11 Nadhir Ahmad, No. 129.

12 Storey C.A, Persian Litrature Vol.I, Part II, pp.1011.

13 Marshall, Mughals in India. No. 42.

(۵) اخبار الاولیاء من لسان الاصفیاء (بعد ۱۰۷۷ھ)

اخبار الاولیاء دراصل قصور کے افغان مشائخ کا ایک مفصل تذکرہ ہے' اس میں زیادہ تر قصور کے افغان مشائخ کے تراجم ہیں' یہ کتاب حسب ذیل چھ ابواب پر مشتمل ہے:

باب اوّل: دربیان احوال خویشگیان (۷۲ شیخ)

باب دوم: دربیان مشائخ سائر افغانان (۵۰ شیخ)

باب سوم: دربیان احوال نساء عارفات (۱۱ نساء)

باب چہارم: دربیان نسب افغانان وسبب آمدن از بیت المقدس در ہند

باب پنجم: دربیان احوال مشائخ قصور ونواحی آن (۲۹ شیخ)

باب ششم: دراحوال این احقر (عبداللہ خویشگی قصوری)

فہرست تراجم مشائخ اخبار الاولیاء

اخبار الاولیاء ایک سو باسٹھ (۱۶۲) رجال کے تراجم پر مشتمل ہے' جن میں قصوری نژاد اور مدفونین قصور کی کثرت ہے' اس فہرست میں مشائخ کے اسمائے گرامی کے بعد اوراق کے نمبر اخبار الاولیاء کے قلمی نسخہ مولانا سید طیب شاہ ہمدانی مدظلہ قصوری کے مطابق ہیں۔

باب اوّل احوال مشائخ خویشگیان

پیر دتو شوزیانی ۲ب' شیخ بتک ۵ب رکن الدین بتک زئی ۹ شیخ ملی ۹ب خالو بتک زئی ۱۰ شیخ ضحاک ۱۱ب میرک بتکوزئی ۱۲ب جہان بتکوزئی ۱۴ب محمد حولی ۱۶' اسماعیل بن حرمنہ جارو بتکوزئی ۱۶ یوسف بن یوسف بتکوزئی ۱۶ب شیخ سنکر بتکوزئی ۱۷' مصرعجان

بن ضحاک بتکزائی ۱۷ شیخ لالو ۲۱ ب عیسیٰ بن لالو ۲۳ ب بازید بتکزئی ۲۴ بدہ بن شیخ ملی ۲۶ میاں آخوند سعید حسین زئی ۲۶ حاجی گگن وتوزئی ۳۶ ب حسن بتکزئی ۳۹ ب بہو کی عزیز زئی ۴۱ پیر رحمت وتوزئی ۴۳ ب حاجی میاں عزیز زئی ۴۶ ب پاینده اچوزئی ۴۷ شمون بن حسین ۴۷ ب شمس الدین بتکزئی ۴۸ حاجی احمد بتکزئی ۴۸ ب یحییٰ وتوزئی ۵۰ الہداد وتوزئی ۵۰ ب مولانا وتوزئی ۵۳ شیرخان اچوزئی ۶۰ صدرالدین ۶۰ ب جلو بن مصری خان ۶۱ عمرلونہ ۶۳ بوکارو کاتو کا بتکزئی ۶۳ ب حاجی خواجہ اویس ۶۴ شیخ ابراہیم ۶۵ فتو عزیز زئی ۶۶ ب مولانا عبدالواحد ۶۸ ب یوسف بتکزئی ۶۹ محمد خان وتوزئی ۷۰ محمد خان بن خواجہ خضر بتکزئی ۷۰ ب میاں اسحاق ۷۰ ب پیر رحیم داد وتوزئی ۷۱ روزانی عزیز زئی ۷۱ ب حاجی رحم داد حسین زئی ۷۳ عالم خان عزیز زئی ۷۴ محمد خان بن شیخ جلو بتکزئی ۷۴ ب شیخ مردان بتکزئی ۷۸ مالو بتکزئی ۷۸ ب حاجی میرک سلمہاک ۷۹ ب کابل شاہ بتکزئی ۸۰ عالم سلمہاک ۸۰ ب مولانا خواجہ بتکزئی ۸۱ شاہ محمد بتکزئی ۸۱ ب ابوالخیر بتکزئی ۸۲ شیخ معروف بتکزئی ۸۲ ب دادو بتکزئی ۸۳ ب بابر سلمہاک ۸۳ ب لوجہ سلمہاک ۸۴ سہاک سلمہاک ۸۴ ب سرکس خلف زئی ۸۴ ب میر احمد بن حسن خلف زئی ۸۶ ب میاں خلیل بن میر احمد ۸۶ ب مدد خان بن دوست محمد خلف زئی ۸۷ ب مبارک خلف زئی ۸۷ ب شیخ دانکمار ۸۸ ب شیخ محمد وتوزئی ۸۸ ب خداداد بالو سلمہاک ۹۰ صاحب سلمہاک ۹۰ ب بایزید وتوزئی ۹۰ ب عبدالخالق حسین زئی ۹۲

باب دوئم در بیان مشائخ سائر افغانان قدس اللہ اسرارہم ۹۲ ب

شیخ عبدالنبی پنی ۹۲ ب مولانا خضر ۹۲ ب احمد بن موسیٰ سروانی ۹۳ سلیمان دانا ۹۴ محمود حاجی ۹۴ ب ملہی قتال ۹۵ صدرالدین مالیری ۹۵ راجو بن شیخ محمد ۹۶ خدو بن یونس ناغر ۹۶ ب محجن لودی ۹۷ علی پستورپسی ۹۷ خطر کاکر ۹۷ ب خضر

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

۱۵۴ب حسو تیلی ۱۵۵ شیخ حاجی مغل ۱۵۵ب شیخ موسیٰ آہنگر ۱۵۵ب ابواسحاق منزنگ ۱۵۶ شاہ گدا ۱۵۶ شاہ سفر ۱۵۶ شیخ طاہر لاہوری ۱۵۶ب شاہ ابوالمعالی ۱۵۶ب شیخ عبدالرشید مخاطب بہ محمد رشید ملقب بہ دیوان جی چشتی جونپوری ۱۵۷۔

سبب تصنیف

دیباچہ میں وضاحت کی ہے کہ معتبر کتب تصوف کے مطالعہ سے اپنی قوم کے مشائخ کے حالات بھی محفوظ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا' جس کے نتیجے میں یہ کتاب تصنیف کی' اپنی قوم کا خانوادۂ چشت سے تعلق بھی بتایا ہے' ابنائے شیخ بتک اور اپنی قوم کے دیگر اعزہ اس کتاب کی تصنیف کے محرک تھے' لکھتا ہے:

"امابعد میگوند بندہ ضعیف شکستہ نحیف الراجی الی رحمۃ اللّٰہ القوی عبید اللّٰہ المعروف بہ عبد اللّٰہ الملقب بہ خلیفہ جی بن عبد الحق المشہور بہ عبد القادر الخویشگی کہ چون در اغلب اوقات بحکم حکایات الاولیاء جند من جنود وعند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ بمطالعہ احوال اولیاء متقدمین واخلاق اصفیاء متاخرین از کتب معتبرہ چنانکہ سیر الاولیاء ونفحات وسیر العارفین ورشحات اشتغال میداشت وحظی کامل و نفعی شامل اخذ میکردم وبزمرۂ اصحاب و

جماعة احباب خود نقل مینمودم وایشان از احوال خیر مآل ومشائخ خویشگیان ولا حق که ہر یکے از ایشان در عصر خود بدرجات قطبیة وغوثیة ومحبوبیة اختصاص یافته وبخانوادۂ ما چشت اہل بہشت ارادة واعتقاد داشته نقل میکردند تا آنکه از کثرت ذکر حالات فایض البرکات این جماعة بحدّ تواتر رسیده بود...... چون درنیولا جمعی از اہل محبت از ابنای شیخ بتک قدس سرہٗ جمراب محبت قلبی را نافع وسلسله شوق صمیمی را محرك گشتند ومراعات خاطر این قوم...... در تحریر اخبار الاولیا من لسان الاصفیاء مقید گشتم"۔ [۱۳]

سال و مقامِ تصنیف

عبدی نے اخبار الاولیاء میں کہیں وضاحت سے اس کا سالِ تصنیف نہیں لکھا فقط ایک مقام پر لکھتا ہے کہ اپنے دادا کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے میں نے اپنے نومولد بچے کا نام محمد معتصم باللہ رکھا ہے اور اس وقت سال روان ۱۰۷۷ھ ہے' لکھتا ہے:

"چون دریں ولا بتاریخ دواز دہم ذی القعده

---

[۱۳] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۔۲

سنہ الف و سبع و سبعین حق سبحانہ تعالٰی
از عطیات بی نہایات خود این کمترین را
فرزندی عنایت فرمودہ بر آن وصیت
حضرت اخوند (احمد شوریانی) عمل نمودہ
وبجہۃ تبرک و تیمن نام محمد را بر آن اضافت
نمودہ معتصم باللّٰہ نام نہادہ"۔[15]

یہ کتاب کے آغاز کی عبارت ہے' اس کے بعد عبدی نے اس کے تقریباً چار سو صفحات لکھے' یقیناً ۱۰۷۷ھ کے بعد تک عبدی اس کی تصنیف میں مصروف رہا ہوگا گویا ۱۰۷۷ھ اس کا کوئی حتمی سال تصنیف نہیں ہے لیکن خان بہادر مولوی محمد شفیع مرحوم نے ۱۰۷۷ھ ہی سال تصنیف قرار دیا ہے نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی تصنیف اورنگ آباد میں ہوئی' لکھتے ہیں:

"The work was compiled by the author in A.H.1077 at Aurangabad, to wich place he had gone in the service of Diler Khan"[16]

عبدی نے اخبار الاولیا کے باب سوم (نساء عارفات) میں عارفات کے حالات لکھتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اخبار الاولیاء اورنگ آباد میں تالیف ہوئی' اس وقت نساء عارفات خویشگیان کے تراجم کے لیے روایات کے فقدان کی وجہ سے نساء کے حالات کم لکھے گئے' چنانچہ لکھتا ہے:

---

[15] ایضاً ورق ۵۹ب ۶۰

16 M.Shafi' Dr."An Afghan Colony at Qasur". Islamic Culture. July 1929. p.453.

"پوشیدہ نماند کہ نساء عارفات در قوم
خویشگیاں بسیار گزشتہ اند چون این
مختصر را در بلدۂ اورنگ آباد محرر گشتہ و
درآن جا قلت رواۃ بہ ہمیں قدر اکتفا نمودہ اند
تا از تیمن وتبرک نساء صالحات این قوم
خالی نماند"۔ [۱۷]

اس اقتباس کے پیشِ نظر حسب ذیل اُمور قابلِ توجہ ہیں:

(۱) یہ اقتباس اخبار الاولیا کے باب سوم کا ہے اس کے بعد عبدی نے اس کے تین اور ابواب لکھے۔ قیاس یہی ہے کہ یہ باقی تین ابواب اورنگ آباد کے علاوہ دوسرے مقامات خصوصاً قصور میں لکھے گئے۔

(۲) صرف نساء عارفات والے باب میں روایات کے فقدان کا ہی ذکر ہے تو گویا صرف اس باب کے لیے عبدی قصور آیا۔

گویا پوری اخبار الاولیاء اورنگ آباد میں تالیف نہیں ہوئی۔

اہمیت

اخبار الاولیاء کی سب سے واضح اہمیت یہ ہے کہ مصنف نے اس کے آخری باب میں اپنے خودنوشت حالات لکھے ہیں۔ پوری کتاب کے مطالعہ سے مصنف کے اپنے حالات پر بہ طریق احسن روشنی پڑتی ہے بلکہ عبدی نے یہ پوری کتاب اپنے آباؤ اجداد کے حالات پر ہی لکھی ہے۔ اپنے دادا احمد شوریانی قصوری کے حالات کے باب میں ان کی ازواج، اولاد اور اپنے ایک لڑکے محمد معتصم باللہ (متولد ۱۰۷۷ھ)

[۱۷] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۲۷

کی پیدائش کا ذکر کیا ہے [18] اپنے جدِ مادری شیخ محمد وتوزئی کے کچھ مزید حالات جو اپنی والدہ کی زبانی لکھے ہیں اس کی دوسری تصنیف معارج الولایت سے مختلف اور زیادہ ہیں' بی بی درہ کے تحت اپنی اہلیہ کا ذکر بھی کیا ہے' بابر کے ایک فرمان کا ذکر بھی کرتا ہے جو اس نے قصور میں دیکھا تھا' اخبار الاولیاء قصور کی تاریخ کا ایک بنیادی ماخذ ہے۔

نقائص

عبدی کی دوسری تصنیف معارج الولایت کی طرح یہ تذکرہ بھی قدیم تذکرہ نویسی کی روش میں لکھا گیا ہے اس میں تقریباً ڈیڑھ سو خویشگی مشائخ قصور کے حالات درج کیے گئے ہیں لیکن افسوس کہ کسی بھی خویشگی شیخ کا سال ولادت یا وفات نہیں لکھا گیا چند غیر افغان مشائخ کے سنینِ وفات درج کیے گئے ہیں جن کے حالات اور سنین عام متعارف کتب میں مل جاتے ہیں' عبدی کی دیگر تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنین لکھنا ضروری نہیں سمجھتا تھا' جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اخبار الاولیاء کا باب ششم جو کہ خود نوشت سوانح عبدی پر مشتمل ہے کہیں بھول کر بھی کوئی سنہ نہیں لکھا' کتاب کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اکثر روایات محض سماعی ہیں اور کتاب کے نام کا جز ''من لسان الاصفیا'' بھی اس کے سماعی ہونے کی غمازی کرتا ہے' ساری کتاب میں کہیں سال تصنیف کی وضاحت نہیں کی گئی' ہاں ایک مقام پر صرف اتنا اشارہ ملتا ہے کہ میرا لڑکا محمد معتصم باللہ تولد ہوا اور اس وقت ۱۰۷۷ھ ہے [19] جس سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اخبار الاولیاء ۱۰۷۷ھ میں زیر تالیف تھی۔

---

[18] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۵۹ ب ۶۰

[19] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۵۹ ب ۶۰

ایک اور غلط فہمی کا ازالہ

ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے اخبار الاولیاء کے متعلق لکھا ہے کہ یہ شیخ عبدالقادر خویشگی کی تصنیف ہے۔[20] معلوم نہیں شیخ صاحب نے اسے عبدالقادر خویشگی سے کیسے منسوب کر دیا حالانکہ یہ عبداللہ خویشگی کی تصنیف ہے۔ عبدالقادر تو عبداللہ خویشگی عبدی کے والد کا نام تھا اور خود عبدی نے اپنی دوسری معروف تصنیف معارج الولایت (درباب تراجم مشائخ خویشگیاں) میں کئی مقامات پر اسے اپنی تصنیف لکھا ہے۔

میرے خیال میں شیخ صاحب کی غلط فہمی کی وجہ اخبار الاولیا کے روٹو گراف مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب کی جلد ہے، جس کے جلد ساز نے غلطی سے اس کے مصنف کا نام عبدالقادر جلد پر نقش کر دیا اور شیخ صاحب نے بغیر کسی تحقیق کے اپنی تحقیقی کتاب رودِ کوثر میں اسے عبدالقادر خویشگی کی طرف منسوب کر دیا، اگر شیخ صاحب کتاب کے مندرجات بغور دیکھ لیتے تو اس کے آخری باب کا عنوان "دراحوال این احقر عبداللہ خویشگی" انہیں اس قسم کی فاش غلطی کا شکار ہونے سے بچا لیتا۔

اخبار الاولیاء کے قلمی نسخے

(۱) قلمی نسخہ مملوکہ سید محمد طیب شاہ صاحب ہمدانی خلف سید مبارک علی شاہ قصوری بخط عبدالباقی قصوری مکتوبہ ۱۴ ربیع الاول ۱۱۱۴ھ۔

ترقیمۂ کاتب

تمت ہذا الکتاب بعون الملک الوہاب المسمی بہ اخبار الاولیاء فی التاریخ

۲۰۔ اکرام ایس ایم: رودِ کوثر، ص۲۱۰، طبع لاہور ۱۹۶۸ء

چہاردہم شہر ربیع الاوّل ۱۱۱۴ھ موافق جلوس والا سنہ ۴۶ ج بید الضعیف النحیف الراجی الی رحمۃ اللہ القوی عبد الباقی قصوری غفر اللہ لہ ما تقدم من دینہ وما تاخر بحرمۃ النبی وآلہ مالکہ وصاحبہ صاحب زادۂ بلند اقبال روشن ضمیر عالی نظیر میاں محمد عیسیٰ جیو ابن غفران مرتبت میاں شیخ احمد جیو غفر اللہ لہ افغان عیسیٰ زئی خویشگی اوراق ۱۷۳ سطر ۱۷ تقطیع ۱۰×۲/ ۵

(۲) نواب زادہ علی عادل خان خلف نواب شہباز خان مرحوم قصور کے ذاتی کتب خانہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے جو اپنی ہیت کے اعتبار سے قدیم معلوم ہوتا ہے' اس کے خاتمہ پر کسی نے بہت بعد کو سال کتابت ۱۱۱۴ھ لکھ دیا ہے جو درست نہیں ہے۔

(۳) کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (کلکتہ) نمبر ۲۷۳۔ یہ نسخہ ۱۲۹۴ھ میں مشہور مورخ بلوخمان کے لیے قصور میں نقل کیا گیا تھا' جو آج مذکورہ کتب خانہ میں محفوظ ہے[۱] یہ نسخہ کتابت کی غلطیوں کا مجموعہ بن کر رہ گیا ہے' یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ قصور کے کس قلمی نسخے کی نقل ہے۔

اس خطی نسخے کا روٹوگراف کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور نمبر ۱۲۴ میں محفوظ ہے' جس پر جلد ساز نے غلطی سے اس کے مصنف کا نام عبد القادر لکھ دیا ہے۔

(۴) مولوی محمد فضل خان خویشگی قصوری مدظلہ نے آج سے پندرہ برس پیشتر لاہور کے کسی ذاتی کتب خانہ سے خود اپنے ہاتھ سے یہ نسخہ اپنے لیے نقل کیا تھا۔

(۵) خان بہادر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم نے اس کا ملخص اردو ترجمہ کیا تھا اور جا بجا اس پر حواشی بھی لکھے تھے۔ یہ تلخیص اولیائے قصور کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔

---

[۱] Ivanow. 273

(۶) مولوی محمد فضل خان خویشگی' قصور کے پاس اس کا آج سے بیس برس پرانا اُردو ترجمہ موجود ہے جو انہوں نے کسی سے کروایا تھا۔

(۷) قصور کی خویشگی افغانان کی مجلس نے اخبار الاولیاء کے چوتھے باب (دربیان نسب افغانان) کی تلخیص اپنی رُودادوں میں شائع کی تھی' ایک رُوداد میں اس کے ایک نسخہ مکتوبہ تیرھویں صدی ہجری کو مرتب رُوداد نے سال تصنیف لکھ دیا ہے۔

اس باب کا ایک قلمی نسخہ ہمارے ذخیرہ مخزونہ کتابخانہ دانشگاہ پنجاب' لاہور نمبر میں ہے۔

کتب خانہ ایشیاٹک سوجائٹی بنگال (کلکتہ) میں رسالہ افغانیہ کا صرف تیسرا ناقص الاخر دفتر ہے۔ ایوانوف کے قول کے مطابق یہ رسالہ بلحاظ محتویات اخبار الاولیاء سے بہت ملتا جلتا ہے۔[۲۲]

اخبار الاولیاء کا ایک خطی نسخہ کتابخانہ شعبۂ تاریخ' مسلم یونیورسٹی' علی گڑھ (شمارہ ۱۷۶) میں ہے۔

(۶) معارج الولایت

معارج الولایت عبدی کی مشہور ترین کتاب ہے' یہ ہندوستان کے قدیم اور عبدی کے معاصر مشائخ کا ایک مفصل تذکرہ ہے' یہ کتاب مخدوم زادہ شیخ محمد بن شیخ اجمیری بدایونی کی فرمائش پر تصنیف کی گئی' عبدی نے زیادہ تر چشتی شیوخ کے حالات مفصل لکھے ہیں' متقدمین بزرگوں کے حالات کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ

۲۲ Cat. A.S.B. Ms. No.1295, p.622.

۲۲ب دانشنامۂ زبان وادب فارسی در شبہ قارہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۱

سیر الاولیاء، سیر العارفین اور لطائف اشرفی میں اختصار کے ساتھ ان کے حالات درج تھے، میں نے ان کتابوں میں مندرج حالات کو قدرے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، مقدمہ کتاب میں ان امور کی وضاحت عبدی اس طرح کرتا ہے:

"امّا بعد مبگوئید بندہ ضعیف و کمینہ نحیف الراجی الی رحمۃ اللّٰہ القوی غلام معین الدین عبد اللّٰہ المقلب بالخلیفۃ الخویشگی الچشتی......از مدت مدید و عہد بعید در خاطر خطور میکرد در احوال و سیر خواجگان کتابی مولف نمودہ شود کہ جامع جمیع حالات و مستجمع اکثر واقعات بود و خلاصہ دو دمانِ اکابر و سلالۂ خاندان گنج شکر قدس اللّٰہ سرہ مؤید بتائیداتِ ربانی و موفق بتوفیقات رحمانی اعنی مخدوم زادہ شیخ محمد بن شیخ اجمیری بداؤنی بر تحریر این تالیف و تسویدار این تصنیف باعث و مقید بود......

درین اوراق چند احوال و مآثر این قوم چنانکہ صاحب سیر الاولیاء وسیر العارفین ولطائف اشرفی ونظایر آن بطریق اجمال نوشتہ آن را بتفصیل در معرض بیان در آرم و باسم معارج الولایت فی مدارج الھدایت یا معارج الاولیاء فی مدارج الاصفیاء یا مبشرات احوال الثقات

موسوم کنم"۔[۲۳]

عبدی نے درج بالا اقتباس میں اس کے تین نام بتائے ہیں لیکن خود عبدی نے اپنی دیگر تصانیف میں بنظرِ اختصار معارج الولایت ہی کے نام سے حوالے دیئے ہیں۔

سال تصنیف (۱۰۹۶ھ)

خاتمہ میں وضاحت کی ہے کہ اس کی ترتیب میں تقریباً تیس سال صرف ہوئے اور تحصیل علوم سے فراغت کے فوراً بعد اس کے لیے مواد فراہم کرنا شروع کر دیا تھا جیسا کہ وضاحت کی جا چکی ہے، عبدی تیئس (۲۳) سال کی عمر میں ۱۰۶۶ھ کو فارغ التحصیل ہوا، خاتمہ ہی میں لکھتا ہے کہ معارج الولایت کی تکمیل چہار شنبہ ۲۴ رجب ۱۰۹۴ھ کو اورنگ آباد میں ہوئی، لکھتا ہے:

"ازین جہت این ضعیف قریب سی سال است کہ بعد فراغ از تحصیل علوم ظاہر متابعۃ این طائفہ علیّہ وتبعیت فرقہ سنیّہ بحسب طاقت خویش میکرد و احوال و اعمال و اقوال ایشان از کتب متعددہ وملفوظات متنوعہ انتخاب می نمود ومی خواست کہ تذکرۂ جامع احوال و نسخۂ مستجع اقوال مشائخ ہندوستان علی الخصوص خواجگان چشت اہل بہشت قدس اللہ ارواحہم را تحریر نماید

[۲۳] عبدی: معارج الولایت ورق اوّل

از تشتت خاطر و تفرقه باطن مدة مدید و عهد بعید این مسودات روی مبیضات ندید درنیولا که شمه ازان وتفرقه بانحطاط آوردند و بعضی عزیزان بر تبیض آن تسوید باعث شدند' از ہمه اشغال وبر تالیف او مقبل شده در تحریر شروع کردم......در روز چهار شنبه بتاریخ بیست و چهارم ماه رجب المرجب در سنه الف و اربع و تسعین در بلدۂ اورنگ آباد......باتمام رسید"۔[۲۴]

اس خاتمہ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ معارج الولایت اورنگ آباد میں ۱۰۹۴ھ کو مکمل ہوئی لیکن اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدی اس سنہ کے بعد تک اس میں اضافہ کرتا رہا' اپنے برادر خرد عبدالستار شوریانی کا سالِ وفات شنبہ ۶ محرم ۱۰۹۶ھ درج کیا ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم ۱۰۹۶ھ تک اس میں اضافہ ہوتا رہا۔

آخر الامر در شب شنبہ ششم ماہ محرم الحرام سنہ الف تسعین وست ہجری وفات یافت[۲۵]

---

۲۴ ایضاً ورق ۶۵۵

۲۵ ایضاً ورق ۷۹-۷۸ مکمل اقتباس باب احوال عبدی میں ترجمہ عبدالستار شوریانی کے تحت نقل کیا جا چکا ہے۔ معارج الولایت کے قلمی نسخہ ذخیرۂ شیرانی کے خاتمہ میں اس کا سال تصنیف کاتب نے ۱۰۴۴ھ لکھ دیا ہے جو محض غلط ہے' اس نسخہ کے حاشیہ پر کسی قاری نے سرخ روشنی سے یہی سال لکھ کر قارئین کو غلط راہ پر ڈالا ہے' بعض اہل علم حضرات نے بغیر تحقیق کے ۱۰۴۴ھ ہی سال تصنیف لکھ دیا ہے حالانکہ ۱۰۴۴ھ میں تو عبدی صرف ایک سال کا تھا۔

فہرست مشائخ مشمولہ معارج الولایت

معارج الولایت حسب ذیل تقریباً چار سو چھپن (۴۵۶) پاکستان و ہند کے مشائخ کے حالات پر مشتمل ہے (اسماء گرامی مشائخ کے بعد اوراق کے نمبر معارج الولایت کے خطی نسخۂ ذخیرۂ آذر کے مطابق ہیں)۔

رکن اوّل: پنج پیر

خواجہ اجمیر	۲	خواجہ بختیار کاکی	۱۲
خواجہ فریدالدین اجودھنی	۲۱	خواجہ نظام الدین بداؤنی	۳۶
خواجہ نصیرالدین محموداودھی	۴۸ب		

رکن دوم: خلفاء و اولاد خواجہ اجمیر

شیخ حمیدالدین صوفی	۵۶	شیخ محمد ترک نارنولی	۶۶ب
اوحدالدین کرمانی	۶۷	علی سجزی	۶۷
یادگار سبزواری	۶۷	عبداللہ بیابانی	۶۹
شیخ فخرالدین	۷۱ب	شیخ حسام الدین	۷۱ب
شیخ حسام الدین سوختہ	۷۱ب	خواجہ معین الدین خرد	۷۲
شیخ بایزید	۷۲		

رکن سوم: خلفاء و اولاد خواجہ قطب الدین

قاضی حمیدالدین ناگوری	۷۳	جلال الدین ابوالقاسم تبریزی	۷۹ب
بدرالدین غزنوی	۸۲ب	شاہ خضر قلندر	۸۴
سلطان شمس الدین التمش	۸۵	نظام الدین ابوالموید	۸۶
تاج دین منوراوشی	۸۷	شیخ شاہی موی تاب	۸۷

Marfat.com
Marfat.com

رکن پنجم: خلفاء خواجہ نظام الدین

Marfat.com
Marfat.com

محمد ملاوہ	۲۸۰ب	شیخ کبیر	۲۸۱
خواجہ حسین ناگوری	۲۸۱ب	مولانا جلال الدین	۲۸۲ب
شمس الدین طاہر	۲۸۲ب	مخدوم حسام الدین مانکپوری	۲۸۳
مولانا خواجہ	۲۸۹	کمال الدین	۲۸۹ب
محمد عیسیٰ جونپوری	۲۸۹ب	قاضی شہاب الدین دولت آبادی	۲۹۰
شاہ میاں جیو	۲۹۱	شیخ سعد اللہ	۲۹۱
رزق اللہ	۲۹۱	احمد مجد شیبانی	۲۹۱ب
حمزہ قریشی	۲۹۳ب	شیخ بختیار	۲۹۴ب
داؤد ہرپوری	۲۹۵	شاہ نور	۲۹۵ب
شیخ سعد الدین خیرآبادی	۲۹۵	شیخ حقی	۲۹۵
شیخ مبارک	۲۹۶	اللہ دیہ خیرآبادی	۲۹۶
شاہ سدو مرید شیخ حسام الدین	۲۹۶	راجی سید حامد شاہ	۲۹۶ب
راجی سید نور	۲۹۶ب	حسن طاہر	۲۹۶ب
مولانا الہداد	۲۹۸	شیخ معروف جونپوری	۲۹۸ب
بہاء الدین جونپوری	۲۹۸ب	شیخ عبد القدوس	۲۹۹
شیخ بہورو	۳۰۰	شیخ عبد الغفور	۳۰۰
رکن الدین	۳۰۰ب	اختیار الدین مروانی	۳۰۱ب
سعید خان میانہ	۳۰۱	سید علی بن قوام	۳۰۱ب
ادھن جونپوری	۳۰۲	میاں قاضی خان ظفرآبادی	۳۰۲ب
شیخ محمد حسن	۳۰۲ب	عبد الرزاق جھنجھانہ	۳۰۴
سید ابراہیم ایرجی	۳۰۶ب	عزیز اللہ متوکل	۳۰۷

شیخ برہان کابلی	۳۰۷	جلال الدین کاسی	۳۰۷
فتح اللہ ترین نیلی	۳۰۸ب	شیخ ولی	۳۰۹
سید جیو	۳۰۹ب	شیخ پیارہ	۳۱۰
شیخ طاہا	۳۱۰ب	سید مزمل	۳۱۱
شاہ نعمان	۳۱۱ب	امان پانی پتی	۳۱۲
سلطان جلال الدین قریشی	۳۱۷ب	میر سید عبدالاول	۳۱۸ب
علی بن حسام الدین متقی	۳۲۱ھ	محمد طاہر	۳۲۶
عبدالعزیز حسن طاہر	۳۲۷ب	نظام الدین امبٹھوی	۳۲۸
جلال الدین تھانیسری کابلی	۳۲۸ب	نظام الدین تھانیسری عمری	۳۳۲ب
سید علی غواص ترمذی	۳۳۹	شیخ دانیال	۳۳۹ب
سید محمد مہدی	۳۳۹ب	ملک محمد جائسی	۳۴۱
میاں مہتہ	۳۴۴ب	شاہ کدن	۳۴۴ب
تقی حابک	۳۴۴ب	کبیر جولاہا	۳۴۵
محمد صادق گنگوھی	۳۴۷	عبدالجلیل لکھنوی	۳۴۷ب
محمد اودھی	۳۵۲	عبداللہ انصاری سلطان پوری	۳۵۶ب
عبداللہ نیازی سرہندی	۳۶۰	فضل اللہ برہانپوری	۳۶۲ب
عبدالغفور برہانپوری	۳۶۶	احمد شوریانی	۳۶۹ب
حاجی گگن شوریانی	۳۷۴ب	اخوند سعید	۳۷۵ب
پیر رحمت شوریانی	۳۷۶	شیخ بہوکی عزیز زئی	۳۷۷
بایزید بتک زئی	۳۷۷	شیر خان اچوزئی	۳۷۷ب
صدرالدین وتوزئی	۳۷۸	پائندہ اچوزئی	۳۷۸ب

عبدالقدوس قلندر	۴۹۱	جمال خندان	۴۹۱ب
صدرالدین سیستانی	۴۹۲	احمد معشوق	۴۹۲
علاء الدین بن صدرالدین عارف	۴۹۳	رکن الدین ابوالفتح	۴۹۳
عثمان سیاح	۴۹۶	حاجی چراغ ہند	۴۹۸
شیخ سخائی	۴۹۸	زید بجستانی لاہوری	۴۹۸ب
نجم الدین سیستانی	۴۹۹	کمال الدین رضی	۴۹۹
مخدوم جہانیاں	۴۹۹ب	امیر ماہ بن نظام الدین	۵۰۴
مخدوم اخی راجگری	۵۰۵	سید صدرالدین راجو قتال	۵۰۵
مخدوم سید علم الدین	۵۰۶ب	میر سید برہان الدین	۵۰۸
شاہ عالم	۵۰۸ب	ضیاء الدین رومی	۵۱۳ب
صلاح الدین درویش ملتانی	۵۱۳ب	ضیاء الدین رومی	۵۱۳ب
		صلاح الدین ملتانی	۵۱۴الف
حسن افغان	۵۱۴ب	صلاح الدین درویش	۵۱۴
نجم الدین گجراتی	۵۱۵ب	داؤد ملک	۵۱۵
سماء الدین دہلوی	۵۱۶	قاضی محمود گجراتی	۵۱۶
عبداللہ قریشی	۵۱۷	عبداللہ بیابانی	۵۱۷
ادھن دہلوی	۵۱۸	حاجی عبدالوہاب بخاری	۵۱۷
بہاء الدین مفتی آگرہ	۵۱۸ب	جمال دہلوی	۵۱۸
شاہ حسین ڈھڈہ لاہوری	۵۱۹	سراج الدین سوختہ	۵۱۸ب
		شاہ ارزانی	۵۱۹ب

رکن نہم: سلاسل متفرق

معارج الولایت کے مآخذ

معارج الولایت کے مآخذ کی فہرست بہت طویل ہے، چند نادر کتب کی فہرست یہاں درج کی جاتی ہے:

(۱) مفتاح الطالبین در بیان مناقب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وذکر حوض شمسی وسلطان شمس الدین ۹۴

(۲) انوار المجالس ملفوظات شیخ الاسلام نظام الدین اولیاء جامع خواجہ محمد بن بدرالدین اسحاق ۱۱۸ب

(۳) تحفۃ الابرار وکرامۃ الاخیار ملفوظات شیخ الاسلام جامع خواجہ عزیز الدین صوفی ۱۱۸ب

(۴) رسائل شیخ جنید حصاری ۱۱۶

(۵) بحر المعانی ۱۱۷ب ۱۱۹

(۶) نفائس الانفاس در کلمات شیخ الاسلام ۱۲۴

(۷) ثناء محمدی، صلوٰت کبیر، عنایت نامہ الٰہی، مآثر سادات، تاریخ فیروز شاہی از تصانیف ضیاء الدین برنی ۱۳۴

(۸) ملفوظات شیخ الاسلام جامع خواجہ شمس الدین رہاری ۱۳۴

(۹) خلاصۃ اللطائف از مولانا علی جاندار مرید شیخ الاسلام

(۱۰) دیوان راجا منسوب بہ سید یوسف حسینی دہلوی معروف بہ راجو قتال ۱۳۶

(۱۱) ملفوظات شیخ سعد اللہ کیسہ ۱۴۴

(۱۲) ملفوظات شیخ مینا ۱۴۴

(۱۳) تصانیف شیخ محمد گیسودراز

(۱۴) بحر المعانی، رسالہ دربیان روح، پنج نکات، بحر الانساب (در انساب اہل بیت و نسب آباء خود) دقائق المعانی از تصانیف میر سید محمد بن جعفر مکی حسینی ۱۷۴-۱۷۸

(۱۵) حواشی کنز، حسامی، مفتاح از تصانیف مولانا معین الدین عمرانی ۱۷۸

(۱۶) تحفۃ النصائح از شیخ یوسف ۱۷۸

(۱۷) مناقب الصدیقین ۱۸۶

(۱۸) آداب السالکین ۲۱۰

(۱۹) تاریخ محمدی ۲۱۴

(۲۰) ترجمہ منہاج العابدین از شیخ بدہ ایرچی ۲۱۴

(۲۱) سرور الصدور ملفوظات شیخ حمید الدین ناگوری جامع شیخ فرید الدین ۲۱۵ب

(۲۲) شمائل الابصار ۲۴۹

(۲۳) شمائل الاتقیاء (انتخاب کتب سلوک) نفائس الانفاس ملفوظات شیخ الاسلام مخاطب بہ غریب، رسالہ سلوک، حصول الوصول، اسرار الطریقۃ، احسن الاقوال ملفوظات شیخ خود از تصانیف رکن الدین حماد کاشانی ۲۴۹

(۲۴) مونس الفقراء رسالہ ذکر، حین العاشقین مکتوبات خود از تصانیف نور قطب العالم ۲۵۶

(۲۵) تکمیل در نحو رسالہ ملتمس الاخوان، رسالہ مقامات الساکنہ از تصانیف ابو الفتح علاء الدین قرشی ۲۴۷-۲۸۰

(۲۶) کتاب دہن شرح ضوء مصباح شیخ کبیر از اولاد فرید الدین بن عبد العزیز بن سلطان التارکین ۲۸۱

(۲۷) نورالنبی، تفسیر القرآن، حل تراکیب و بیان معانی و تسہیل بیان فرمودہ و بر قسم ثالث مفتاح نیز شرحی نوشتہ و بر سوانح احمد غزالی نیز شرحی دارد و رسائل و مکتوبات دیگر از تصانیف شیخ حسین ناگوری ۲۸۲

(۲۸) انیس العاشقین، اوراد از حسام الدین مانکپوری ۲۸۳

(۲۹) شرح مصباح و کافیہ و حسامی و بزدوی و شرح رسالہ مکیہ مسمّٰی بہ جمع السلوک در ملفوظات و حالات شیخ بینا از تصانیف سعد الدین خیرآبادی ۲۹۵ب

(۳۰) غایۃ التحقیق شرح کافیہ مشہور بہ شرح صفی شارح صفی الدین مرید سعد الدین مذکور ۲۹۶

(۳۱) مفتاح الفیض و رسائل سلوک از حسن طاہر، م ۹۰۹ھ، ۲۹۶ب

(۳۲) کاسر المخالفین در ردِ حضرت مجدد الف ثانی و اولاد و امجاز آنحضرت

(۳۳) مفتاح الوصول از خواجہ خانو گوالیری ۳۰۰ب

(۳۴) مکتوبات شاہ عبد الرزاق جھنجھانہ ۳۰۴

(۳۵) شرح لوائح از شیخ امان پانی پتی ۳۱۴

(۳۶) ملفوظات سلطان جلال الدین قریشی ۳۱۷ب

(۳۷) تفسیر نظامی، شرح سوانح لامام احمد غزالی، شرح لمعات قدیم و جدید، رسالہ حنفیہ، رسالہ بلخیہ از نظام الدین تھانیسری ۳۲۴

(۳۹) ہدایۃ المہدیین ۳۳۹

(۴۰) سورتھا از ملک محمد جائسی ۳۴۱

(۴۱) رموزات، اسراریہ از عبد الجلیل لکھنوی ۳۴۷

(۴۲) عقد الانبیاء، کشف الغمہ، منہاج الدین، از مولانا عبد اللہ سلطان پوری ۳۵۷

(۴۳) نوادر المعانی، صراط المستقیم از عبد اللہ نیازی ۳۶۰

(۴۴) وسعۃ الشفاعت، تحفۂ مرسلہ، شرح تحفۂ مرسلہ از محمد فضل اللہ برہانپوری ۳۶۲ب

(۴۵) مسلک اعلیٰ (عربی) شرح فارسی تحفہ مرسلہ و شیخ محمد فضل اللہ را شرح عربی است مگر این قدر کہ در آخر اوست بفارسی واقع شدہ از تصانیف عبدالغفور برہانپوری ۳۶۶

(۴۶) مخزن الاسلام لمولانا اخوند درویزہ پشاوری ۳۷۹

(۴۷) جوامع الکلم یعنی شرح اسماء حسنیٰ از میر سید احمد گیسودراز کالپوی ۳۰۷

(۴۸) سراج حکمت، شرح ہدایۂ حکمت، فتاویٰ در فقہ، اربع منازل سلوک از پیر محمد لکھنوی ۴۲۲

(۴۹) مکتوبات، مناظر (انتخاب از کتب شیخ محی الدین ابن عربی) رسالہ در اجوبہ واسولہ داراشکوہ از شیخ محب اللہ الٰہ آبادی ۴۳۳ب

(۵۰) شرح منظوم برطبق درمسائل فقہ جنید موہانی شرح نزہۃ الارواح، سبع سنابل، شرح کافیہ از سید عبدالواحد بلگرامی ۴۷۴ب

(۵۲) ملفوظات شیخ صدرالدین عارف جامع ضیاء الدین ۴۸۴ب

(۵۳) لمعات عراقی ۴۸۷

(۵۴) شرح لمعات از خواجہ خاوری ۴۸۷

(۵۵) نزہۃ الارواح، طرب المجالس، زاد المسافرین، کنز الرموز، ؟؟؟ نامہ، دیوان، سوالات از سید صدرالدین حسینی ۴۸۸

(۵۶) فوائد الفواد ۴۹۲ب

(۵۷) انیس الارواح ۴۹۲ب

(۵۸) مجمع الاخیار ۴۹۵ب

(۵۹) فتاویٰ صوفیہ جامع یکے از مریدینِ شیخ رکن الدین ابوالفتح ۴۹۵ب

(۶۰) سراج الہدایۃ' جامع العلوم از مخدوم جہانیاں بخاری ۵۰۱ ب

(۶۱) حواشی بر لمعات عراقی' مفتاح الاسرار از سماء الدین دہلوی ۵۱۶ ب

(۶۲) تفسیر حاجی عبد الوہاب (عربی) ۵۱۸

(۶۳) مراۃ سکندری ۵۲۵ ب

(۶۴) تاریخ نظامی (طبقات اکبری) ۵۲۵

(۶۵) مناقب الاصفیاء از شاہ شعیب ۵۲۶

(۶۶) تحفۃ المجالس ۵۳۰

(۶۷) مکتوبات معدن المعانی' ارشاد السالکین در اثبات وحدت' شرح آداب المریدین از شرف الدین یحییٰ منیری ۵۲۷

(۶۸) نصاب الاحتساب از ضیاء الدین سنامی ۵۳۵

(۶۹) رسالۂ شطاریہ از عبد اللہ شطاری ۵۳۸

(۷۰) زوارف شرح عوارف' ادلۃ التوحید از شیخ علی پیر گجراتی ۵۴۵

(۷۱) شرح گلشن راز از شاہ شرعی ۵۵۱

(۷۲) روضۃ الحسینی' عین المعانی در شرح اسماء الحسنیٰ' رسالہ سلوک از عیسیٰ سندھی ۵۵۴

(۷۳) وصیت نامہ' شرح آمنت باللہ از شاہ برہان ۵۶۶

(۷۴) ثمرات الحیات' روائح الانفاس ہر دو ملفوظات شاہ برہان ۵۶۶

معارج الولایت میں منقولہ کتب کے متون

عبدی نے معارج الولایت میں بے شمار کتب کے متون نقل کر دیے ہیں' بعض ضخیم کتابوں کی تلخیص کی گئی ہے' اس طرح آج وہ کتابیں جو بالکل مفقود ہیں' معارج الولایت کی بدولت ان کے متن محفوظ رہ گئے ہیں' حسب ذیل تصانیف کے

متون معارج الولایت میں ملخص یا مکمل طور پر مندرج ہیں۔

(۱) سید محمد گیسودرازؒ کی بعض تصانیف کی تلخیص درج کی ہے، جواب شائع ہو چکی ہے۔ ۱۴۵ تا ۱۷۳

(۲) مفتاح الطالبین از محمد مجیر وجیہ ادیب ۱۷۹۔۱۸۰

(۳) صحائف از صدرالدین حکیم

(۴) مکتوباتِ حسام الدین فتح پوری میں سے ایک مکتوب بنام اخی جمشید نقل کیا ہے۔ ۲۱۲۔۲۱۳

(۵) ہدایۃ القلوب یعنی ملفوظات زین الدین داؤد شیرازی جامع میر سید حسین ۲۴۶

(۶) رموز الوالہین (تفسیر) ۲۴۹۔۲۵۶

(۷) انیس الغرباء ۲۵۶۔۲۶۵

(۸) مکتوبات عین العاشقین ۲۵۷ب ۲۶۵ب

(۹) مشاہدات (مقامات السکنہ) از ابوالفتح علاء القرشی ۲۴۷۔۲۸۰

(۱۰) رفیق العارفین ملفوظات حسام الدین مانکپوری ۲۸۳۔۲۸۹

(۱۱) رسالہ اثبات الواحدیۃ از شیخ امان پانی پتی ۳۱۴۔۳۱۷ب

(۱۲) رسالہ در تحقیق نفس و معرفت از میر سید عبدالاول ۳۱۸۔۳۲۱

(۱۳) مجمع البحار از محمد طاہر پٹنی ۳۲۶۔۳۲۷

(۱۴) تفسیر نظامی از نظام الدین تھانیسری ۳۳۴۔۳۳۹

(۱۵) رموزات از عبدالجلیل لکھنوی ۳۴۷۔۳۵۲

(۱۶) رسالۂ سلوک از محمد اودھی کا مکمل متن ۳۵۲۔۳۵۶

(۱۷) منہاج الدین از عبداللہ انصاری سلطانپوری ۳۵۷۔۳۶۰

(۱۸) سوالاتِ احمدی از احمد شوریانی قصوری ۳۶۹۔۳۷۴

(۱۹) مقصود الطالبین و دیگر رسائل از محمد رشید جونپوری ۳۸۳ب۔۳۸۸

(۲۰) تفسیر سورۂ فاتحہ از میر سید محمد کالپوی ۳۸۹۔۴۰۲ب و رسالہ روائح ۴۰۲ب۔۴۰۷

(۲۱) مشاہدات از میر سید احمد گیسودراز کالپوی ۴۰۷ب۔۴۲۲ب

(۲۲) مکتوبات پیر محمد لکھنوی ۴۲۴ب ۴۳۱

(۲۳) شرح فارسی فصوص از محب اللہ آبادی ۴۶۰ب۔۴۶۲

(۲۴) مخزن السالکین و مقصد العارفین از شاہ برہان الدین بیجاپوری مکمل متن ۴۶۳۔۴۷۳

(۲۵) خزانہ جلالی از مخدوم جہانیاں بخاری ۵۰۱ب

(۲۶) رسالۃ المطلوب فی عشق المحبوب از سید امیر ماہ بن نظام الدین ۵۰۴۔۵۰۵

(۲۷) مکتوبات سید علم الدین پلائین ۵۰۶ب۔۵۰۸

(۲۸) تفسیر رحمانی از علی پیر گجراتی ۵۴۵

(۲۹) تفسیر انوار الاسرار (عربی) و عین المعانی در شرح اسماء الحسنٰی از عیسٰی سندھی ۵۵۴

(۳۰) ثمرات الحیات یعنی ملفوظات برہان الدین برہانپوری جامع عاقل خان رازی ۵۶۶۔۵۶۸

(۳۱) البرہان فی تحریم الدخان از حسین مفتی سرہندی ۶۰۴۔۶۰۵

(۳۲) رسالہ در فضیلت انبیاء و اولیاء بر کعبہ (عربی) در ردّ شیخ آدم بنوریؒ از احمد قشاشی مکمل متن ۶۰۶۔۶۴۶

(۳۳) مکتوباتِ محمد حسن (خیالخ) بن حسن طاہر (م ۹۴۴ھ) ۳۰۳۔۳۰۴

(۳۴) رسالہ شاہ عالم گجراتی ۵۰۸ب ۵۱۳ب

(۳۵) مکتوب شیخ عبد الحق محدث دہلوی بنام حضرت مجدد الف ثانی (اعتراضات بر حضرت مجددؒ)

Marfat.com
Marfat.com

معارج الولایت بحیثیت ماخذ

عبدی کا معاصر کوئی ایسا تذکرہ منظر عام پر نہیں آیا جس نے اس کی تصانیف سے استفادہ کیا ہو یا عبدی کی درج کردہ روایات کی تائید یا تردید کی ہو' چار باغ پنجاب مصنفہ گنیش داس وڈیرہ کے قلمی نسخہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب' لاہور کے حاشیہ پر در ضمن ترجمۂ شاہ دولہ دریائی گجراتی' کسی نے شاہ دولہ کے حالات معارج الولایت کے حوالے سے نقل کیے ہیں' متن کتاب سے معارج کے حوالے کا کوئی تعلق نہیں' متاخر تذکرہ نویسوں میں سے مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی تصانیف میں بالخصوص خزینۃ الاصفیاء میں معارج الولایت کے کثرت سے حوالے دیئے ہیں' معارج اور خزینہ کے بعض مقامات کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خزینۃ الاصفیاء کے مصنف نے معارج کا خلاصہ کیا ہے' بالخصوص مشائخ قصور کے حالات معارج اور اخبار الاولیاء سے منقول ہیں' مشائخ کے حالات تو مفتی صاحب نے معارج الولایت سے نقل کر لیے لیکن ان کے سنین وفات خدا معلوم کہاں سے نقل کیے ہیں حالانکہ معارج میں تو ان سنین کا نشان تک نہیں ہے یا مفتی صاحب مرحوم کے پیش نظر معارج کا جو خطی نسخہ تھا اس میں یہ سنین کسی کاتب نے لکھ دیئے ہوں گے۔

بعض مقامات پر مفتی صاحب نے معارج الولایت کے حوالے محض یادداشت پر بھروسہ کرتے ہوئے دیئے ہیں مثلاً حیات المیر یعنی شاہ لطیف برّی کے شیخ کے حالات کے باب میں معارج کا حوالہ دیا ہے حالانکہ معارج میں ان کا ترجمہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

شیخ بہلول دریائی اور شاہ لطیف مرشدانِ شاہ حسین لاہوری سے متعلق مفتی

صاحب نے لکھا ہے:

"صاحب معارج الولایت شیخ بہلول و شاہ لطیف را از مشائخ سہروردیہ شمار نمودہ است"۔[۲۶]

لیکن معارج کے پیش نظر خطی نسخوں سے اس کی تصدیق نہیں ہو سکی بلکہ معارج میں تو ان بزرگوں کا ذکر تک نہیں ہے۔

معارج الولایت پنجاب کی علمی اور روحانی تاریخ کا ایک بنیادی ماخذ ہے۔

معارج الولایت کے نقائص

یہ کتاب قدیم تذکرہ نویسی کی روش پر لکھی گئی ہے' غیر مستند اور سماعی باتیں بغیر نقد و تبصرہ کے نقل کر دی گئی ہیں' مشائخ چشت کے غیر مستند اور منسوب ملفوظات[۲۷]

---

۲۶ مفتی غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ۱/۳۱

۲۷ خواجگان چشت کے اکثر ملفوظات کی اصلیت مشکوک ہے بعض محض منسوب ہیں اس سلسلہ میں کئی محققین نے اپنی تحقیقات سے انہیں محض منسوب ثابت کیا ہے لیکن اس باب میں حضرت سید محمد گیسودرازؒ (المتوفی ۸۲۵ھ) کا ارشاد خصوصیت سے قابل توجہ ہے' آپ فرماتے ہیں کہ "حضرت نظام الدین اولیاء کے ملفوظات میں فقط امیر حسن شاعر کا جمع کردہ مجموعہ ملفوظات "فوائد الفواد" معتبر ہے' باقی تمام مجموعے پادر ہوا ہیں' خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کے ملفوظات کا مجموعہ خیر المجالس مرتبہ حمید قلندر کو مولانا کمال الدین نے حضرت چراغ دہلی کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے کچھ اور کہا تھا۔ لیکن مولانا حمید الدین نے کچھ اور ہی لکھ دیا ہے"۔

خواجہ گیسودرازؒ جوامع الکلم (ملفوظات خواجہ گیسودرازؒ جامع سید محمد اکبر ابن صاحب ملفوظات) میں فرماتے ہیں:

"ملفوظات شیخ نظام الدین کہ امیر حسن شاعر جمع کردہ است آن معتبر است و ملفوظہای دیگر کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے اقتباسات بغیر تردّد و تامل نقل دیئے گئے ہیں' اس کتاب میں منقولہ متون کی فہرست اس سے قبل درج کی جا چکی ہے' ان متون کی نقل و تلخیص کرتے وقت یہ لحاظ نہیں رکھا گیا کہ منقولہ رسالہ یا تصنیف کیا واقعی اسی بزرگ کی ہے؟ کیوں کہ اکثر رسائل متاخرین نے متقدمین صوفیہ کے نام منسوب کر دیئے ہیں۔

سلسلہ مجددیہ کو نظر انداز کرنے اور اس کے خلاف زہر اگلنے سے بھی اس کی علمی حیثیت پر زد پڑتی ہے' مشائخ کے سنینِ ولادت و وفات کا لحاظ نہیں رکھا گیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) از آن شیخ نبشتہ اندہمہ باد ہواست وملفوظی ازان شیخ فرید الدین در اجودہن دیدم کہ آن را نسبت بمولانا بدر الدین اسحاق می کند سر بسرہمہ افتراست میگویند جمع کردہ مولانا بدر الدین اسحاق نیست وفرمودند مولانا محمد نام یارے بود از آن خواجہ چند گاہی امامت پیش خواجہ میکردد و چیزی تعلم داشت' ملفوظی از آن خواجہٓ ماجمع کردہ بود در آن چہ شیخ جانب ٹھٹھہ رفتہ میان یاران خواجہ مشہور شد موزانہٓ جلدی بزرگی شدہ بود چون از ٹھٹھہ باز آمد آن نسخہ پیش شیخ بردند' دید مولانا زین الدین را طلبید' گفت تغاربیار' بآب پُرکن واین را پارہ کن' بشو' پیش خود بشو یایند وملفوظی کہ حمید قلندرجمع کردہ است' مولانا کمال الدین خواہر زادۂ شیخ موازنۂ درجزی پیش شیخ برد' خدمت شیخ دید گفت "من چیزی دیگر گفتہ ام مولانا حمید الدین چیزی دیگر نبشتہ است" بر گرفت برون انداخت' مولانا کمال الدین گفت' از خدمت شیخ نظام الدین ملفوظے یادگار ماندہ است از خواجہ ہم باشد' فرمودند: چہ کنیم فرصت نداریم کہ این را صحیح کنیم۔ سید محمد اکبر حسینی بن خواجہ گیسو درازؒ: جوامع الکلم (ملفوظات خواجہ گیسو درازؒ) (ملفوظ روز چہار شنبہ دوم ماہ رمضان ۸۰۲ھ) صفحہ ۱۳۴۔۱۳۵

ہاں چند متقدمین شیوخ کے حالات کے تحت ان کے سنین وفات ضرور لکھے ہیں اور وہ بھی اخبار الاخیار سے منقول ہیں اور تو اور جن افغان خویشگی مشائخِ قصور کا ذکر کیا ہے کسی بھی شیخ کا سال وفات نہیں لکھا' اپنے دادا شیخ احمد شوریانی قصوری' جد مادری شیخ محمد دتوزئی عرف مامی اور دیگر مشائخ قصور جن کے سنین وفات اس وقت معمولی جستجو سے دستیاب ہو سکتے تھے نظر انداز کر دیا ہے' عبدی نے شیخ محدث کی اخبار الاخیار کو بنیادی ماخذ کی حیثیت سے استعمال کرنے کے باوجود شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تذکرہ نویسی میں جس تبدل' تجدد' انقلاب اور تحقیق کی طرح ڈالی تھی اسے ملحوظ نہیں رکھا۔

جانبدارانہ پہلو

معارج الولایت کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدی نے تقریباً ہر سلسلہ سلوک کے بزرگوں کے تراجم شامل کتاب کیے ہیں لیکن اگر کسی سلسلہ کے شیوخ کے حالات نظر انداز کیے گئے ہیں تو وہ صرف سلسلۂ مجددیہ ہے ہم اس موضوع پر مفصل بحث عبدی کی حضرات مجددیہ سے عداوت کے تحت کریں گے۔

معارج الولایت کے قلمی نسخے

(۱) ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم نے اپنے خطی نسخۂ بہارستان کے ایک ابتدائی سادہ ورق پر لکھا ہے کہ معارج الولایت کا ایک خطی نسخہ مکتوبہ ۱۱۱۱ھ میں نے مولوی غلام رسول ساکن قلعہ میہان سنگھ کے پوتے کے پاس دیکھا تھا' لکھتے ہیں:

> ''اسی مصنف کی معارج الولایت فی مدارج الہدایت نقل ۱۱۱۱ھ در احوال و سیر خواجگان' قلعہ میہان سنگھ میں مولوی غلام رسول کے پوتے کے پاس ہے''۔ [۲۸]

[۲۸] مولوی محمد شفیع: یادداشت برزائد ورق بہارستان' قلمی مخزونہ ذاتی کتب خانۂ شفیع' لاہور

ذخیرہ پروفیسر سراج الدین آذر مرحوم کا قلمی نسخہ بھی ۱۱۱۱ھ کا مکتوبہ ہے ممکن ہے یہ مذکورہ بالا خطی نسخہ ہی ہو جو مرحوم آذر نے وہیں سے خریدا ہو' ہنوز نسخہ' قلعہ میہاں سنگھ تک مؤلف کی رسائی نہیں ہوئی۔

(۲) قلمی نسخہ ذخیرۂ پروفیسر سراج الدین آذر' مخزونہ کتب خانۂ دانش گاہ پنجاب' لاہور نمبر 25H مکتوبہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۱۱۱ھ اوراق ۶۵۵

یہ نسخہ اس وقت تک دریافت شدہ نسخوں میں قدیم ترین ہے ہم نے اپنی اس تالیف میں اسی نسخہ کے مطابق اوراق کے نمبر درج کیے ہیں۔

اس کی ابتداء:

سپاس بی قیاس خداوندی را که عالم را چون بدن و انسان را دران همچو حسنِ انسان یا انسان عین گردانید......الخ

خاتمہ:

خاتمہ میں ۳۷ شعر کا ایک قصیدہ ہے جو خواجگان کی مدح میں لکھا گیا ہے' اس کا آخری شعر یہ ہے:

آن خطای رفته را تصحیح کن
از کرم واللّٰه اعلم بالصواب

(۳) نسخہ پروفیسر حافظ محمود خان شیرانی مرحوم و مغفور مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور نسبت ۶۲۸۱ ناقص الاول ''مخدوم عبداللہ سلطان پوری کے حالات'' سے آغاز ہوتا ہے اوراق ۳۷۵ سطر ۱۶

یہ نسخہ کتابت کے اغلاط سے پُر ہے' نسخہ مذکورہ کا نسخہ آذر سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کی مسخ شدہ نقل ہے' بعض مقامات پر عبارتیں نسخہ شیرانی

سے حذف کر دی گئی ہیں مثلاً ورق ۲۹۷ ب پر عبدی نے اپنے چند اشعار نقل کیے ہیں لیکن نسخہ شیرانی میں اس قصیدہ کا صرف پہلا شعر ہی درج ہے اگرچہ نسخہ شیرانی پر سال کتابت نہیں ہے تاہم نسخہ قدیم معلوم ہوتا ہے۔

(۴) کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب لاہور کے ذاتی کتب خانہ میں معارج الولایت کے صرف دو جز موجود ہیں جو مکتوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی بر اعتراضات حضرت مجدد الف ثانی پر مشتمل ہے' مکتوب کے آخر میں مکتوب پر جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ عبدی ہی کے الفاظ ہیں' یہ نسخہ بخط غلام دستگیر ۱۲۵۹ھ ہے' گویا یہ مکتوب بھی معارج الولایت سے منقول ہے اس لیے ڈاکٹر ایس ایم اکرام کا اسے آزاد خطی نسخہ قرار دینا درست نہیں ہے۔ (رود کوثر صفحہ ۳۶۵)

(۵) پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب علی گڑھ کے ذاتی کتب خانہ میں اس کا ایک نسخہ مکتوبہ ۱۲۸۸ ہجری موجود ہے جس کا انہوں نے اپنی تالیف تاریخ مشائخ چشت اور سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔

ہم نے اپنی کتاب (احوال و آثار خویشگی) ۱۹۷۳ء براستہ کابل پروفیسر خلیق احمد نظامی کو علی گڑھ بھیجی تھی لیکن ۱۹۸۵ء تک جب علی گڑھ میں خدا بخش لائبریری' پٹنہ کی طرف سے تصوف کے نادر مخطوطات پر سیمینار منعقد ہوا تو اس میں پروفیسر نظامی نے معارج الولایت کے اپنے خاندانی خطی نسخہ پر مقالہ پڑھا تو ہماری مرسلہ کتاب کے مطالب بھول چکے تھے' جس میں ہم نے معارج الولایت کے تمام دریافت شدہ نسخوں کا تعارف کروایا تھا' جس میں ان کے مملوکہ نسخہ کا بھی ذکر کیا تھا' تعجب ہے کہ انہوں نے اس سیمینار میں یہ کیسے کہہ دیا کہ ہمارے نسخہ کے سوا باقی نسخے کامل نہیں ہیں' حالانکہ ۱۱۱۱ھ کے مکتوبہ نسخہ ذخیرۂ آذر (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور) اور ذخیرۂ شیرانی کے نسخوں کا بھی مکمل تعارف ہماری

کتاب میں شامل ہے' اس کے باوجود اپنے موخر ترین نسخہ (مکتوبہ ۱۲۸۸ھ) کو اعلیٰ نسخہ کہنا یقیناً خوش فہمی ہے اور پھر یہ بھی لکھنا کہ اقبال مجددی معارج الولایت تک نہیں پہنچ پائے (تصوف برصغیر میں ص ۳۴) مذکورہ قدیم نسخوں کی موجودگی میں اگر نظامی صاحب کے نسخہ (مکتوبہ ۱۲۸۸ھ) تک رسائی نہ بھی ہوتی تو علمی اعتبار سے یہ کوئی قابل گرفت امر نہیں تھا' چونکہ وہ اپنا یہ نسخہ کسی کو دکھاتے نہیں تھے اس لیے ہماری کتاب میں ان کے نسخہ کا مفصل تعارف شامل نہیں ہو سکا' معلوم نہیں نظامی صاحب نے دو معروف بزرگوں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مولانا ابوالحسن زید فاروقی کو اپنا یہ نسخہ کیسے دکھا دیا؟ لیکن یہ حضرات بھی نسخہ کا تعارف نہیں کروا سکے۔ نظامی صاحب نے علمی دنیا کو اپنے ہی مخفی خزانہ کا جس طرح تعارف کروایا ہے اس سے تو اس نسخہ کی کوئی اہمیت واضح نہیں ہوتی۔

تعجب ہے کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے عبداللہ خویشگی کے احوال و آثار پر ہماری کتاب کا حوالہ دینے کے باوجود یہ کیسے لکھ دیا کہ "معلوم ہوا ہے کہ اس کا ایک نسخہ لاہور میں بھی ہے" (تاریخ دعوت و عزیمت ۴/۳۴۶) جب کہ آپ مولف کے احوال و آثار پر پوری کتاب کا ذکر کر رہے ہیں تو یہ بات امر سماعی کے طور پر کیوں لکھی؟

(۷) اسرار مثنوی و انوار معنوی

حسن خان خویشگی اور سعید خان خویشگی کی فرمائش پر لکھی گئی' عرصہ دراز کے قیام اورنگ آباد کے بعد عبدی جب اپنے وطن قصور آیا تو مذکورہ امراء کے اصرار پر اسے لکھنا شروع کیا' اس کے دیباچہ میں عبدی اپنی سات تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”سپاس کبریا آسا خداوندی را که مردمان را بسوی نظم و نثر منقسم ساخت..... از مصنفات وبسیاری از مولفات را تصنیف وتالیف نمودم چنانکه شروح متعدده دیوان خواجه حافظ که موسوم به بحر الفراسة وخلاصة البحر وجامع البحرین وشرح نزہة الارواح که مسمٰی به راحت الاشباح است و مخزن الحقائق شرح کنز الدقائق (و) شرح حروف عالیات و معارج الولایت که در بیان احوال مشائخ ہندوستان ست و امثال آن اغلب عزیزان را در حق این احقر حسن ظن......چون پس از مدتی متمادی از دیار دکن بسوی موطن اصلی خود که قصبه قصور است مراجعت نمودم‘ خلاصۂ خاندان مجد و علا و سلالۂ دودمان عزّ و اعتلا محب زمرۂ ارباب فضل و کمال و طالب جماعة اہل فقر و نوال مقبول درگاہ پیشگی اعنی حسن خان و سعید خان خویشگی بر تحریر شرح مثنوی مولوی معنوی بسیار باعث و مقید کردند وما یحتاج از مواد ضروریه حاضر آوردند...... بنابران تحریر شرح مثنوی مولوی معنوی که

موسوم بہ اسرار مثنوی و انوار معنوی است
ذمہ ہمت خود لازم گردانیدم"۔[۲۹]

خاتمہ میں لکھتا ہے کہ یہ فقط دفتر اول کی شرح ہے:

"این فوائد چند باستدعاء بعضی از احبّا در
شرح دفتر اول مثنوی مولوی معنوی در وقت
مراجعت از دکن بقصبۂ قصور مواطن اصلی
است' تحریر یافت"۔[۳۰]

عبدی نے یہ شرح مکمل کر لی تھی' جناب خلیل الرحمٰن داؤدی کے پاس ہمیں اس شرح کی تیسری جلد دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا' جس کا روٹوگراف ہمارے ذخیرہ مخزونہ کتابخانہ دانش گاہ پنجاب (R.380) میں موجود ہے۔

مآخذ

اسرارِ مثنوی میں عبدی نے اپنی تقریباً سولہ تصانیف کے جابجا حوالے دیئے ہیں (جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی) گویا یہ شرح عبدی کے حالات کا اہم ماخذ ہے' اس کے علاوہ حسب ذیل مستند کتب کے حوالے دیئے ہیں۔

شرح مولانا حسین خوارزمی' لطائف معنوی' شمائل الاتقیاء' شرح مخزن' فوائد عبداللّٰہی' نورالانوار' شرح عقائد' فرہنگ شیخ محمد لار' مناقب العارفین' مدار الافاضل' حواشی بیضاوی' عرائس تصنیف شیخ روزبہان' شرح منہاج' شرح امانی' جامع الاصول' روضۃ الحسینی' انوار اللغات' کشف الانوار' اسرار قاسمی' روضۃ الصفا عوارف' بحر الرائق

[۲۹] عبدی: اسرار مثنوی و انوار معنوی "(مقدمہ)" قلمی مکتوبہ ۱۱۰۷ھ مملوکہ مولانا سید محمد طیب شاہ ہمدانی مدظلہ قصور

[۳۰] عبدی: اسرار مثنوی قلمی ورق ۳۰۵ مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری' لاہور

مرات العارفین از مسعود بک' مؤید الفضلاء' ادات الفضلاء' درۂ فاخرہ' مطالع الانوار' مجمع الانساب' نصیر طوسی' مطولات' کشف الاسرار' فتاویٰ سراجیہ' نظامیہ' شرح امالی' قاموس' شرح النووی' انوار سہیلی' معارج النبوت' معالم التنزیل' نہایہ' شرح حکمت العین' مقصد اقصیٰ از شیخ عزیز نسفی' فتوحات وفصوص' تفسیر رحمانی' مدارک' قاضی عیاض' کشف المحجوب' تفسیر چرخی' رسالہ عشاق بے نوا' بحر المعانی' تحقیقات از خواجہ محمد پارسا' انسانِ کامل از عبدالکریم جیلی' قوت القلوب' عین المعانی' شرح گلشن راز' جوامع الکلم از میر سید محمد گیسودراز' اصطلاحاتِ کاشی' شرح ابن حجر' خلاصۃ المناقب در مناقب سید علی ہمدانی' شرح تاویلات وغیرہم۔

عبدی نے مثنوی کی شرح عموماً تصوف کے رنگ میں کی ہے' مآخذ کی مندرجہ بالا فہرست سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تصوف کی کتنی کتب استعمال کی ہیں۔

مستشرقین کی فروگزاشتیں

سال تصنیف

ہم نے عبدی کی اسرار مثنوی کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے' ساری کتاب میں کہیں سال تصنیف کی صراحت نہیں کی گئی' عبدی نے اپنی تصنیف بہارستان میں جو کہ ۱۱۰۵ھ میں مکمل ہوئی' دو تین مقامات پر اسرار مثنوی کے حوالے دیئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شرح ۱۱۰۵ھ سے بہت پہلے تصنیف ہو چکی تھی' عبدی نے معارج الولایت تصنیف ۱۰۹۶ھ میں جہاں کہیں مثنوی کے اشعار نقل کیے ہیں اپنی عادت کے مطابق ان اشعار کی تفصیل وشرح کے لیے کہیں اسرار مثنوی کا حوالہ نہیں دیا' جس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۰۹۶ھ سے پہلے اس کا وجود نہیں تھا گویا اسرار مثنوی بعد از ۱۰۹۶ھ اور ۱۱۰۰ھ کے درمیان تصنیف ہوئی۔

اسرار مثنوی کے دیباچہ اور خاتمہ میں عبدی نے صراحت کی ہے کہ مدتِ مدید کے قیام دکن کے بعد قصور آیا تو اسرار مثنوی تصنیف کی جیسا کہ قرائن سے بحث کی جا چکی ہے کہ عبدی ۱۰۶۷ھ میں دلیر خان کا ملازم ہوا اور ۱۰۸۱ھ میں دلیر خان کے ہمراہ اورنگ آباد گیا' دلیر خان کی وفات ۱۰۹۴ھ تک عبدی کا قیام اورنگ آباد خود اس کی اپنی تصنیف معارج الولایت سے ثابت ہے جو ۱۰۹۶ھ میں مکمل ہوئی گویا دلیر خان کی وفات ۱۰۹۴ھ کے بعد اس نے اورنگ آباد کو خیر باد کہہ دیا ''مدت متمادی'' سے مراد ۱۰۸۱ھ اور ۱۰۹۶ھ (سال تکمیل معارج الولایت) تک کا زمانہ قیام دکن قیاس کیا جا سکتا ہے۔

گویا ۱۰۹۶ھ کے بعد عبدی قصور آیا تو ۱۱۰۰ھ سے قبل اسرار مثنوی تصنیف کی۔

ای ڈی راس (E.D:Ross) اور براؤن نے اسرارِ مثنوی کے قلمی نسخہ انڈیا آفس لندن مکتوبہ ۹ ربیع الثانی ۱۱۳۳ھ کو مصنف کا خودنوشت نسخہ بتایا ہے' لکھتے ہیں:

"This is presumably an authograph and no other copy seems to be known".[31]

راس اور براؤن کی اسی مندرجہ بالا بے بنیاد قیاس آرائی کو بنیاد بناتے ہوئے مسٹر سی اے سٹوری نے لکھا ہے کہ ۱۱۳۳ھ دوم جلوس محمد شاہ میں عبدی پھر قصور میں نظر آتا ہے' اور اپنی زندگی کے آخری ایام میں قصور میں اپنی اسرار مثنوی تصنیف کرتا ہے گویا سٹوری کے نزدیک عبدی ۱۱۳۳ھ میں بقید حیات تھا' سٹوری لکھتا ہے:

31 Cat. Two Collections of Persian and Arabic Mss. by E.D.Ross and G. Brown. MS. No.56. pp.51-52. London. 1902

In 1133/1720-21 دوم جلوس محمد شاہ he was again at Qasur, evidently towards the end of a long life and there he wrote his اسرارِ مثنوی (Ross-Brown.56)[32]

مذکورہ بالا مستشرقین کی بے بنیاد قیاس آرائیوں کے بارے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ راس اور براؤن نے نہ تو اسرار مثنوی کا ترقیمہ نقل کیا ہے اور نہ ہی ترقیمہ سے یہ صراحت کی ہے کہ عبدی ۱۱۳۳ھ تک بقید حیات تھا تاہم انہوں نے دعویٰ نہیں کیا ہے بلکہ اسے مصنف کی اپنی تحریر بتانے سے پیشتر ''غالباً'' کا لفظ بڑی وضاحت سے لکھا ہے۔

مسٹر سٹوری نے راس اور براؤن کے لفظ ''غالباً'' کی پروا کیے بغیر عبدی کو ۱۱۳۳ھ میں قصور میں بقید حیات اور شرح لکھنے میں مصروف دکھا کر عصرِ حاضر کے سادہ لوح محققین کو غلط راہ پر ڈالا ہے۔

مذکورہ بالا مستشرقین کی قیاس آرائی کے غلط ہونے کے قرائن حسب ذیل ہیں:

(i) اسرارِ مثنوی کے حوالے بہارستان تصنیف ۱۱۰۵ھ میں عبدی نے دیئے ہیں جو اس امر کا قطعی ثبوت ہیں کہ یہ شرح ۱۱۰۵ھ سے پہلے تصنیف کی جا چکی تھی، عبدی بہارستان میں اس شرح کا حوالہ ایک مقام پر اس طرح دیتا ہے:

''تفصیل این معنی از شرح مثنوی و ارشاد الحربی که هر دو از مصنفات این ضعیف اند طلب کن''۔[۳۳]

[32] Storey, Perisn Literature. Vol. I, Part II, pp. 1009-10

[۳۳] عبدی: بہارستان ورق ۴۔ اب، قلمی نسخہ مملوکہ مولوی محمد شفیع مرحوم لاہور

(ii) مؤلف احقر نے قصور میں سید محمد طیب شاہ ہمدانی مدظلہ کے کتب خانہ میں اسرار مثنوی کا نسخہ بخطِ عیسیٰ قصوری مکتوبہ ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۱۰۷ھ دیکھا تھا اگر یہ ۱۱۳۳ھ کی تصنیف ہوتی تو ۱۱۰۷ھ میں اُس کے کتابت ہونے کا کیا مطلب ہے؟ یہ بھی اس کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ شرح ۱۱۰۷ھ سے پہلے تصنیف ہوئی۔

(iii) پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں اسرار مثنوی کا ایک خوشخط قلمی نسخہ موجود ہے۔ جس کا سال کتابت ۲۷ شعبان ۱۱۱۹ھ ہے جو اس کے ۱۱۳۳ھ میں تصنیف ہونے کی نفی کر رہا ہے۔

سٹوری کے منقولہ بالا اقتباس پر اعتماد کرتے ہوئے مارشل اور دیگر محققین یورپ اور اکثر مورخین پاکستان و ہند نے ۱۱۳۳ھ میں عبدی کو بقیدِ حیات لکھ دیا ہے۔ جن کی فہرست نقل کرنا باعث طوالت ہوگا۔

درج بالا مبحث کا نتیجہ یہ ہے کہ اسرار مثنوی بعد از ۱۰۹۶ھ اور ۱۱۰۰ھ کے درمیان تصنیف ہوئی۔

نسخ خطی

اسرار مثنوی کے اب تک مؤلف کو صرف چار خطی نسخوں کا علم ہو سکا ہے۔ جو فقط دفتر اوّل کی شرح ہیں:

(۱) شخصی کتب خانہ سید محمد طیب شاہ ہمدانی مدظلہ خلف سید مبارک علی شاہ مرحوم (ساکن کوٹ مراد خاں قصور) بخطِ عیسیٰ قصوری مکتوبہ ۱۴ جمادی الاول ۱۱۰۷ھ

(۲) پنجاب پبلک لائبریری لاہور مکتوبہ ۲۷ شعبان ۱۱۱۹ھ کاتب کا نام کسی نے مٹا دیا ہے۔ اوراق ۳۰۵ سطر ۲۷ اوراق اوّل اور ۱۷۵ کے بعد ایک یا دو ورق غائب ہیں (نمبر ش ۱۵۲/۸۷ مث۔ معین)

(۳) انڈیا آفس لندن مکتوبہ ۹ ربیع الثانی ۱۱۳۳ھ (Ross-Brown 56)

(۴) کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور پاکستان۔

نیز دیکھئے: فہرست مشترک جلد ۳ صفحہ ۱۶۴۳ (جہاں اس کے چھ خطی نسخوں کی نشاندہی کی گئی ہے) جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ عبدی نے یہ شرح مکمل کر لی تھی اور اس کے دفتر ثالث بھی نشاندہی کی جا چکی ہے۔

(۸) تحقیق المحققین فی تدقیق المدققین

اس کتاب میں فقہ اور تصوف کے بعض اہم اور متنازعہ فیہ اُمور پر بحث کی گئی ہے اس کے حسب ذیل ۳۴ باب ہیں:

(۱) معنی ایمان

(۲) تفاوت درجات ایمان

(۳) ذات وصفات

(۴) ایضاً

(۵) عینیت وعیونت

(۶) اسم اعظم واسم ذات

(۷) مظاہر اسماء ومظہر جامع

(۸) اتصاف ومظاہر بصفات اللہ (کذا)

(۹)، وجود ومعنی آن

(۱۰) مراتب وجود

(۱۱) قرب

۳۴ ایضاً ورق ۸۲ ب

(۱۲) اعتقاد

(۱۳) توحید

(۱۴) صراط مستقیم

(۱۵) اتحاد و اتصال

(۱۶) معرفت

(۱۷) فنا

(۱۸) جمع و تفرقہ

(۱۹) تجلی و استتار

(۲۰) شہود

(۲۱) رؤیت خدا

(۲۲) نور و مراتب آن

(۲۳) مکان و زمان

(۲۴) عقل و حسن (بلا عنوان)

(۲۵) حال عباد

(۲۶) ذکر

(۲۷) مراقبہ

(۲۸) روح

(۲۹) محبتِ خداوند

(۳۰) شوق و اشتیاق

(۳۱) تصوف

(۳۲) شطحیات مشائخ

(۳۳) احوال منصور حلاج

(۳۴) اصطلاحات

ابتداء:

حمد متواتر وثنای متکاثر حضرت خداوندی را......الخ

اس کا ایک قلمی نسخ کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نمبر ۱۲۹۴ میں موجود ہے' سالِ کتابت قیاساً بارھویں صدی ہجری ہے۔

عبدی نے اپنی تصنیف بہارستان (۱۱۰۵ھ) میں اس کا حوالہ دیا ہے' جس سے مترشح ہوتا ہے کہ تحقیق المحققین ۱۱۰۵ھ (سال تصنیف بہارستان) سے پہلے تصنیف ہو چکی تھی' ایک جگہ اس طرح حوالہ دیتا ہے:

"اگر تفصیل معنی توحید خواہی......تحقیق المحققین (را) کہ از مولفات این ضعیف است طلب کن"۔ [۳۵]

ایوانوف (Ivanow) نہ تو مصنف کا زمانہ حیات متعین کر سکا ہے اور نہ ہی کتاب کا مکمل تعارف کروایا ہے' اسی طرح اخبار الاولیاء خطی نسخہ مذکور نمبر ۲۷۳ کا سال تصنیف بھی معلوم نہیں کر سکا اور قیاس آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مصنف بارھویں صدی ہجری کے اختتام یا تیرھویں صدی ہجری کے آغاز تک بقید حیات تھا' [۳۶] حقیقت یہ ہے کہ ایوانوف کی قیاس آرائی بے بنیاد ہے ۱۱۰۵ھ سے قبل تحقیق المحققین تالیف ہو چکی تھی۔

---

۳۵ عبدی: بہارستان قلمی ورق ۱۱۸ ب

۳۶ ایوانوف: کیٹلاگ مخطوطات فارسی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نمبر ۲۷۳

(۹) فوائد العاشقین

ایوانوف کے قول کے مطابق عبدی نے شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی[۳۷] کے رسائل کی تقلید میں یہ کتاب تصنیف کی ہے بلکہ یہ رسائل اس کتاب کا بنیادی ماخذ ہیں، ایوانوف نے کسی خاص رسالے کا ذکر نہیں کیا، فوائد العاشقین کے ۲۴ باب ہیں:

(۱) عشق

(۲) قرب

(۳) طہارت

(۴) حجت عقل

(۵) الوان انوار

(۶) نور شیطان و نور وضو

(۷) اسرار وضو

(۸) رفع حجابات

(۹) سیر دل و عجائب

(۱۰) معنی نفس و دل

(۱۱) تجلی

(۱۲) اسرار کلمہ کن

---

۳۷ برائے شرح حال شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی م ۷۳۶ھ رجوع کنید بہ (۱) لطائف اشرفی جامع نظام غریب یمنی مطبوعہ، فہرس دار الکتب وزارۃ الثقاف، قاہرہ ۱/۴۶ میں شیخ علاء الدولہ سمنانی کا ایک رسالہ بنام "بیان الاحسان لاہل العرفان" خود شیخ سمنانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی موجود ہے، سال تصنیف و کتابت ۱۹ رمضان ۷۱۳ھ۔

(۱۳) عجائب ملک وحکومت

(۱۴) تغیر وقائع سالکان

(۱۵) شرائط خلوت

(۱۶) محاسبہ

(۱۷) طور کہ فوق عقل است

(۱۸) سیر سلوک

(۱۹) احاطہ

(۲۰) روح

(۲۱) دل وحسن

(۲۲) اسم اعظم

(۲۳) صوفیان

(۲۴) متفرقات

آغاز:

الحمد للّٰہ......اما بعد پس میگوید بندۂ ضعیف......الخ

فوائد العاشقین کا ایک قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال (کلکتہ) نمبر(ii) ۱۲۹۴ میں موجود ہے۔[۳۸]

(۱۰) بہارستان شرح گلستان ۱۰۵۰ھ

عالم رؤیا میں عبدی نے شیخ محمد رشید جونپوریؒ کو دیکھا، انہوں نے عبدی سے

[۳۸] ایوانوف: کیٹلاگ مخطوطات فارسی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نمبر ۱۲۹۴/۲

گلستان کی شرح لکھنے کی فرمائش کی، خود تصریح کرتا ہے۔

ناگاہ شبی در واقعہ قطب الاقطاب فرد الاحباب شمس الحق والدین محمد رشید جونپوری قدس سرہٗ دیدم کہ میفرمودند چہ خوش بودی اگر بر گلستان شرحی تحریر نمودندی، بناءً علی ہذا خواستم کہ امر ......مرشد برحق را اطاعت نمایم بر کتاب مذکور شرحی محرر سازم [۳۹]

عبدی نے یہ شرح ۱۱۰۴ھ میں لکھنی شروع کی اور تقریباً ایک سال میں تمام ہوئی، سالِ تکمیل خاتمہ میں ۱۱۰۵ھ لکھا ہے اور وضاحت کی ہے کہ دو تین ماہ میں مکمل ہو گی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی تکمیل میں سات آٹھ ماہ صرف ہوئے، ۱۱۰۴ھ میں گلستان کے مقدمہ کی شرح لکھی، خود کہتا ہے:

چنانکہ درین وقت کہ مارا تحریر شرح او بہارستان وقت خوش است از ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یکہزار ویکصد وچہار سال است [۴۰]

شرح ہذا کے خاتمے میں لکھتا ہے:

"چون کتاب گلستان مملو از لغات غریب و احتمالات عجیب بود واز زمان تصنیف تا این وقت ہیچکس تحقیق او نگشتند کہ

[۳۹] عبدی: بہارستان ورق اول

[۴۰] ایضاً ورق ۲۷

تدقیق او نگردیده واز دست مُلّایان ناقص و فارسی خوانان قاصر محرف شده باشارۂ ہادی مطلق و امر مرشدِ برحق شیخ عبد الرشید جونپوری قدس اللّٰہ سرہ العزیز درینولا کہ سنہ الف مایتہ و خمس ہجری است خواستم کہ بردی شرحی مسمیٰ بہ بہارستان شرح گلستان تحریرنمایم کہ لغات و احتمالات او را بیان کند و اشکال ..... او را عیان نماید' پس بتوفیق الٰہی وامداد رسالت پناہی در دو سہ ماہ از تصنیف او فارغ شدم"۔[41]

کتاب کے اختتام پر شیخ فریدالدین گنج شکرؒ اور شیخ محمد رشید جونپوریؒ کی مدح میں ایک قصیدہ بھی لکھا ہے' جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

عبدئ بیچارہ را قطرہ ز فیضش رسید
قوۃ بازوئ او پنجۂ شیطان شکست

اس شرح کی قابل توجہ اہمیت یہ ہے کہ عبدی نے اس میں جابجا اپنی تقریباً اکتیس (۳۱) تصانیف کے حوالے دیئے ہیں (جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی) گویا خود مصنف کے حالات کا یہ ایک بنیادی ماخذ ہے' اس کے علاوہ دیگر مستند کتابوں کے حوالے بڑی کثرت سے دیئے ہیں جن میں سے چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں:

[41] ایضاً خاتمہ کتاب

مجمع البحار' لوائح جامی' عین المعانی' کنز اللغات' انوار اللغات' مطول شرح جامع الاصول' کشف الاسرار' بحر العلوم' مفردات' کشاف' شرح نووی' روضۃ الاحباب' شرح تاویلات' ترجمہ عوارف' لغات جہانگیری (فرہنگ جہانگیری)' مدار الافاضل' جامع الرموز' بحر الجواہر' منہاج السامعین تصنیف محمد ماہ جونپوری' رفیق العارفین یعنی ملفوظات حسام الدین مانکپوری وغیرہم۔

بہارستان کے صرف دو قلمی نسخے اس وقت تک مؤلف کے علم میں ہیں:

(۱) نسخہ کتب خانہ مولوی ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم لاہور نمبر ۳۱۲ بخطِ سید عنایت ولد حاجی سید نور محمد ساکن موضع لکرورک ۲۹ رجب ۱۱۳۲ھ اوراق ۲۳۷۔ یہ خطی نسخہ اب نیشنل لائبریری' اسلام آباد میں ہے جس کا روٹوگراف (R.381) ہمارے ذخیرۂ مخطوطات کتابخانہ مرکزی دانشگاہ پنجاب' لاہور میں ہے (فہرست مجددی)

(۲) کتب خانہ سید محمد طیب شاہ ہمدانی مدظلہ قصور بخطِ نور احمد بن درویش محمد بن ولی محمد بن عبدالرزاق دوشنبہ ۱۲ ذی قعد ۱۲۲۹ھ

ان کے علاوہ احمد منزوی نے چار مزید خطی نسخوں کے وجود کی نشاندہی کی ہے (فہرست مشترک ۱۴/۹۸)

(۱۱) تحفۂ دوستان شرح بوستان (۱۱۰۶ھ)

بوستان کی شرح سے پیشتر عبدی نے ۱۱۰۵ھ میں گلستان کی شرح لکھی تھی (جس کا مفصل تعارف پیش کیا جا چکا ہے) عبدی بوستان کی شرح کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اس سے پیشتر میں اپنے مرشد طریقت شیخ محمد رشید جونپوریؒ کے حکم سے گلستان کی شرح لکھ چکا ہوں اب میں اپنے بعض احباء اور مخلصین کے کہنے پر

بوستان کی یہ شرح لکھ رہا ہوں چنانچہ لکھتا ہے:

"دریںنولا بعضی از ارباب مودت واهل صداقت التماس نمودند که اگر بر بوستان شیخ سعدی نیز شرحی محرر گردد واز لطف عمیم و فیض صمیم ایشان غریب و عجیب نتواند بود' بناءً (علیٰ) هذا خواستم که بر کتاب مذکور شرحی نویسم که حل اشکال او بیان اعضال نماید و چون تمام رسد...... به تحفۂ دوستان شرح بوستان موسوم نماید"۔ [۴۲]

اس شرح کے خاتمہ میں گلستان کی شرح کا ذکر کرتے ہوئے بوستان کی اس شرح کا سالِ تکمیل ان الفاظ میں تحریر کیا ہے:

"این ضعیف از مدۃ متمادی وعهد متقاضی میخواست که برین هر دو کتاب شرحی لائق و بیانی فائق تحریر نماید ولہٰذا قبل ازیں در سنه الف مایۃ وخمس هجری بعنایت الٰہی وتوفیق نامتناهی بر گلستان شرحی مسمٰی به بهارستان نوشته (بود) و درنیولا که سنه الف ومایۃ وست (می باشد) از تحریر شرح بوستان که موسوم به تحفۂ دوستان است فارغ شدم"۔ [۴۳]

[۴۲] عبدی: تحفۂ دوستان شرح بوستان قلمی دیباچہ

[۴۳] عبدی: تحفۂ دوستان قلمی ورق ۱۴۸۔ا،ب

عبدی نے تحفۂ دوستان کو خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی مدح میں اپنے ایک قصیدہ پر ختم کیا ہے۔

اس شرح کی قابل توجہ اہمیت یہ ہے کہ عبدی نے اس میں جا بجا اپنی اٹھارہ تصانیف کے حوالے دیئے ہیں (جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی) گویا یہ شرح خود مصنف کے شرحِ حال کا بھی ایک بنیادی ماخذ ہے' اس کے علاوہ دیگر مستند مصنفین کی کتابوں کے حوالے بھی بڑی کثرت سے دیئے ہیں جن میں سے چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں:

اوراد الفضائل' عین المعانی' تحفۃ المرسلین' مجمع البحار' شرح عبدالواسع' ادار الافاضل' ادات الفضلاء' عبدالٰہی' لوامع الاشراق' شرف نامہ' جوامع الکلم' بحر الجواہر' کشف المحجوب' روضۃ الاحباب' ملفوظاتِ شیخ برہان الدین' انوار اللغات وغیرہم۔

اس وقت تک مؤلف احقر کو تحفۂ دوستان کے فقط ایک خطی نسخہ کا علم ہے۔ اور یہ خطی نسخہ کتب خانہ مولوی باغ علی مدظلہ شاگرد مولوی نبی بخش حلوائی مرحوم (م ۱۹۴۴ء) لاہور میں موجود ہے[٭٭] جس کا سال کتابت ۲۹ محرم ۱۱۳۵ھ ہے۔

اوراق ۱۴۹ سطر ۱۹ تقطیع "۷×۸×۵" بخطِ نستعلیق شکستہ آمیز ہے' کاتب سید عنایت ولد سید حاجی...... جنگزئی ہے' اس کی کتابت قصور میں ہوئی ہے۔

(۱۲) فوائد موقتہ

عبدی کا یہ رسالہ مختلف مسائل پر مشتمل ہے جس میں ایمان مجمل و مفصل' توحید و ایمان' احکام ایمان' شرائط ایمان' فرائض نماز' ستر زنان' معرفت وقت و قبلہ

٭٭ اس خطی نسخہ کی اطلاع محترم جناب مولانا عبدالحکیم شرف مدظلہ نے دی۔

واجبات نماز، سنن نماز، خاتمہ۔

اس رسالہ کا آغاز اس طرح ہے:

بعد از حمد و سپاس خداوندی که شرایع اسلام
را بر انبیاءؑ...... می نماید......

اس رسالہ کا ایک خطی نسخہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد میں ہے (ش ۸۹۲۱)
(فہرست الفبائی صفحہ ۵۵۸)

دوسرا نسخہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مرحوم کے ذخیرۂ میں ہے۔(فہرست مشترک ۲/۱۱۵۶)

(۱۳) اوراد خویشگی

عبدی نے اوراد پر تین کتابیں لکھی تھیں: اوراد السادات، اوراد النبی اور تلقین المریدین، جن کے اس نے خود بہارستان میں حوالے دیئے ہیں، جن کے وجود سے آج ہم بے خبر ہیں لیکن ایک اور رسالہ جس کا اس نے نام نہیں لکھا، فہرست ساز آقای احمد منزوی نے اسے اوراد خویشگی کے نام سے متعارف کروایا ہے، جس کا خطی نسخہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد میں ہے۔(فہرست مشترک ۳/۱۳۰۴)

(۱۴) تحفۂ بدریہ وہدیۂ قدریہ

عبدی نے اپنی اس کتاب کا ذکر بہارستان میں کیا ہے کہ ولی، غوث اور قطب کی اصطلاحات کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

چون قطب از دنیا نقل کند......واگر تفصیل این معنی خواہی تحفۂ قدریه شرح تحفۂ بدریه که از مصنفات این ضعیف است طلب

Marfat.com
Marfat.com

کن۔(بہارستان، ورق ۱۰اب)

گویا عبدی یہ کتاب بہارستان کی تالیف (۱۱۰۵ھ) سے پہلے لکھ چکا تھا، اس کا ایک خطی نسخہ جامعہ ظہور العلوم اکبریہ سعدیہ، بصیر پور، اوکاڑہ، پنجاب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (فہرست مشترک ۱۳۴۴/۳)

(۱۵) تحفۂ نوریہ

عبدی نے ایک رسالہ فارسی نظم میں کلیات خمس وتنزلات اور دیگر اصطلاحاتِ صوفیہ کے بیان میں لکھا تھا، جس کے مطالب مشکل تھے، اس لیے اس نے خود ہی اس کی نثر میں شرح لکھی اور تحفۂ نوریہ نام رکھا، اس رسالہ کے صرف دو خطی نسخوں کا ہمیں تا حال علم ہے، اول کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد، دوم کتابخانہ جامعہ ظہور العلوم مذکور میں۔ (فہرست مشترک ۱۳۴۲/۳)

(۱۶) شرح کلمات وافیات

اخوند درویزہ پشاوری (۹۵۶-۱۰۴۸ھ) کی معروف پشتو تصنیف مخزن الاسلام کی عبدی نے کلمات وافیات کے نام سے شرح لکھی تھی، اس نے معارج الولایت میں اس کا ذکر کیا ہے (ورق ۳۷۹) اور اس کی تلخیص بھی درج کی ہے، اس نے اخبار الاولیاء میں اس کا ذکر نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرح اس کتاب کی تالیف ۱۰۷۷ھ کے بعد اور ۱۰۹۶ھ سے پہلے لکھی گئی، اس کے تین خطی نسخوں کا ہمیں تا حال علم ہے:

(۱) کتابخانہ مولانا عبد اللہ بمقام اٹک، پاکستان

(۲) کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد

(۳) کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد کے ایک مجموعہ میں ہے۔ (فہرست مشترک ۱۳۲۶/۳)

(۱۷) فواید خردہ در شرح قصیدۂ بردہ

امام بوصیری (ف ۶۹۴ھ) کے مشہور نعتیہ قصیدہ کی عبدی نے فارسی نثر میں یہ شرح لکھی ہے جس میں اس قصیدہ کے پڑھنے کے آداب اور خواص بتائے ہیں' اس کے دو نسخوں کا ہمیں علم ہے:

(۱) کتابخانہ گنج بخش' اسلام آباد

(۲) کتابخانہ محمد بیگ' بھلوال' ضلع سرگودھا (فہرست مشترک ۸/ ۹۷۰)

☆☆☆☆☆

تصانیف عبدی حصہ دوم

حصہ دوم میں عبدی کی ایسی تصانیف کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کے فقط ہمیں نام معلوم ہیں اور ان کے وجود کا ہمیں اس وقت تک علم نہیں ہے' اپنی درج ذیل کتابوں کے حوالے خود عبدی نے جابجا اپنی تصانیف میں دیئے ہیں بعض کتابوں کے نام سے ان کے محتویات ظاہر ہیں اور بعض کی اس نے خود وضاحت کر دی ہے۔

(۱۸) جامع الکلمات

یہ شیخ عبداللطیف برہانپوری متوفی ۱۰۶۶ھ کے مکتوبات بنام یارانِ قصور کا مجموعہ ہے جو داؤد خان حسین زئی کی فرمائش پر مرتب کیا گیا۔

یاران قصور کی وضاحت نہیں کی گئی لیکن غالب گمان یہی ہے کہ شیخ عبداللطیف برہانپوری' عبدی کے دادا شیخ احمد شوریانی قصوری کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے اور ان سے ملنے کے لیے قصور بھی آئے تھے (جیسا کہ ان کے حالات کے تحت گزر چکا ہے) اس لیے یہ مکتوبات شیخ احمد شوریانی ان کی اولاد اور معتقدین کے نام ہوں گے اگرچہ اس کا سالِ تصنیف معلوم نہیں ہے لیکن داؤد خان حسین زئی کے نام سے قبل مرحوم و مغفور لکھا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مجموعہ اس کی وفات کے بعد مرتب ہوا' عبدی نے وضاحت کی ہے کہ مدۃ مدید نواب دلیر خان کی ملازمت کے بعد جب میں دو تین ماہ کے لیے قصور آیا تو اسے اس عرصہ میں عدم فرصت میں مرتب کیا' یہ متیقن ہے کہ یہ مجموعہ شیخ عبداللطیف برہانپوری کی وفات ۱۰۶۶ھ کے

بعد مرتب ہوا کیونکہ عبدی فارغ التحصیل ہو کر ۱۰۶۷ھ میں نواب دلیر خان کا ملازم ہوا اور اس نے خود وضاحت کی ہے کہ میں نواب دلیر خان کی اجازت سے دو تین ماہ اپنے وطن میں گزارنے کے لیے قصور میں آیا تو اسے مرتب کیا' یقیناً عبدی نے شیخ کی وفات کے بعد یعنی ۱۰۷۷ھ سے قبل قصور آ کر یہ مجموعہ مرتب کیا ہو گا' لکھتا ہے:

"بعد ازان از شاہ آباد از نواب صاحب (دلیر خان) رخصت گرفتہ بوطن مراجعت نمودم دو سہ ماہ در وطن گذراندہ شد چون مرحوم و مغفور دائود خان حسین زئی بجد شدہ کہ رقعہ ہائے شیخ عبد اللطیف برہانپوری را کہ بہ بعضی عزیزان نوشتہ اند ترتیبی لائق دہند باوجود عدم فرصت آن رقعات را جمع ساختہ بوجہ احسن ترتیب دادم و آن تالیف را جامع الکلمات نام نہادم"[1]

معارج الولایت میں ہے کہ میں نے ان مکتوبات کو ترتیب دیا اور ان کو موضوع کے اعتبار سے ابواب میں منقسم کیا' لکھتا ہے:

"چون بعضی از مکاتیب بجانب بعضی از یاران قصور نوشتہ بود و بعضی از یاران قصور مستدعی شدہ کہ آن را ترتیبی دادہ (شود) ورسالہ مدون سازد' این ضعیف آن را

[1] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۸ ب ۱۶۹

ترتیب داده ومبّوب نموده چنانکه مکتوبات
عجیب وغریب بحصول پیوسته است"۔[2]

بہر حال ان مکتوبات کا اخبار الاولیاء (۱۰۷۷ھ) میں محولہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ مجموعہ ۱۰۷۷ھ سے پہلے مرتب ہو چکا تھا۔

(۱۹) تلقین المریدین

عبدی نے اخبار الاولیاء، معارج الولایت اور اسرار مثنوی میں اپنی اس تالیف تلقین المریدین کے حوالے دیئے ہیں اخبار اور معارج میں جہاں کہیں بھی اس کا حوالہ آیا ہے اس کے ساتھ یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ تلقین المریدین میری تصنیف ہے لیکن اسرار مثنوی میں ایک جگہ بڑی وضاحت سے اسے اپنی تصنیف بتایا ہے، حوالہ دینے سے پیشتر رومی کا یہ شعر نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس شعر کی مزید شرح کے لیے میری یہ کتاب دیکھو، لکھتا ہے:

پنبہ آن سر گوش سر گوش سراست تا نگردد این گراں باطن گراست

......اگر تفصیل ہر فعل خواہید تلقین المریدین
را کہ از مصنفات این ضعیف است مطالعہ
کنید۔[3]

اخبار الاولیاء (۱۰۷۷ھ) میں تلقین المریدین کے حوالے سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ ۱۰۷۷ھ سے پہلے کی تصنیف ہے۔

تلقین المریدین کے جتنے اقتباسات عبدی کی اپنی تصانیف کے ذریعہ ہم تک

---

[2] عبدی: معارج الولایت ورق ۶۵۶ ب

[3] عبدی: اسرار مثنوی ورق ۶۶ ب قلمی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور

پہنچے ہیں، ہم ان کی موجودگی میں یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ کتاب سلسلۂ چشتیہ کے فضائل، مناقب اور مشائخ خویشگیان کا ایک منظوم تذکرہ ہے۔

پیرو تو عرف پیر کبار کے حالات کے باب میں لکھتا ہے۔

چنانکہ در تلقین المریدین گوید

خدمت مطبخش بداں حالی
پیرو تُو کند چہل سالی
چونکہ ہنگام نزع خواجہ
رسید پیرو تُو بجای خویش
گزید خرقہ خاص برسرش افگند
نور یکچند گشت زو صد چند
چون ز و تُو خوارق عادات
خواستہ قوم بہر مکشوفات
دو کبوتر موافق گفتار
ز آستین دو شیخ شد طیار
قوم را گفت شیخ بعد ازان
چون کہ شد بر ولایتش برہان
جنس این طیر را ضرر ندہید
گر مریدان خاص و آل نبید
ادب طیر نزد خویشگیان
چون اداب حمام روضہ دان
این یکے خوارق از ہزار بود

خوارقش را کجا شمار بود[۴]

شیخ بنجو پشاوری (متوفی ۱۰۷۳ھ) کے حالات کے باب میں لکھتا ہے:

گر نظر رانھی به پیشانی
نام او را نصیر گردانی
... به بینی نهی محمود است
این روایت ز خواجه مودود است
یافته هر دو زنزد خواجهٔ بزرگ
ازهمه شغلهای رتبه سترگ
بلک فرمود بعد درك دواج
روح مارا ازین دو شد معراج[۵]

ایک اور مقام پر اخبار الاولیاء میں لکھا ہے:

در تلقین المریدین گوئید:

ذکر طوطئ هند شام و سحر
قطب عالم فرید گنج شکر
نام آن قطب ورد جانوران
حرز جان و امان آدمیان[۶]

اخوند درویزہ کے ترجمہ کے ضمن میں سلسلہ چشتیہ کے متعلق لکھا ہے:

در تلقین المریدین گوید:

---

۴ عبدی: معارج الولایت ورق ۵۴۱ الف۔ب

۵ ایضاً ورق ۴۷۶ ب

۶ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۱۹

سلسلہ چشت مذہبش نعمان
در سلاسل مذاہب آمد جان
بلک جان نازك و وسیع بود
آسمان در زمین رفیع بود
بلک این سلسلہ ز نعمان است
پور او ہم مرید ایشان است [۷]

اس کے علاوہ بھی اخبار الاولیاء میں تلقین المریدین کے اقتباسات درج ہیں۔[۸]

(۲۰) تلقین الطالبین

بہارستان (مصنفہ بسال ۱۱۰۵ھ) میں مندرج واقعہ حضرت یونس علیہ السلام کے سلسلہ میں عبدی نے اپنی تصانیف اوراد النبی اور تلقین الطالبین کے حوالے اس طرح دیے ہیں:

"اگر تفصیل این معنی خواہی اوراد النبی و تلقین الطالبین را کہ ہر دو از مولفات این ضعیف اند طلب کن"۔[۹]

قیاس یہی ہے کہ تلقین الطالبین میں عبدی نے ایک طالبِ صدق و یقین کے لیے روزمرہ کے معمولات وغیرہ جمع کیے ہوں گے' بہارستان میں تلقین الطالبین کے محولہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب ۱۱۰۵ھ سے قبل تصنیف ہوچکی تھی۔

---

۷ ایضاً ورق ۱۹۷

۸ ایضاً ورق ۱۹۸ اب ۱۹۹

۹ عبدی: بہارستان ورق ۲۳۲

(۲۱) اوراد السادات

عبدی اپنی ابتدائی زندگی میں ہی ورد وظائف اور دیگر ادعیہ پڑھنے کا عادی تھا۔[۱۰] جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس سے چند اوراد کی اجازت ضرور حاصل کی (تفصیل شیوخ عبدی کے تحت گزر چکی ہے) عبدی نے اپنی جن تصانیف کے حوالے دیئے ہیں۔ ان میں تقریباً پانچ کتابیں اوراد و وظائف پر مشتمل ہیں۔

ذکر نفی و اثبات اور ذکر اسم ذات وغیرہ کے سلسلہ میں بہارستان میں عبدی نے اوراد السادات کا حوالہ دیا ہے[۱۱] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۱۱۰۵ھ سے پہلے لکھی جا چکی تھی۔

اسرار مثنوی میں رومی کے ذیل کے شعر کے تحت اس کا حوالہ اس طرح آیا ہے:

پنبہ اندر گوش حس دون کنید
بند حس از چشم خود بیرون کنید
"اگر تفصیل آن خواہی اوراد السادات را کہ
ازمولفات این ضعیف است طلب کن"۔[۱۲]

چونکہ اوراد السادات اسرار مثنوی میں محولہ ہے' اس لیے اوراد کا یہ مجموعہ ۱۱۰۰ھ (سال تصنیف اسرار مثنوی) سے قبل مرتب ہو چکا تھا۔

۱۰۔ عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۱ اب

۱۱۔ عبدی: بہارستان ورق ۱۱۸

۱۲۔ عبدی: اسرار مثنوی ورق ٦٦

(۲۲) اوراد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے' اوراد کی کتاب ہے' تلقین الطالبین اور اس کا حوالہ بہارستان میں یکجا آیا ہے [۱۳] اقتباسِ حوالہ تلقین الطالبین کے تحت نقل کیا جا چکا ہے' اوراد النبی کے بہارستان میں محولہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ۱۱۰۵ھ سے پہلے مرتب ہو چکی تھی۔

(۲۳) مقصود السالکین

ذکر نفی واثبات و ذکر اسم ذات و ذکر اسماء الحسنٰی کی مزید تفصیل کے سلسلہ میں عبدی نے بہارستان میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ [۱۴] جس سے ہم یہ تعین کر سکتے ہیں کہ یہ بھی ۱۱۰۵ھ سے پہلے کی تالیف ہے۔

(۲۴) حصول الوصول

عبدی نے معارج' اسرار مثنوی اور بہارستان میں اس کے حوالے دیئے ہیں' معارج الولایت میں عبدی نے شیخ جنید موہانیؒ [۱۵] (متوفی ۱۰۴۸ھ) کا سماع کے

---

[۱۳] عبدی: بہارستان ورق ۲۳۲ب

[۱۴] ایضاً ورق ۱۱۸

[۱۵] برائے شرح حال شیخ جنید موہانی رجوع کنید بہ

(۱) کمال محمد سنبھلی م بعد ۱۰۷۴ھ: اسراریہ بحوالہ نزہۃ الخواطر جلد ۵ صفحہ ۱۱۸

(۲) اشرف وجیہ الدین: بحر زخار (۳) عبدیؒ: معارج الولایت میں ہے:

"او (شیخ جنید) را تصانیف بسیار است وازان جملہ کتابی است منظوم بر طبق نام کہ او را شرح تیز خود نوشتہ بغایت...... مستحسن است و حاوی اکثر مسائل فقہ است"۔ (معارج ورق ۲۶۲ب)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

متعلق ایک قول نقل کیا ہے کہ بعض اذکار کا حصول سماع کے بغیر ممکن نہیں اور اس قول کی مزید توجیہ کے لیے اپنی کتاب حصول الوصول کا حوالہ دیا ہے' لکھتا ہے:

"(شیخ جنید موہانی) در سماع غلو تمام داشتی وفرمودی کہ بعضی از اقسام ذکر اند کہ آنرا بغیر از سماع حاصل نتوان کرد وآن ذکر بدلائی است وجز آن چنانکہ شرح آن در حصول الوصول کہ از مولفات این ضعیف است مسطور است"۔[16]

بہارستان میں ذکر نفی و اثبات' ذکر اسم ذات و ذکر اسماء حسنٰی کی شرح کے سلسلہ میں حصول الوصول کا حوالہ بھی دیا ہے'[17] عبدی نے اسرار مثنوی میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔[18]

حصول الوصول کے جن سیاق وسباق کے ساتھ عبدی نے حوالے دیئے ہیں ان کی موجودگی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب ورد و وظائف' اذکار و اشغال اور سماع کے مسائل پر لکھی گئی ہے۔

معارج الولایت میں حصول الوصول کے محولہ ہونے سے ظاہر ہے کہ یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۴) غلام سرور لاہوری' مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۸۱

(مفتی صاحب نے سال وفات بغیر کسی حوالے کے ۱۰۷۸ھ لکھا ہے' ہم نے ان کے معاصر ماخذ اسرار یہ کو ترجیح دی ہے۔

۱۶ عبدی: معارج الولایت ورق ۴۶۲ ب

۱۷ عبدی: بہارستان ورق ۱۱۸

۱۸ عبدی: اسرار مثنوی ورق ۲۶

کتاب ۱۰۹۶ھ (سالِ تکمیل معارج) سے پہلے تصنیف ہو چکی تھی۔

(۲۵) جامع الحقائق

عبدی نے اپنی تصانیف شرح کلماتِ وافیات (شرح مخزن الاسلام)، اسرارِ مثنوی اور بہارستان میں جامع الحقائق کے حوالے دیئے ہیں، معارج الولایت میں عبدی نے اخوند درویزہ کے حالات کے باب میں شرح کلمات وافیات کے چند اقتباسات نقل کیے ہیں، جن میں جامع الحقائق کا حوالہ بھی آیا ہے[۱۹] شاید اختصار کے پیش نظر جامع الحقائق کے ساتھ اسے اپنی تصنیف نہیں لکھا تاہم اپنی دیگر دو کتابوں اسرارِ مثنوی اور بہارستان میں اس نے بڑی وضاحت سے اسے اپنی تصنیف بتایا ہے:

> "ملک الموت منتظر شود ایں قید بروی ورقی از شجره که در تحت عرش است که بروی اسم آن شخص مکتوب است پس دران زمان روح او را قبض کند و تفصیل این مقدمه از جامع الحقائق که از مولفات این ضعیف است طلب کن"۔[۲۰]

اسرار مثنوی میں مولانا رومی کے اس شعر کی شرح کرتے ہوئے اس کا حوالہ اس طرح دیتا ہے:

> لیک بهر آنکه روز آیند باز
> بر نهد بر پارشان بند دراز

[۱۹] عبدی: معارج الولایت ورق ۳۸۱

[۲۰] عبدی: بہارستان ورق ۲۲۶

یعنی لیکن برای آنکه ارواح در روز باز آیند و
در آنجا نمانند بر پای ایشان بند دراز نهند و
آن چنانکه در اخبار است رسیمان است که
یک سرا او باارواح متعلق بود و سرا وباتن
چنانکه رشته در پاء جانوری کنند و بگذارند
واگر روح را باتن رسیمان مقید نکنند ہرگز
بسوی بدن عدد ننماید و در زمان موت او ان
رسیمان را قطع کنند بنا بر آن باز نیاید
وتحقیق این مقدمات (در تالیف) این ضعیف
که موسوم بجامع الحقائق است طلب کن"۔ [۲۱]

عبدی نے جامع الحقائق کے اپنی تصانیف میں جن سیاق وسباق کے ساتھ حوالے دیئے ہیں' ان کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب احوالِ الآخرۃ وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہوگی۔

جیسا کہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ عبدی نے جامع الحقائق کا شرح کلماتِ وافیات میں حوالہ دیا ہے اور پھر اس شرح کی اس نے معارج میں تلخیص بھی درج کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شرح ۱۰۹۶ھ (سال تکمیلِ معارج) سے بہت پہلے تخمیناً ۱۰۸۲ھ میں تالیف ہو چکی تھی۔

(۲۶) فوائد الطالبین

فوائد الطالبین کا حوالہ عبدی نے صرف بہارستان میں دیا ہے [۲۲] کتاب کا

۲۱ عبدی: اسرار مثنوی ورق ۴۳ ب ۴۴

۲۲ عبدی: بہارستان ورق ۱۹۲

موضوع نام سے واضح ہے' بہارستان میں اس کا حوالہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ کتاب ۱۱۰۵ھ سے پہلے کی تصنیف ہوئی۔

(۲۷) مظہر الوجود و مظہر الشہود

اس کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے مسائل پر ہے لیکن جس سیاق وسباق کے ساتھ اس کا حوالہ عبدی نے دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں مذکورہ مسائل کے علاوہ اصطلاح پنج پیر اور تصرفِ اولیاء پر بھی بحث کی گئی ہے' عبدی اس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:

> "اگر تفصیل این مقدمه (پنج پیر و تصرفِ اولیاء) خواہی رساله مظہر الوجود و مظہر الشہود که از مولفاتِ این ضعیف است طلب کن"۔[۲۳]

ڈاکٹر محمد شفیع نے اپنے قلمی نسخہ بہارستان کے ایک زائد ورق پر انہیں دو مختلف رسائل شمار کیا ہے۔ لیکن مؤلف احقر کے نزدیک یہ ایک ہی رسالہ ہے۔

عبدی نے اس رسالہ کا حوالہ بہارستان (تصنیف ۱۱۰۵ھ) میں دیا ہے' جس سے ظاہر ہے کہ یہ رسالہ ۱۱۰۵ھ سے پہلے لکھا گیا۔

(۲۸) محرقاۃ الرفضۃ

نواب دلیر خان کی فرمائش پر عبدی نے یہ کتاب تالیف کی' اخبار الاولیاء میں اس کے متعلق لکھتا ہے:

> "چون نواب (دلیر خان) را از صحبة رفضۂ

۲۳ عبدی: بہارستان ورق ۴۵ ب (متن میں مؤلفات کی بجائے مؤلفان کتابت کی غلطی ہے۔

ملعونہ خارِ شبہ در خاطر خلیدن گرفت
وبجہۃ تحریر رسوخ اعتقاد اہل سنت
وجماعت ودفع شبہات اہل ہوا و بدعت
اشارتی کرد' محرقات الرفضۃ محرر نمودم'
مختصر بغایت مستحسن بوجود آمد ہر کہ
دید پسندید وبعین عنایت ملحوظ گردایند"۔[۲۴]

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب دلیر خان شاہ شجاع بن شاہ جہان کی بغاوت ناکام بنا چکا تھا' یہ بغاوت اکتیسویں سال جلوس شاہ جہان ۱۰۶۸ھ میں ہوئی اس کے بعد دلیر خان کو آسام کی تسخیر کے لیے بھیجا گیا' گویا اس کی تصنیف کا زمانہ بغاوتِ شاہ شجاع اور تسخیر مذکور کے درمیان ہے' یعنی بعد ۱۰۶۸ھ اور پھر اخبار الاولیاء (۱۰۷۷ھ) میں اس کا ذکر موجود ہونے کا مطلب تو واضح ہے کہ "محرقاۃ الرفضۃ" ۱۰۷۷ھ سے قبل تصنیف ہو چکی تھی۔

محرقاۃ الرفضۃ نہ صرف دلیر خان کے مذہبی نظریات کی آئینہ دار ہے بلکہ خود عبدی کے بھی احساسات' مذہبی جوش اور نظریات کی غمازی کرتی ہے۔

(۲۹) محاکمات العلماء فی اختلاف الصوفیہ والفقہاء

عبدی نے بہارستان میں سعدی کے اس قول کی شرح کرتے ہوئے اس کا حوالہ اس طرح دیا ہے:

"رہبری بدست این مطرب توبہ کردم کہ بقیہ
عمر خویش گرد سماع نکردم" (سعدی) اگر
تفصیل اباحۃ سماع خواہی منہاج السامعین

---

[۲۴] عبدی: اخبار الاولیاء ورق ۱۶۴ اب (متن میں اہل ہوا کی بجائے اہل ہنود ہے جو کتابت کی غلطی ہے)۔

را کہ از مصنفاتِ شیخ محمد ماہ جونپوری
است و محاکمات العلماء فی اختلاف
الصوفیہ والفقہاء را کہ از مولفات این ضعیف
است طلب کن"۔[۲۵]

عبدی نے اباحتِ سماع کے باب میں اس کا حوالہ دیا ہے جس سے مترشح ہوتا ہے کہ اس کتاب میں صوفیہ اور فقہا کے درمیان جن اختلافات کا عبدی نے ذکر کیا ہے ان میں ایک باب مسئلہ اباحت و حرمت سماع بھی ہوگا۔

حضرت مجددؒ نے اپنی تحریرات عالیہ میں سماع کی مخالفت فرمائی ہے یقیناً حضرت شیخ مجددؒ سے متعلق اس کتاب میں بھی عبدی نے اپنے ان ہی مجروح خیالات کا اظہار کیا ہوگا جو وہ اپنی دوسری مذکورہ تصنیف معارج الولایت میں کر چکا ہے۔

بہارستان میں اس کے محولہ ہونے سے اس کا سال تالیف قبل ۱۱۰۵ھ واضح ہے۔

(۳۰) راحۃ الاشباح فی شرح نزہۃ الارواح

نزہۃ الارواح، سید صدر الدین ملقب بہ سید حسینی[۲۶] کی معروف ترین تصنیف

---

۲۵ عبدی: بہارستان ورق ۹۴ب

۲۶ سید حسینی (صدر الدین) کے حالات مطبوعہ اور متعارف تذکروں میں مل جاتے ہیں، معارج الولایت میں ہے:

"لقب او سید حسینی و لقب پدرِ نجم الدین است مرید و خلیفہ شیخ بہاء الدین زکریا است......پدرِ خویش در ملتان رسید و ملازمت حضرت شیخ را دریافت......وخود بشرف ارادۂ حضرت شیخ مشرف گشت سہ سال در خدمت بکسب وریاضت مشغول گشت......چون حضرت از جہت قضیہ محضر شیخ جلال الدین تبریزی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے، عبدی نے نزہۃ الارواح کی شرح راحۃ الاشباح کے نام سے لکھی ہے جس کے چند اقتباسات اس نے معارج الولایت میں نقل کیے ہیں، [۲۷] اپنی شرح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"این ضعیف بر نزہۃ الارواح شرحی نوشتہ کہ مسمّی بہ راحۃ الاشباح فی شرح نزہۃ الارواح است......این کلمات چند بطریق اجمال نقل افتاد واگر تفصیل خواہی، راحۃ الاشباح را طلب کن"۔ [۲۸]

معارج کے علاوہ اسرار مثنوی کے دیباچہ میں بھی عبدی نے راحۃ الاشباح کا حوالہ دیا ہے، معارج میں اس کے محولہ ہونے سے مترشح ہوتا ہے کہ راحۃ الاشباح ۱۰۹۶ھ (تکمیل معارج) سے پہلے تصنیف ہو چکی تھی۔

(۳۱) مبیّنات اشراق اللمعات

شیخ فخر الدین عراقی کی شہرۂ آفاق تصنیف لمعات کی عبدی نے بھی مبیّنات

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) بدہلی تشریف بردہ بود خدمت سید حسینی بخدمت ایشان بود وچون از دہلی بہ ملتان مراجعۃ کردند از حضرت شیخ بجانب خراسان رخصت یافت وچون در شہری ہری رسید در انجا سکونت گرفت وہمانجا مدفون گشت......او را تصانیف بسیار است چنانکہ نزہۃ الارواح وطرب المجالس وزاد المسافرین وکنز الرموز وسی نامہ ودیوان وسوالات کہ برآن شیخ محمود شبستری گلشن راز نوشتہ از سید محمد حسینی است"۔ (ورق ۲۸۷ ب)

۲۷ ایضاً معارج ۲۸۸۔۲۹۰

۲۸ ایضاً ورق ۲۸۷ ب

اشراق اللمعات کے نام سے شرح لکھی تھی، عراقی کے حالات کے باب میں اپنی اس شرح کا حوالہ اس طرح دیتا ہے:

"این ضعیف را شرحی است بر لمعات مسمّٰی به مبیّنات اشراق اللمعات کہ بغایت مستحسن وموزون برای طول فوائد او را درین جا نقل نکرد واگر تحقیق لمعات خواہی مبیّنات را طلب کن"۔[۲۹]

لمعات کی اس شرح کے معارج میں محولہ ہونے سے اس کا سال تصنیف ۱۰۹۶ھ (تکمیل معارج) سے قبل قرار دیا جا سکتا ہے۔

(۳۲) شرح حروف عالیات

یہ ملک محمد جائسی[۳۰] کی کتاب اکھروتی کی فارسی شرح ہے، عبدی نے

۲۹ عبدی: معارج الولایت ورق ۴۸۴

۳۰ ملک محمد جائسی پر اردو میں مستقل کتابیں موجود ہیں، معارج الولایت میں ہے:

"او را شیخ محمد جائسی نیز گویند ولقب اومحقق ہند معروف است مرید و خلیفه شیخ الہداد، مرید شیخ محمد مہدی است آنچه از کلام او مفہوم می شود ہمیں است وبعضی گفته که مرید شیخ مبارک بودله است واز شیخ الہداد استفسار واسترشاد نموده بنا بران در کتب خویش مدح او بسیار کرده است و عقیده او عقیده مہدویه نیست وآنکه گفته مصراع

سیّد محمّد مہدی سانچا

یعنی سید محمد ہادی ومہدی براستی نه آنکه مہدی موعود است......الخ۔ (ورق ۳۴۱ب)

معارج الولایت میں سید محمد مہدی جونپوری، ملک محمد جائسی اور شیخ دانیال کے تراجم کے تحت اور اسرار مثنوی میں اس کے حوالے دیے ہیں۔

ملک محمد جائسی کے چند سورتھ معارج میں نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"این چند سورتھ درین جا باجمال معنی نقل کرده شد واگر تفصیل خواهی شرح حروف عالیات یعنی شرح اکهروتی را که از مصنفات این ضعیف است طلب کن"۔[۳۱]

اسرارِ مثنوی کے دیباچہ میں بھی اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔[۳۲] ایک اور مقام پر اس سورتھ کی مزید شرح کے لیے اس کا حوالہ اسرارِ مثنوی ہی میں اس طرح دیتا ہے:

"اگر تفصیل این مقدمه خواهی در شرح حروف عالیات درمعنی این بیورتھ که ۔
بودنده سمندیهه اجرج کا سو کهون
حسیه هراسون هران محمد انبیه آب مهین[۳۳]

اگرچہ اس شرح کا سال تصنیف معلوم نہیں ہے تاہم معارج میں اس کے محولہ ہونے سے اس کا زمانہ تصنیف قبل ۱۰۹۶ھ (تکمیلِ معارج) قرار دے سکتے ہیں۔

(۳۳) روائح شرح لوائح

مولانا جامی کی معروف تصنیف لوائح کی عبدی نے روائح کے نام سے شرح لکھی تھی، عبدی نے اسرار مثنوی میں اس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

۳۱۔ عبدی: معارج الولایت ورق ۳۴۱ تا ۳۴۲

۳۲۔ عبدی: اسرار مثنوی ورق اوّل نسخہ قصور

۳۳۔ عبدی: اسرار مثنوی ورق ۲۱۸ قلمی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور

"(برای) تحقیق این مقدمه (بحث لفظ وجود)
از روائح شرح لوائح که از مصنفات این
ضعیف است طلب کن"۔ [۳۴]

روائح کا اسرار مثنوی میں محولہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ شرح ۱۱۰۰ھ سے قبل لکھی جا چکی تھی۔

(۳۴) فوائد العارفین

عبدی کے شیخ مولانا محمد رشید جونپوریؒ نے اپنے فرزند شیخ عبدالحمید (ف ۱۰۸۶ھ) کے لیے احیاء العلوم کے بعض مقامات کا عام فہم فارسی میں زاد السالکین کے نام سے ترجمہ کیا تھا جس کی عبدی نے فوائد العارفین کے نام سے تلخیص کی تھی، معارج الولایت میں لکھتا ہے:

"آن حضرت را کتابی دیگر است مسمّٰی به
زاد السالکین که ترجمه بعضی مواضع احیاء
ست برائے شیخ عبد الحمید بعبارتی ساده
تحریر فرموده واین ضعیف مختصری از وی
بر آورده که موسوم به فوائد العارفین است
بغایت مستحسن واقع شده"۔ [۳۵]

فوائد العارفین ۱۰۸۳ھ (سالِ وفات شیخ محمد رشید جونپوریؒ) سے قبل تصنیف ہو چکی تھی۔

---

۳۴ ایضاً ورق ۱۸۵ ا ب ۱۸۶

۳۵ عبدی: معارج الولایت ورق ۳۸۲ ب

(۳۵) جامع البحرین شرح دیوان شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

بقول ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم عبدی نے بہارستان میں اس شرح کا حوالہ دیا ہے[۳۶] لیکن مؤلف احقر نے بہارستان کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اس میں اس شرح کا نام نظر سے نہیں گزرا' ہاں جامع البحرین شرح دیوان حافظ کا عبدی نے بہارستان میں جابجا حوالہ دیا ہے' مولانا مرحوم نے تو بہارستان کا بغور مطالعہ فرمایا ہو گا ممکن ہے کسی ایسے مقام پر اس کا حوالہ آیا ہو جہاں راقم کی نظر نہیں گئی ویسے مولانا مرحوم نے اس شرح کے نام کے بعد سوالیہ نشان جلی قلم سے ڈالا ہے' یا تو یہ سوالیہ نشان دیوان حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے محض منسوب ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے یا بہارستان کے مقام حوالہ کی طرف۔

(۳۶) مخزن الحقائق شرح کنز الدقائق

فقہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کی عبدی نے فارسی میں شرح مخزن الحقائق کے نام سے کی تھی' اسرار مثنوی کے دیباچہ میں اس نے اس کا حوالہ دیا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرح ۱۱۰۰ھ (سال تالیف اسرار مثنوی) سے پہلے تصنیف کی تھی۔

(۳۷) بحر زخار شرح ہدایہ

فقہ کی معروف کتاب ہدایہ کی عبدی نے بحر زخار کے نام سے شرح لکھی تھی' بہارستان میں اس شرح کا حوالہ دیتے ہوئے ایک مقام پر لکھتا ہے:

"در بحر زخار که شرح هدایه ازمصنفات این ضعیف است آورده که......"[۳۷]

---

۳۶ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم: یادداشت بر زائد ورق بہارستان مخزونہ کتب خانہ مولانا مرحوم' لاہور

۳۷ عبدی: بہارستان ورق ۱۰اب' ۲۳۵ب

بہارستان (۱۱۰۵ھ) میں اس کے حوالے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شرح بھی ۱۱۰۵ھ سے قبل لکھی جا چکی تھی۔

(۳۸) فوائدِ لالی شرح قصیدہ امالی

قصیدہ امالی عقائد کی ایک منظوم عربی کتاب ہے جس کی عبدی نے فارسی میں شرح لکھی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ شرح عبدی نے نثر میں لکھی تھی یا نظم میں؛ پیغمبر اور برگزیدہ لوگوں کے قاتلین پر لعن طعن کرنے کے باب میں عبدی نے اسرار مثنوی میں اپنی اس شرح کا ذکر اس طرح کیا ہے:

"تفصیل این مسئلہ از فوائد لآلی شرح قصیدہ امالی کہ از مصنفات این ضعیف است طلب کن باید کرد"۔[۳۸]

اسرار مثنوی میں اس شرح کے محولہ ہونے سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ شرح ۱۱۰۰ھ سے پہلے لکھی جا چکی تھی۔

(۳۹) معجز شرح موجز

عبدی نے موجز کی شرح معجز کے نام سے لکھی تھی؛ اس کا حوالہ بہارستان میں اس طرح دیتا ہے:

"......چنانکہ در معجز شرح موجز است کہ از مولفات این ضعیف است"۔[۳۹]

یہ بھی قبل ۱۱۰۵ھ (سالِ تصنیف بہارستان) کی تالیف ہے۔

۳۸۔ عبدی: اسرار مثنوی ورق ۲۰۲ب

۳۹۔ عبدی: بہارستان ورق ۱۴۷ب

(۴۰) شرح نو بہار

نور بہار کی شرح کا حوالہ حروف ابجد کی مزید توضیح کے سلسلہ میں بہارستان میں اس طرح دیتا ہے:

"اگر تفصیل معنی حروف وابجد خواہی شرح نوبہار را کہ از مولفات این ضعیف است طلب کن"۔[۴۰]

یہ بھی قبل ۱۱۰۵ھ (سال تصنیف بہارستان) کی تالیف ہے۔

(۴۱) اسرار الٰہی

(۴۲) مزرعۃ الآخرۃ

(۴۳) سلسلۃ الذہب

(۴۴) مظہر العجائب

(۴۵) مظہر الغرائب

ان پانچ تصانیف (نمبر ۴۱ تا ۴۵) کا حوالہ عبدی نے بہارستان اور اسرار مثنوی میں دیا ہے' ان کے حوالے عبدی نے جس سیاق وسباق کے ساتھ دیئے ہیں' ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پانچوں کتابیں عبدی نے علم کیمیا پر تصنیف کی ہیں اگرچہ ان میں دیگر علوم کے مباحث بھی شامل ہوں گے' بہارستان میں اپنی ان پانچوں تصانیف کا حوالہ یکجا دیا ہے:

---

۴۰ ایضاً ورق ۱۶۱

"این کمالات مہارات او در دین علم بود وبعضی گویند که این از خوارق عادت او بود چه در علم کیمیا بدون دادن فلذات تفسیر ننمایند واگر تفصیل این معنی خواہی اسرار الٰہی ومزرعة الآخرة وسلسلة الذہب ومظہر العجائب ومظہر الغرائب را که از مصنفات این ضعیف اند طلب کن"۔ [41]

اسرار مثنوی میں ان میں سے دو کتابیں اسرار الٰہی اور مظہر العجائب مذکور ہیں، علم کیمیا اور سیمیا کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"بعضی گفته که کیمیا اجزاء ادویه که بحسب خاصیت فلذات وکائنات مثل مس و سرب وغیر آن را طلا ونقره سازد سیمیا تاثرات غریبه که از پر عقل بشری چیزی بوجود آید انتہی بدانکه کیمیا وسیمیا دو علم اند واگر تفصیل ایں علوم خواہی کتاب اسرار الٰہی وکتاب مظہر العجائب که ہر دو از مولفات این ضعیف اند طلب کن"۔ [42]

اسرار الٰہی اور مظہر العجائب کا اسرار مثنوی میں محولہ ہونا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں قبل ۱۱۰۰ھ (تالیف اسرار مثنوی) لکھی جا چکی تھیں، باقی

[41] عبدی: بہارستان ورق ۷۷ ب

[42] عبدی: اسرار مثنوی ورق ۵۹ ب

تین کتابوں کے بہارستان (۱۱۰۵ھ) میں محولہ ہونے سے ان کا سال تالیف قبل از ۱۱۰۵ھ قرار دے سکتے ہیں۔

(۴۶) کفایت الاسرار

عبدی نے اسرار مثنوی میں اس کا حوالہ دیا ہے' حوالے کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب تخلیق انسان' احوال مرض موت اور دیگر فقہی و متصوفانہ مسائل پر مشتمل ہوگی' اسرار مثنوی میں اس کا حوالہ اس طرح آیا ہے:

از منازل ہای جانش یاد داد......واز سفر ہای روانش یاد داد

"یعنی منازل ہای جان کہ قبل از دخول در بدن در آنجا بود بعد از خروج از بدن در آن فرود آید او را یاد داد و از سفرہای روان کہ در حین حیوۃ در آن سیر کند یاد داد وچون آن سفر بر سہ نوع است اول و ثانی و ثالث بنا بران بلفظ جمع آورد و دور نیست کہ در مصراع اوّل مراد از سیر الی اللّٰہ بود و در مصراع ثانی مراد از سیر فی اللّٰہ چنانکہ تفصیل آن در کفایت الاسرار کہ از مولفات این ضعیف است مذکور است"۔[۴۳]

کفایت الاسرار کے حوالوں کا اسرار مثنوی میں موجود ہونے کا مطلب واضح

---

[۴۳] عبدی: ایضاً ورق ۱۳۸

ہے کہ یہ کتاب ۱۱۰۰ھ سے پہلے تالیف ہوئی۔

(۴۷) کفایت الانوار

کفایت الانوار کا حوالہ عبدی نے بہارستان میں سعدی کے حسب ذیل قول کی شرح کرتے ہوئے اس طرح دیا ہے:

"متحمل است کہ درویش را نفس امارہ (سعدی)

......نفس را لوامّہ خوانند و در اواخر چون عروق نزاع و کراہۃ بکلی از شرع ومستاصل گردد از حرکۃ منازعہ بادل کماستہ باید و در تحت جریان احکام رام گردد وکرہش برضا مبدل گردد وآن را مطمئنہ خوانند چنانکہ در کفایت الانوار کہ از مولفات این ضعیف است مذکور است"۔[۴۴]

کفایت الانوار بھی قبل ۱۱۰۵ھ کی تصنیف ہے۔

(۴۸) مہمیز

عبدی نے بہارستان میں مہمیز کا حوالہ اس طرح دیا ہے:

"چنانکہ در کتاب مہمیز است کہ از مولفات این ضعیف است این حدیث را از صحاح اخبار آوردہ است"۔[۴۵]

---

۴۴ عبدی: بہارستان ورق ۲۰۱ب

۴۵ ایضاً ورق ۹۴

بہارستان (۱۱۰۵ھ) میں اس کے محولہ ہونے سے سال تصنیف قبل از ۱۱۰۵ھ قرار دے سکتے ہیں' بہارستان کے قلمی نسخہ مولوی محمد شفیع مرحوم میں اس کا نام صحیح نہیں پڑھا جا سکا' مولانا مرحوم نے اپنی یادداشت میں اس کو مہیز لکھا ہے۔[۴۶]

(۴۹) ارشاد الحربی

عبدی نے بہارستان میں ارشاد الحربی کا حوالہ شرح مثنوی کے ساتھ اس طرح دیا ہے:

"تفصیل این معنی از شرح مثنوی وارشاد الحربی که ہر دو از مصنفات این ضعیف اند طلب کن"۔[۴۷]

یہ بھی ۱۱۰۵ھ سے پہلے کی تصنیف ہے۔

(۵۰) ارشاد العالمین

عبدی نے اپنی اس کتاب میں ذات باری تعالیٰ سے متعلق بحث کی ہے' اس باب میں علماء وصوفیہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد عبدی نے اپنی اس تصنیف کا حوالہ اس طرح دیا ہے:

"اگر تفصیل این معنی (ذات) خواہی ارشاد العالمین را که از مصنفات این ضعیف است طلب کن"۔[۴۸]

---

۴۶ مولوی محمد شفیع مرحوم: یادداشت برزائد ورق بہارستان قلمی مملوکہ مولانا مرحوم لاہور

۴۷ شرح مثنوی ۱۶۱ ب

۴۸ عبدی: تحفۂ دوستان شرح بوستان قلمی ورق ۱۲ اب ۱۲ ب

عبدی نے اپنی اس کتاب کا حوالہ تحفۂ دوستان شرح بوستان (تصنیف ۱۰۶۱ھ) میں دیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ۱۰۶۱ھ سے پہلے کی تصنیف ہے۔

(۵۱) ہدایۃ المضلین

(۵۲) بوارق خاطفہ

عبدی نے اپنی ان دونوں تصانیف میں فضائل خلفائے راشدینؓ اور ان خلفاء کرام سے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں، کا ازالہ کیا ہے، عبدی نے ان دونوں کا حوالہ تحفۂ دوستان میں دیا ہے [۲۹] جس سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ۱۰۶۱ھ (سال تصنیف تحفۂ دوستان) سے قبل تصنیف ہوئیں۔

(۵۳) قواعد التکسیر

(۵۴) خلاصۃ التکسیر

(۵۵) فوائد التکسیر

عبدی نے اپنی ان تینوں تصانیف کے حوالے جن سیاق و سباق کے ساتھ دیئے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتابیں تعویذ نویسی اس کے قواعد وضوابط اور فوائد، نتائج اور اثرات سے متعلق ہیں، تحفۂ دوستان میں ان کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"بتعویذ احسان زبانش به بند (سعدی) تعویذ بالفتح پناه دادن کسے را و در عرف آیتی یا دعائ یا نقشی از رباعی وثلاثی ومانند آن

---

۲۹ ایضاً ورق ۲۲

نبشتة درنقره ومانند آن گیرند ودر بازو یا گردن
برای دفع بلا وزبان مردم بندند واگر تعویذ
زبان پندی خواہی در قواعد التکسیر وخلاصة
التکسیر وفوائد التکسیر کہ ہر ۳ کتاب از
مصنفات این ضعیف اند طلب کن"۔ [۵۰]

ان تینوں کتابوں کے حوالے عبدی نے تحفۂ دوستان (تصنیف ۱۱۰۶ھ) میں دیئے ہیں جس سے واضح ہے کہ یہ کتابیں عبدی ۱۱۰۶ھ سے پہلے لکھ چکا تھا۔

(۵۶) تحفۂ سریہ (فارسی نظم)

یہ رسالہ کلیات خمس وتنزلات' عبدی نے اس رسالہ کی خود ہی تحفۂ نوریہ کے نام سے شرح لکھی تھی (رک باں)۔

دیوان عبدی

عبدی نے اپنی مختلف تصانیف میں اپنے اشعار کثرت سے نقل کیے ہیں جن کی موجودگی میں ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اس نے اپنے اشعار کا کوئی مجموعہ خود مرتب کیا ہوگا جس کا نہ تو اس نے اپنی تحریرات میں دیگر تصانیف کی طرح حوالہ دیا ہے اور نہ ہی اس کے وجود کا ہنوز ہمیں علم ہو سکا ہے' اس کی مستقل منظوم فارسی کتاب تلقین المریدین پر بحث کی جا چکی ہے۔

☆☆☆☆☆

---

۵۰ عبدی: تحفۂ دوستان قلمی ورق ۱۵

مخطوط میں خلاصة التکثیر اور قواعد التکثیر لکھا ہوا تھا جو ہمارے نزدیک کتابت کی غلطی ہے۔

عبدی کا سالِ وفات

افسوس ہے کہ ہنوز عبدی کا سالِ وفات کسی مطبوعہ اور متعارف کتاب میں نہیں مل سکا' راس اور براؤن نے عبدی کی شرح مثنوی مکتوبہ ۱۱۳۳ھ کو عبدی کے خودنوشت ہونے کا احتمال ظاہر کیا ہے' اس قیاس آرائی کو بنیاد بنا کر ستوری نے لکھ دیا ہے کہ عبدی ۱۱۳۳ھ میں قصور میں بقیدِ حیات تھا لیکن اس شرح مثنوی کے قبل از ۱۱۰۵ھ میں تصنیف ہونے پر ہم بحث کر کے ثابت کر چکے ہیں جس سے مذکورہ مستشرقین کی قیاس آرائی غلط ثابت ہوگئی ہے' ہمیں اس کتاب کی تالیف تک عبدی کی جس آخری تصنیف کا پتہ چل سکا ہے وہ تحفۂ دوستان ہے جو ۱۱۰۶ھ میں تصنیف ہوئی گویا ہماری تحقیق کے مطابق عبدی کا زمانۂ حیات ۱۰۴۳ھ تا ۱۱۰۶ھ ہے۔

☆☆☆☆☆

عبدی کی حضرت مجدد الف ثانی کی مخالفت

عبدی کی تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عداوت تھی' اس نے اپنی تصانیف میں حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ' آپ کی اولاد اور خلفاء کے خلاف جابجا الزام تراشی کی ہے' اُسے جہاں کہیں حضرت شیخ مجددؒ یا آپ کے خلفاء کے خلاف تحریر نظر آئی ہے اُسے بغیر سوچے سمجھے عداوت کے جوش میں اپنی مختلف تصانیف میں نقل کر دیا ہے' اس کے اس فعل سے حضرت مجددؒ کے معتقدین کے جذبات کو تو یقیناً ٹھیس پہنچی لیکن مخالفت کے نشے میں اس نے حضرت مجددؒ کے خلاف جو مواد اپنی تصانیف میں جمع کر دیا ہے اس سے کم از کم حضرت شیخ مجددؒ کی مخالفت کی نوعیت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اکثر مخالفین کی مخالفت محض عداوت اور ہوا پرستی پر مبنی تھی' آج اس زہر آلود اور خلافِ حق مواد تک رسائی کا واحد ذریعہ عبدی کی ہی تصانیف ہیں ورنہ یہ مواد آج تقریباً ناپید ہوتا۔

عبدی کی چند جانبدارانہ تحریریں

حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کے دیگر مخالفین کی طرح عبدی نے بھی اپنی مخالفت کا آغاز حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے مکتوب بر اعتراضات حضرت مجدد الف ثانیؒ کی آڑ لے کر کیا ہے' یہ مکتوب عبدی نے معارج الولایت میں من و

عن نقل کر دیا ہے[1] مکتوب شیخ نقل کرنے سے پیشتر مکتوب پر حسب ذیل تبصرہ کیا ہے:

"چون شیخ احمد کابلی سرہندی معاصر او بود واکثر در شطحیات خویش بشطحیات قایل شده که اکثری ازان قایلِ تاویل نیست در ردّ او کوشیده، بعضی از مقدمات او را در مکتوبات خویش بعینہٖ ایراد نموده واستفساری از روی تعریض و تجہیل فرموده بعضی اجوبه که شیخ احمد بعینہٖ ازوی گفته و باو رسیده آن را نقل کرده و در دفع او کوشیده واز اوضاع واطوار او که ظاہر بشرائع و در باطن متکلم بشطحیات می شد، متنفر بوده چنانکه از کلام او در مکتوب مفہوم می شود"۔[2]

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کو حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے بارے میں کچھ اشکال پیش آئے اور شیخ محدثؒ کے یہ اشکال حضرت مجدد الف ثانی کے بعض کشوف سے تھے لیکن یہ اختلاف صرف علمی اختلاف کی حد تک تھا' مخالفت ہرگز مقصود نہیں تھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ محدثؒ حضرت مجددؒ کے بارے میں

1۔ شیخ کا یہ مکتوب پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی تالیف "حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی" صفحہ ۳۱۲ تا ۳۴۴ میں معارج الولایت سے نقل کر کے بطور ضمیمہ شائع کر دیا ہے۔

2۔ عبدی: معارج الولایت ورق ۵۶۹ ب

مطمئن ہو گئے اور اعتراضات واپس لے لیے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے اعتراضات بر شیخ مجدد الف ثانی سے شیخ محدث کے رجوع کے اثبات کے باب میں شیخ نورالحق مشرقی ابن شیخ محدثؒ کی روایت قابل توجہ ہے جو شیخ نورالحق مشرقی کے ایک معاصر مصنف شیخ فتح محمد فتح پوری چشتی صاحبِ مناقب العارفین کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے' مناقب العارفین ہمیں دستیاب نہیں ہو سکی' اس لیے مجبوراً مولانا محمد داؤد سے یہ روایت نقل کرنا پڑی' وہ لکھتے ہیں:

''شیخ فتح محمد فتح پوری چشتی اپنی کتاب ''مناقب العارفین'' میں لکھتے کہ شیخ عبدالحق کے صاحبزادے مولانا نورالحق سے معلوم ہوا کہ شیخ صاحب نے آپ کے مکتوبات کے ردّ میں ایک رسالہ لکھا تھا جب ان کو حسن خان کی تحریف کا واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کا مکتوب لکھا'' ۔[۳]

اکثر نقشبندی بزرگ شیخ محدث کے رجوع کے قائل ہیں' چنانچہ حضرت شاہ غلام علیؒ جنہوں نے مذکورہ مکتوب شیخ محدث کا جواب لکھا ہے' بھی رجوع کے قائل ہیں' رجوع کے سلسلہ میں شیخ محدث کا ایک مکتوب بنام خواجہ حسام الدین کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''در مکتوبی مرسل بحضرت مرزا حسام الدین خلیفہ حضرت خواجہ خواجگان محمد باقیؒ نوشتہ اند کہ غباری کہ فقیر را بخدمت حضرت شیخ احمد بود رفع شد وغشاوۂ بشریت نماند بذوق ووجدان در دل چیزی

۳ ابوالبیان محمد داؤد پسروری: سیرت امام ربانی مطبوعہ امرتسر ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۹۸۔

افتادہ کہ باچنین عزیزان بدنباید بود"۔[4]

ہمارے نزدیک حضرت شیخ عبدالحقؒ کے رجوع کرنے کی روایت من گھڑت نہیں ہے بلکہ اس کے اصح ترین ہونے کے مندرجہ بالا شواہد کے علاوہ ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ اگر شیخ محدث رجوع نہ فرماتے تو آپ کی اولاد سلسلہ مجددیہ میں کبھی بیعت نہ ہوتی چنانچہ آپ کے فرزند ارجمند مولانا نورالحق مشرقی (متوفی ۱۰۷۳ھ) حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مرید تھے۔[5] حضرت حافظ محمد محسن دہلوی (متوفی ۱۱۴۷ھ) نواسۂ حضرت شیخ محدثؒ بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب گرامی بھی آپ کے نام ہے[6] حضرت مرزا مظہر جانجاناں کے مرشد حضرت نور محمد بدایونیؒ نے حضرت حافظ محمد محسنؒ سے اخذ فیض کیا تھا[7] اور حضرت شیخ محمد احسان متوفی ۱۲۰۶ھ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے مرید تھے۔[8]

---

[4] شاہ غلام علی دہلوی: رسائل سبعہ سیارہ صفحہ ۳۰، کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ جلد ا صفحہ ۲۱۱۔ اردو ترجمہ

[5] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ۵۳۴۔ محمد عالم شاہ فریدی: مزارات اولیائے دہلی ۱۰۸، طباعت سوم، دہلی

[6] میر سید شرف الدین حسین: مکتوبات معصومہ (وسیلۃ السعادت) جلد اول مکتوب نمبر ۶۷ مطبوعہ و ملخص اشاعت مکتوبات معصومیہ از مولانا نسیم احمد امروہی مطبوعہ الفرقان لکھنؤ ۱۹۶۰ء ۳۸

[7] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر جلد ۶ ۳۶۶ محمد عالم شاہ فریدی: مزارات اولیائے دہلی ۱۱۱، امام بخش بن پیر بخش: حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار فارسی ۱۷۵، محمد نواب مرزا دہلوی (آفتاب بیگ) تحفۃ الابرار جدول پنجم ۱۹ مطبوعہ رضوی پریس دہلی ۱۳۲۵ھ۔ نعیم اللہ بہرائچی: معمولات مظہریہ صفحہ ۱۸

[8] امام بخش: حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار ۱۷۹
محمد نواب مرزا آفتاب بیگ: تحفۃ الابرار جدول پنجم ۲۲

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت شیخ محدث کی اولاد میں سے مذکورہ بزرگوں کا سلسلہ مجددیہ میں بیعت ہونا اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ شیخ محدث کے رجوع کی روایات وضعی نہیں ہیں۔

مگر عبدی نے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر جو اعتراضات کیے ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضرت مجددؒ کی کوئی بھی تصنیف ایک طالب کی حیثیت سے نہیں پڑھی بلکہ ایک مخالف کی طرح کسی کتاب کے جستہ جستہ مقامات دیکھ کر مخالفت کے جوش میں کچھ سے کچھ لکھ دیا ہے' مؤلف کے خیال میں عبدی نے حضرت مجدد الف ثانی پر جو اعتراضات کیے ہیں ان کا واحد ماخذ اس کے عہد کی ایک غیر معتبر کتاب کاسر المخالفین ہے' جو حضرت مجدد الف ثانیؒ اور آپ کے متبعین کے ردّ میں لکھی گئی تھی گویا عبدی کی حضرت مجدد الف ثانی کی مخالفت کاسر المخالفین کے پیدا کردہ شبہات پر مبنی ہے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خود حضرت مجدد الف ثانیؒ کی کوئی تصنیف نہیں پڑھی بلکہ اس کا سر المخالفین میں شیخ مجدد الف ثانیؒ کی کتاب سے محرف منقول اقتباسات ہی اس کی معلومات کا واحد ذریعہ ہیں' جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ راقم احقر نے عبدی کی محولہ کتاب کاسر المخالفین سے عبدی کے اعتراضات کا موازنہ کر کے دیکھا تو اس میں کوئی خاص تبدیلی نظر نہیں آئی' ہاں کاسر المخالفین کی تلخیص درج کرنے سے پیشتر اور اختتام پر اپنی طرف سے چند سطور میں عبدی نے تبصرہ ضرور کیا ہے' وہ لکھتا ہے کہ مشائخ متقدمین میں سے جو وحدت الوجود کے قائل

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) شاہ غلام علی: مقامات مظہری ۱۵' مطبوعہ مطبع مجتبائی

شیخ محدث کے اعتراضات اور ان کے رجوع کی روایت کی تنقیح کے لیے ملاحظہ ہو: رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانیؒ از مولانا وکیل احمد سکندر پوری پر ہمارا مفصل مقدمہ' دفاع حضرت مجدد الف ثانی اور زاد المعاد۔

تھے' مثلاً حسین بن منصور حلاج اور شیخ محی الدین ابن عربی کو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں ملحد اور زندیق کہا ہے اور اپنے مکتوبات ہی میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی تکفیر بھی کی ہے۔

ان بے حقیقت اعتراضات کے پیش نظر عبدی کے اختلاف کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے' اب اس کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

"بدعوۃ طالبان حق ارشاد کرد' پس وی اکثر طالبان ہدایت نمودی وبجانب حق دلالت فرمودی وبر اجراء شرایع تقیّد فرمودی وتارك شرائع را توبیخ وزجر کردی ومرتکب شرایع را دوست داشتی وچون برای تحریمه نماز برخاستی اغلب اوقات نیت را به دل کردی وزبان را ساکت گردانیدی وگفتی که رسول صلی اللّٰه علیه وسلم نیّت به دل کرده نه بزبان' زیرا که نیت فعل قلب است نه فعل لسان' واز مشائخ متقدمین ہر که قایل بوحدة وجود شده چنانکه حسین منصور و شیخ محی الدین عربی وامثال آن او را ملحد و زندیق گفتی' در مکتوبات خود که مجلد بسه است در اکثر مواضع شیخ محی الدین عربی را تکفیر نموده و در بعضی محال نسبته مذاہب اعتزال بوی ثابت نموده وبا این ہمه او

را از جملہ مقبولان شمردہ وچون در حدیث
نبوی ﷺ واقع شدہ کہ من حَفر لاخیہ لم یمت حتی
وقع فیہ چنانکہ بر مشائخ شطحایت طعن
کردی، خود نیز اکثر جای قایل شطحیات شدہ
وازین جہت جہانگیر بادشاہ شیخ را در
گوالیار مدتی محبوس ساخت، چنانکہ شیخ
قرآن را در آنجا حفظ کرد وچون بادشاہ بر برأۃ
ذمہ او وقوف یافت در معذرت شتافت، فرمود
کہ حاجت اعتذار نیست زیرا کہ درین حبس
بحفظ کلام الٰہی مستعد شدم وچون این حقیر
را بر مشائخ اعتقاد صحیح و عقیدہ صریح
است باوجودیکہ علماء عصر و فضلاء دہر بر
بطلان کلام او فساد سخنان او فتویٰ دادہ
بحسب طاقت فہم و قدرۃ ذہن خویش (در)
توجیہات شطحیات ایشان مع ایرادات ایزاد
می نماید"۔ [9]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر میں کئی فتوے لکھے گئے جن میں سے ایک فتویٰ عبدی نے اپنی تصنیف معارج الولایت میں نقل کر لیا تھا۔ [10]

---

[9] عبدی: معارج الولایت ورق ۵۸۷۔ أ ب

[10] ملاحظہ ہو ضمیمہ دوئم کتاب ہذا

عبدی اور شیخ آدم بنوریؒ

عبدی نے معارج الولایت میں بہ ضمن ترجمہ شیخ احمد قشاشی[1] لکھا ہے کہ جب شیخ آدم بنوریؒ ہندوستان سے حجاز آئے تو انہوں نے حقائق و معارف علانیہ بیان کرنے شروع کر دیئے اور محرم و نامحرم میں تمیز نہیں کرتے تھے' حفظ مراتب بھی ملحوظ نہیں رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ علماء کے ایک مجمع میں جس میں کہ شیخ احمد قشاشی بھی موجود تھے' افضلیت کعبہ کا مسئلہ بیان ہو رہا تھا' شیخ آدم بنوریؒ نے حقیقت کعبہ کو حقیقتِ محمدی (ﷺ) اور سائر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء پر فضیلت دی لیکن اس کے برعکس شیخ احمد قشاشی حضور نبی اکرم ﷺ انبیائے کرام اور اولیاء کو کعبہ پر فضیلت دیتے تھے' دونوں طرف سے دلائل و براہین کا تبادلہ ہوتا رہا بقول عبدی بالآخر شیخ آدم بنوریؒ نے اپنے خیال سے رجوع کرتے ہوئے حضرت نبی کریم ﷺ کو کعبہ سے افضل تسلیم کر لیا مگر دیگر انبیاء اور اولیاء کی کعبہ پر افضلیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا' اس پر شیخ آدم بنوریؒ کے ردّ میں شیخ احمد قشاشی نے ایک مستقل رسالہ تصنیف کر ڈالا' عبدی لکھتا ہے:

> "درین اثنا شیخ آدم بنوریؒ از ہندوستان به دیار حجاز رسید' چون حقائق و معارف را علانیه گفتی واز محرم ونامحرم تمیز نکردی وحفظ مراتب نه داشتی چنانکه روزی که در مجمعٔ علماء که شیخ احمد قشاشی نیز در انجا حاضر بود بافضیلت حقیقت کعبه برحقیقت محمدی و سائیر حقائق انبیاء علیهم السلام

ومومنان ادعاء نمود' شیخ احمد (قشاشی) گفت ہر مدعی را دلیلی است ودلیل شما بر افضیلت کعبه بر محمد ﷺ چیست؟ گفت دلیل برا فضیلة کعبه بر محمد مصطفی ﷺ ساجدیة محمد ﷺ ومسجودیة کعبه وصورت کعبه این سنگ و کلوخ سقف وجدران نیست بلک چیزی است که ظهور دارد وصورت ندارد وعقل از تشخیص آن عاجز است' شیخ احمد (قشاشی) گفت این کلام بوجوه کثیره باطل' اوّل آنکه اجماع است زیرا که اجماع منعقد است برآنکه سرور کائنات علیه من اللّٰه افضل الصلٰوة افضل مخلوقات است' بلک قبر شریفش را از کعبه افضل دانسته اند......وادلۂ جانبین بسط انجامید وشیخ احمد (قشاشی) بادلّه را جج آمد شیخ آدم از افضلیة کعبه بر محمد ﷺ رجوع کرد وبافضیلة آن حضرت ﷺ بر کعبه اعتراف نمود ولیکن بافضیلیت انبیاء علیهم السلام ومومنان بر کعبه اقرار نکرد' شیخ احمد رسالۂ طویله بر ردّ قول او تصنیف کرد وافضیلة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم وسائیر انبیاء علیهم السلام

ومومنان بر کعبه بدلائل نصوص واحادیث
دروی اثبات نموده......آن رساله درین مختصر
بعینه ایرادمی نماید وآن اینست۔
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وصلی اللّٰہ وملائکہ
والمؤمنون اجمعون......الخ' اختتام رساله۔
اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ ۔

یہ مذکورہ رسالہ عبدی نے معارج الولایت میں من وعن نقل کر دیا ہے جو چالیس اوراق پر مشتمل ہے۔[۱۲]

حجاز مقدس پہنچ کر حضرت شیخ آدم بنوریؒ (متوفی ۱۰۵۳ھ) نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد (متوفی ۱۰۶۳ھ) کو ایک مکتوب لکھا جس میں آپ نے مذکورہ مسئلے کا بھی ذکر فرمایا ہے' اس مکتوب میں لکھتے ہیں:

"روزی که از منیٰ بطواف حضرت کعبه آمدیم چون قریب روضۂ مطهره حضرت سیدة النساء خدیجه کبریٰ آمدیم یک بیک چیزی که هرگز در خاطر نبود از آنجا تا رسیدن باب حرم کریم بظهور آمد' الحمد للّٰه والمنة آنچه فضیلت ومفضولیت حقیقة کعبۂ معظمه باختلاف اکابر مشائخ از حقیقة محمدی علیه الصلٰوة والسلام اتمها تسلی پذیر حاصل

---

[۱۲] عبدی: معارج الولایت ورق ۶۰۶ تا ۶۴۶

نمی شد' اطمینان جلی نصیب گشت چنانچہ
تفصیل آن از کاغذ علیحدہ واضح خواہد
شد"۔[۱۳]

حضرت شیخ آدم بنوریؒ کے درج بالا مکتوب کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اکابر مشائخ کے اس اختلافی مسئلہ میں غیر مطمئن تھے اور یک بیک الہامی صورت میں انہیں اطمینان کامل نصیب ہو گیا' اس مکتوب سے ہرگز یہ مترشح نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس نظریہ سے رجوع کر لیا تھا' اس نظریہ سے انحراف اس لیے بھی مشکل نظر آتا ہے کہ شیخ آدم بنوریؒ کے مرشد ارشد حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ بھی حقیقت کعبہ کو حقیقت محمدی پر ترجیح دیتے تھے' اس مسئلے پر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں مفصل بحث کی ہے۔[۱۴]

وجوہِ مخالفت

عبدی کے اسلاف و اجداد کے حالات پر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے جدِ اعلیٰ پیرو تو عرف پیر کبار کا طبعی میلان زیادہ تر سلسلۂ چشتیہ کی طرف تھا اور یہ حضرت شیخ مودود چشتیؒ کے مرید تھے۔

- پیر کبار کی اولاد میں سے اکثر حضرات سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ طریقت تھے۔

---

۱۳ شیخ محمد عمر بن ابراہیم پشاوری: ظواہر ۱۱۱۲ھ ورق ۹۶ قلمی

۱۴ مجدد الف ثانی امام ربانیؒ: مکتوبات شریف جلد سوم مکتوب نمبر ۱۲۴

نیز ملاحظہ ہو:

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانیؒ: مبداء و معاد نمبر ۴۸

مولانا بدر الدین سرہندیؒ: حضرات القدس ۲/۱۲۶ فارسی مطبوعہ' اردو ترجمہ دفتر دوم ۹۹' شاہ غلام علی دہلویؒ: رسائل سبعہ سیارہ ۵۰ مطبوعہ مطبع علوی نقشبندی ۱۲۸۴ھ

Marfat.com
Marfat.com

عبدی کے اسلاف میں سے کسی نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مخالفت کی ہو' اس کی تصدیق عبدی کی اپنی تصانیف سے بھی نہیں ہو سکی' حضرت مجدد الف ثانیؒ عبدی کے دادا شیخ احمد شوریانی قصوری کا بہت احترام کرتے تھے اور آپس میں عقیدت مندانہ روابط بھی تھے [15] اس لیے ہم عبدی کی وجوہِ مخالفت کے باب میں یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ عبدی کے اسلاف حضرت مجدد الف ثانی کی مخالفت کرتے آئے ہوں اس لیے عبدی نے بھی اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کیا۔

اندریں حالات عبدی کی اپنی تصانیف کے بغور مطالعہ سے اُس کی حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کے خلفاء کے ساتھ عداوت کے حسب ذیل وجوہ سامنے آتے ہیں:

عبدی تیرہ چودہ سال کی عمر میں علومِ دینیہ کی تحصیل کے لیے قصور سے لاہور چلا آیا تھا یہاں جن اساتذہ کے سامنے اس نے زانوئے تلمذ طے کیا' ان میں سے ایک کا نام شیخ نعمت اللہ لاہوری بھی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تکفیر میں جو فتوے لکھے گئے ان میں ایک فتوے میں یہ صاحب بھی شریک نظر آتے ہیں [16] گمان غالب ہے کہ عبدی کو حضرت مجدد الف ثانی کی مخالفت کا جذبہ زمانہ طالب علمی میں شیخ نعمت اللہ ہی سے ملا ہوگا۔

---

15 تفصیل اجدادِ عبدی کے تحت در ترجمہ شیخ احمد شوریانی گزر چکی ہے۔

"شیخ احمد کابلی بسیار عزت و توقیر ایشاں نگاہ داشتی وچون ہر دو عزیز یک جا بودند ومعارف و حقائق را ذکر کردندی' اجنبی رادران مجلس دخل نبودی و دو سہ روز خلوت کردی وشیخ احمد ایشان را بسیار پسندیدی"۔ (معارج الولایت ورق ۳۶۹)

16 ملاحظہ ہو ضمیمہ نمبر ۲ کتاب ہذا

وجودی صوفیہ کی صحبت

عبدی کی جن صوفیۂ کرام سے صحبت رہی ہے ان میں سے اکثریت غالی وحدت الوجودی صوفیہ کی ہے جس کی وجہ سے اس کا وحدت الوجود سے طبعی میلان بتدریج مستحکم ہوتا چلا گیا عالم جوانی میں عبدی جب بسلسلۂ ملازمت احمد آباد گیا تو وہاں شاہ سراج سے ملاقات کی، وہاں دیگر مسائل کے ساتھ مسئلۂ وجود بھی زیرِ بحث آیا عبدی نے وجود کے باب میں جو دلائل دیئے وہ اس کے طبعی میلان کی ترجمانی کرتے ہیں (مزید وضاحت کے لیے کتاب ہذا کا باب۔ ''عبدی مشائخ کی خدمت میں'' ملاحظہ ہو)۔

احمد آباد میں شیخ عبدالرحمٰن از اولاد شیخ قطب العالم سے بھی ملاقات ہوئی جنہوں نے شیخ محی الدین ابن عربی کی فتوحاتِ مکیہ کا تیس سال تک بغور مطالعہ کیا تھا اور اس پر کامل عبور رکھتے تھے، عبدی ان سے بے حد متاثر ہوا۔[۱۷]

عبدی اپنے جن معاصر صوفیہ سے متاثر نظر آتا ہے ان میں شیخ پیر محمد لکھنوی بھی ہیں جن کی سماع اور وحدت الوجود سے غایت درجہ رغبت مشہور ہے۔

شیخ محمد رشید جونپوری جن سے عبدی انتہائی متاثر نظر آتا ہے، کی تعلیمات و نظریات عبدی پر پوری طرح مسلط تھے، شیخ محمد رشید جونپوری آخری عمر میں درس و تدریس کا سلسلہ یکسر بند کر کے ابن عربی کی تصانیف لے کر گوشہ نشین ہو گئے تھے اور اپنی بقیہ زندگی ان کتابوں کے مطالعہ اور معترضینِ ابن عربی کے جوابات لکھنے میں صرف کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

شیخ محب اللہ الٰہ آبادی کے نظریات جب عوام میں عام ہوئے تو ان کے قتل

---

۱۷ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: باب عبدی مشائخ کی خدمت میں

تک نوبت پہنچی' یہ شیخ محمد رشید جونپوری ہی تھے جو برق رفتاری کے ساتھ جونپور سے آئے اور ان کو عوام کے نرغے سے بچایا اور ان کے کلام کی توجیہات کر کے عوام کے جذبات فرو کیے۔[۱۸]

عبدی اپنے دوسرے ہم عصر بزرگ شیخ برہان الدین برہان پوری شطاری سے بھی متاثر نظر آتا ہے' جو شطاری سلسلہ کے غالی وحدت الوجودی صوفی تھے' شیخ برہان کے شیخ طریقت عیسیٰ سندھی تو شیخ محی الدین ابن عربی کے افکار پر شیفتہ تھے اور اپنی زندگی محض ابن عربی کی تصانیف کے مطالعہ کے لیے وقف کر دی تھی' ابن عربی کی تصانیف کا ہمہ وقت درس دیتے رہتے تھے اور ان کا تمام زورِ علم ان کی تصانیف کے مشکل مواضع کی توجیہات و تاویلات میں صرف ہوتا تھا' حدودِ شریعت کی بھی پروا نہیں کرتے تھے' ان کی اسی آزاد مشربی کے پیشِ نظر مولانا محمد فضل اللہ نے انہیں ملحد او زندیق کہا تھا۔[۱۹]

شیخ برہان میں بھی شیخ عیسیٰ کے نظریات پوری طرح جلوہ افروز تھے' اسی لیے ان کے ہم عصر شیخ اُنہیں ''بدعتی'' کے لفظ سے یاد کرتے تھے۔[۲۰]

عبدی کا ان مشائخ کے نظریات سے متاثر ہونا یقینی امر ہے۔

دکن میں عبدی میر سید احمد گیسودراز کالپوی سے بہت متاثر ہوا اور وہ اس لیے کہ میر سید احمد' شیخ محی الدین ابن عربی کی تصانیف کے بہترین مفسر اور شارح تھے اور ناقدین ابن عربی کی خوب زجر و توبیخ کرتے تھے' عبدی کی ان سے ایک طویل ملاقات میں ''صحبت محرمانہ'' رہی مگر عبدی نے اس ملاقات خاص کو محض

---

۱۸ عبدی: معارج الولایت ورق ۴۳۲

۱۹ ایضاً در حالات شیخ عیسیٰ سندھی ورق ۵۵

۲۰ خافی خان: منتخب اللباب جلد دوم صفحہ ۵۵۴

''صحبت محرمانہ'' کہنے پر اکتفا کیا ہے اگر وضاحت سے لکھتا تو اس کے خیالات اور بھی واضح ہو جاتے۔[۲۱]

شیخ عبداللطیف برہانپوری کے نظریات کے عبدی پر اثرات

عبدی کے شیوخ میں سے شیخ عبداللطیف برہانپوری ہی ایک ایسے بزرگ نظر آتے ہیں جو شریعت کے انتہائی پابند تھے' معمولی سی بھی خلافِ شرع بات دیکھ کر حد جاری کر دیتے تھے' علم فقہ پر کامل عبور تھا' اپنے ہم عصر مشائخ میں سے صرف عبدی کے دادا شیخ احمد شوریانی قصوری سے متاثر تھے دیگر مشائخ کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور شیخ برہان کو ''بدعتی'' کے لفظ سے یاد کرتے تھے۔

لیکن افسوس ہے کہ اس راسخ العقیدگی کے باوجود شیخ عبداللطیف برہانپوری حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ اور شیخ آدم بنوریؒ سے نسبت رکھنے والے کو ملحد اور زندیق کہتے تھے اور ان کی اقتداء میں نماز ناجائز قرار دیتے تھے۔

تعجب ہے کہ شیخ عبداللطیف جیسے پابند شریعت کو نہایت متشرع حضرات مجددیہ سے کیوں عداوت ہو گئی تھی؟

معلوم ہوتا ہے کہ عبدی پر شیخ عبداللطیف برہانپوری کے مخالفانہ نظریات کا خاصہ اثر ہوا بلکہ عبدی کی خاندانِ مجددیہ سے مخالفت کی ایک بڑی وجہ ہی شیخ عبداللطیف کی صحبت معلوم ہوتی ہے' عبدی نے شیخ عبداللطیف کے مکتوبات بنام یارانِ قصور ''جامع الکلمات'' کے نام سے مرتب کیے تھے اگر یہ مجموعہ دستیاب ہو جائے تو شیخ عبداللطیف کے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعلق نظریات سمجھنے میں بڑی مدد ملتی لیکن افسوس کہ یہ مجموعہ ہنوز مولف کی نظر سے نہیں گزرا'

---

۲۱ عبدی کی وحدت الوجودی صوفیہ سے صحبتوں کی مزید تفصیل کے لیے کتاب ہذا کا باب پنجم ملاحظہ ہو۔

عبدی شیخ عبداللطیف کے نظریات کے متعلق لکھتا ہے:

"مردی متقی و مشرع وزاہد ومتورع بود' ہر کہ بخدمت او پیوستی باحکام شرع او را وصیت کردی وگفتی کہ فقیر آن است کہ متشرع است وہر کہ متشرع نیست' فقیر نیست وکتب فقہ را بسیار مطالعہ کردی وعبادات را از معاملات جدا نمودی...... ومعاملات را باقضات ومفتیان دادی وہر کہ بزیارت بیت اللّٰہ رفتی او را منع کردی وگفتی کہ برای یک فرض چند فرائض قضا خواہی کرد' بہتر آنست کہ بخانہ خود نشینی وشرایع رابگزینی کہ از حج ترا افضل واولٰی ازین است وفتوح وہدایہ را قبول نہ کردی مگر بہ نُدرت از کسی کہ اورع واتقی بودی' ومردمان را (کہ) مرکب شرایع بودند بسیار دوست داشتی علی خصوص شیخ احمد شوریانی وپسران وتلامذہ ایشان را بسیار پسندیدہ وگفتی کہ ہر کہ خواہد عالم ربانی رابیند اخوند شیخ احمد شوریانی را بیند......وکلمات تصوف را نگفتی وہر کہ او را بالحاد وزندقہ نسبت کردی' خصوصاً کسی

را کہ شیخ احمد کابلی و شیخ آدم بنوری
نسبت داشتی او را ملحد وزندیق گفتی و
فرمودی کہ نماز عقب ایشاں جائز نیست"۔[۲۲]

ہوسکتا ہے کہ عبدی نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعلق شیخ عبداللطیف کے جن نظریات کا ذکر کیا ہے محض اس کے اپنے ذہن کی اختراع ہوں اور اس اختراع کا سبب جوش عداوت ہو کیوں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعلق شیخ کے مذکورہ نظریات کی کسی دوسرے ذریعہ سے تصدیق نہیں ہوتی۔

قاضی ٔ قصور

عبدی کے ہم عصر قاضی نورالدین قاضی قصور کے حالات تو مؤلف کو کہیں دستیاب نہیں ہو سکے تاہم جب ۱۰۹۰ھ کے قریب حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کے خلاف فتویٰ مرتب کیا گیا تو اس پر قاضی قصور نے بھی اپنی مہر ثبت کی' قاضی فتوے پر لکھتے ہیں:

"من ادعی الوصول الی اللّٰہ بغیر وسیلة
النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فھو ضال' حررہ
قاضی نور الدین قاضئ قصبۂ قصور"۔[۲۳]

گمان غالب ہے کہ اس قاضی کی صحبت میں رہ کر بھی عبدی حضرت شیخ مجدد الف ثانی سے بدظن ہوا ہوگا۔

عبدی کا قیام اورنگ آباد

عبدی ۱۰۶۷ھ میں ہی قصور سے ملازمت کے سلسلہ میں دلیر خان اور دیگر

---

۲۲ عبدی: معارج الولایت ورق ۶۵۶۔اب

۲۳ عبدی: معارج الولایت ورق ۶۰۳

امراء کے پاس چلا گیا تھا' اپنی پہلی تصنیف بحر الفراست ردیف ش تک قصور میں لکھی اور پھر اس کی دوسری جلد بیجاپور میں جا کر عین "حالتِ تردّد" میں مکمل کی' اس نے اخبار الاولیاء ۱۰۷۷ھ کو اورنگ آباد میں تصنیف کی' جیسا کہ تفصیل سے لکھا جا چکا ہے کہ عبدی نے اپنی سب سے ضخیم کتاب معارج الولایت اورنگ آباد میں ۱۰۹۶ھ کو تصنیف کی' یہ بھی وضاحت کی جا چکی ہے کہ ۱۱۰۰ھ میں مدتِ مدید کے بعد جب وہ اورنگ آباد (دکن) سے اپنے آبائی وطن قصور میں آیا تو حسن خان اور سعید خان خویشگی کی فرمائش پر مثنوی کی شرح لکھی گویا ۱۱۰۰ھ تک اس کی زندگی کا زیادہ تر حصہ دکن اور اورنگ آباد وغیرہ میں گزرا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبدی کا قیام اورنگ آباد کا زمانہ یعنی ۱۰۹۰ھ تا ۱۰۹۶ھ وبعد' اورنگ آباد خاندانِ مجددیہ کی مخالفت کا مرکز بنا رہا' جس کے قرائن حسب ذیل ہیں:

(۱) خاندانِ نقشبندیہ کے شدید ترین مخالف سید محمد بن سید عبد الرسول برزنجی کی اولاد اورنگ آباد میں آ کر مقیم ہو گئی تھی' محمد بن حسن بن عبد الکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی کا پڑپوتا عرصہ دراز تک اورنگ آباد میں مقیم رہا' اپنے پڑدادا کے رسائل دررِدِ خاندان مجددیہ کی اورنگ آباد ہی میں کتابت کی یہ رسائل حسبِ ذیل ہیں:

(i) العصب الهندي لاستيصال كفريات احمد السرهندي تصنیف ابوعلی حسن بن علی مکی عجمی بسال ۱۰۹۳ھ بخطِ محمد بن حسن بن عبد الکریم بن محمد برزنجی مکتوبہ ۱۱۵۷ھ در اورنگ آباد۔[۲۴]

(ii) قدح الزند وقدح الرمد في رد جهالات اهل سرهند (عربی) تصنیف سید محمد بن سید عبد الرسول برزنجی مصنف کے پڑپوتے نے اس رسالہ کی کتابت ۱۱۷۷ھ

---

[۲۴] فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ' حیدر آباد دکن جلد دوم صفحہ ۲۵۰ نمبر ۲۲۴ فن کلام

میں اورنگ آباد میں کی' ترقیمہ میں قارئین کو عصب الہندی مذکورہ تصنیف ابی علی حسن بن علی جواس ترقیمہ کے پیش نظر ۱۱۷۷ھ تک بقید حیات معلوم ہوتا ہے اور اس کتاب کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"کان الفراغ من کتابة هذا الکتاب یوم الثلثا غرّة رجب ۱۱۷۷ھ سبع وسبعین ومایة والف فی مدینه اور نقباد من ارض الدکن من قطرة الهند وذلك علی ید ازك الوریٰ واحقر الفقراء زین العابدین محمد بن حسن بن عبد الکریم بن محمد المصنف البرزنجی غفر اللّٰه ولوالدیه وسائر المسلمین آمین......یتلوه "عصب الهندی" تالیف علامة الوقت ابی علی حسن ابن علی الحنفی المکی العجمی اطال اللّٰه عمرهٗ فی عارضه ثم مقابلیه هذا الکتاب"۔[۲۵]

(iii) اسی قسم کے باطل خیالات سے مملو ایک اور رسالہ المتمۃ المسئلۃ المہمۃ مؤلفہ بسال ۱۰۹۴ھ (آصفیہ جلد۲ صفحہ ۳۵۶ نمبر ۲۲۲ فن کلام)

(iv) الناشرۃ الناجرۃ للفرقۃ الفاجرۃ (عربی) تصنیف محمد بن عبدالرسول برزنجی بسال ۱۰۹۳ھ اصل رسالہ تو پیش نظر نہیں ہے' فہرست مخطوطات آصفیہ (جلد۲ صفحہ ۳۶۳ نمبر ۲۲۳ فن کلام) میں اس رسالہ کے جو محتویات درج ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے رسالت کا دعویٰ کیا تھا:

"در ۱۰۹۳ھ از ہندوستان ضلالات وخیالات شیخ احمد سرہندی بطور استفتاء در دیار عرب رسید که او دعوی رسالت کرده"۔

---

۲۵ ایضاً ۲/ ۳۳۷ نمبر ۲۲۴ فن کلام

نعوذ باللہ گویا مستفتیوں یا برزنجی کی بیجا مخالفت انتہا کو پہنچ چکی تھی' اسی رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ برزنجی نے حضرت مجددؒ اور آپ کی اولاد و خلفاء کے ردّ میں دس رسائل تصنیف کیے تھے' لکھتا ہے:

''این احقر مصنفِ این رسالہ قبل ازین نہ رسالہ در ردّ او و ردّ اولاد و خاصان او نوشتہ ام و این یک رسالہ' رسالۂ دہم است''۔

یقیناً اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محمد برزنجی کی اولاد نے حضرت مجدد الف ثانی کے ردّ میں بے شمار رسائل تصنیف کیے ہوں گے' برزنجی کا پڑپوتا محمد مقیم اورنگ آبادی بھی اس کوشش میں مصروف نظر آتا ہے۔

(v) رسالہ نمبر (ii) قدح الزند......الخ میں اس رسالہ سے قبل ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ردّ میں جو رسائل لکھے گئے ان میں قبل ۱۰۹۳ھ محمد صالح اورنگ آبادی کے ایک رسالہ کا ذکر بھی موجود ہے۔

برزنجی نے اپنے رسالہ الناشرہ......الخ مذکور میں اپنے رسالہ سے حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کے ردّ میں تصنیف ہونے والے مصنفین کے رسائل کا ذکر کیا ہے جن میں محمد صالح اورنگ آبادی کا نام سرفہرست ہے' محمد صالح اورنگ آبادی نے ایک نہیں بلکہ ''چند رسائل در ردّ آن نوشتہ''۔

گویا قبل ۱۰۹۳ھ عبدی کا ہم عصر محمد صالح اورنگ آبادی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مخالفت میں پیش پیش نظر آتا ہے۔

اورنگ آبادی مخالفین میں سے محمد اشرف اورنگ آبادی کا نام بھی ملتا ہے جس نے ۱۰۹۰ھ میں حضرت مجددؒ کی تکفیر میں لکھے جانے والے فتوے پر اپنی مہر ثبت کی تھی'[۲۶] یہ بھی عبدی کے قیام اورنگ آباد کا ہم عصر ہے۔

---

۲۶ عبدی: معارج الولایت ورق ۶۰۱ (ضمیمہ ثانی کتاب ہذا)

مذکورہ فتویٰ در تکفیر حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے اختتام پر اورنگ زیب کی طرف سے بمہر قاضی شیخ الاسلام بجانب قاضی اورنگ آباد ایک حکم نامہ نقل کیا گیا ہے جس میں تحریر ہے کہ ۲۷ شوال ۱۰۹۰ھ (۱۶۷۹ء) میں قاضی ہدایت اللہ کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات میں بعض مقامات عقائد اہل سنت و جماعت کے خلاف معلوم ہوئے اور اورنگ آباد میں مقیم حضرت مجدد الف ثانی کے معتقدین مکتوباتِ حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ اور ان کے نظریات کی ترویج اور درس و تدریس میں مشغول نظر آئے تو بادشاہ کا حکم موصول ہوا کہ یہ سلسلۂ درس بند کروا دیا جائے اور کسی معتقد کو ان کی اشاعت کرتے ہوئے دیکھ لیا گیا تو شرعی سزا کا مستحق ہوگا، حکم نامہ حسب ذیل ہے:

> ”ازین جهت حسب الحکم بادشاه اسلام بمهر قاضی شیخ الاسلام بجانب قاضی اورنگ آباد رسید، که نقل او این است:
> از قرار بتاریخ بیست وهفتم شهر شوال سنه یک هزار ونود هجری آنکه شریعت پناه فضائل دستگاه فقاهت انتباه قاضی هدایت اللّٰه بعافیت باشند، درین ولا بعرض مقدس معلٰی رسید که بعضی مواضع مکتوبات شیخ احمد سرهندی ظاهر در مخالفت عقائد اهل سنت وجماعت ست ومعتقدان شیخ مذکور که در بلدۂ اورنگ آباد خجسته بنیاد سکونت دارند وترویج آن پیشتر دهند و تدریس مے

نمایند' اعتقاداً حقیقةً عقاید باطله مذکوره دارند' حکم والا شرف صدور یافت که این خادم شریعت باشریعت پناه بنویسد که آنهارا از نشر و درس آن منع کند وکسے که معلوم شود که معتقد عقائد باطله مذکوره است او را بسزا شرعی رساند' لهذا نگارش یابد که برطبع حکم مطاع واجب الاتباع بعمل آرند وحقیقت برنگارند"۔ [۲۷]

یہ خط محض وضعی ہے' روضۃ القیومیہ میں ۱۰۹۴ھ (پانزدہم سال قیومیت خواجہ نقشبند") کے واقعات کے تحت لکھا ہے کہ مخالفین حضرت مجدد الف ثانی نے یہ منصوبہ بنایا کہ تین خط بادشاہ (اورنگ زیب) کی طرف سے جعلی لکھ کر سرہند بھیجے گئے جن کی بادشاہ کو مطلق خبر نہیں تھی' ایک حضرت قیوم ثالث (خواجہ محمد نقشبند") دوسرا حضرت شیخ سیف الدین اور تیسرا مولوی فرخ شاہ کی طرف جن کا مضمون یہ تھا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کی بعض عبارتیں بظاہر خلاف شرع ہیں اور تمام علماء نے متفق ہو کر فتویٰ دیا ہے کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے' اصل فارسی عبارت ملاحظہ ہو:

"فکری دیگر انگیختند سه مکتوب جعلی از طرف سلطان (عالمگیر) دروغ محض نوشته که سلطان ہرگز ازان خبر نداشت از خود به سرہند ارسال داشتند' یک بحضرت حجة

[۲۷] عبدی: معارج الولایت ورق ۶۰۳ ب ۶۰۴

الله (محمد نقشبند) ودویم بحضرت شیخ
سیف الدین وسیوم بمولوی فرخ شاہ برین
مضمون که بعضی عبارات مکتوب
(مکتوبات) حضرت مجدد الف ثانی بظاہر
شریعت موافقت ندارد' تمامی علماء برین
فتویٰ دادہ اندکه درس این را موقوف کنند"۔ [۲۸]

ہمارے نزدیک معارج الولایت سے منقولہ بالا خط بھی انہیں مذکورہ وضعی خطوط کی نوعیت کا ایک خط ہے' خود اورنگ زیب خاندان مجددیہ کا نہایت معتقد تھا' یاد رہے کہ اورنگ زیب حضرت شیخ سیف الدین بن خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں سلوک کی منازل طے کرتا تھا' بلکہ اورنگ زیب اکثر کاروبار سلطنت سے فراغت کے بعد حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتا جو اس کی درخواست پر قلعہ کے اندر شاہی محل کے جوار میں رہنے لگے تھے'[۲۹] اس لیے اس قسم کے خود ساختہ فرامین کی اورنگ زیب سے امید نہیں کی جا سکتی' دوسرے اورنگ زیب کے روناچے مطبوعہ صورت میں موجود ہیں اگر اس قسم کا کوئی فرمان لکھا جاتا تو کم از کم ریکارڈ میں اس کی موجودگی لازم تھی۔

۱۰۹۰ھ میں اگر اورنگ آباد کی واقعی یہی حالت تھی تو ان ایام میں عبدی اورنگ آباد ہی میں مقیم تھا اور یہ ناممکن ہے کہ وہ اس فضا سے اثر پذیر نہ ہوا ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی کی مخالفت میں زیادہ تر مواد عبدی کی معارج الولایت

---

۲۸ کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ قلمی فارسی (واقعات پانزدہم سال قیومیت خواجہ محمد نقشبند) مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری' لاہور)

۲۹ محمد ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری ۸۳

ہی میں ملتا ہے اور جیسا کہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ عبدی نے معارج ۱۰۹۶ھ میں اورنگ آباد ہی میں مکمل کی مذکورہ مخالف مواد معارج الولایت کے بالکل اختتام میں درج ہے۔ معارج الولایت کے آخری حصہ پر اورنگ آباد کی اس مسموم فضا کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔

شیخ ابن عربیؒ سے عقیدت

عبدی کے معاصر شیوخ جن سے اس کی صحبتیں رہیں، پر ایک نظر ڈالنے سے عیاں ہوتا ہے کہ عبدی صرف ان صوفیہ سے متاثر تھا جو ہمہ وقت شیخ ابن عربی کا ورد کرتے اور مخالفین ابنِ عربی کی تادیب میں مصروف رہتے تھے، اس لیے بھلا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات میں نظریاتِ ابن عربی پر تنقید دیکھ کر یہ کیوں نہ کہہ اٹھتا کہ

> در مکتوبات خود کہ مجلد بسہ است در اکثر مواضع محی الدین عربی را تکفیر نمودہ۔[۷۷]

عبدی کی شرح لمعات سے بھی اس کی شیخ ابن عربیؒ اور عراقی سے گہری عقیدت عیاں ہے۔

حضرتِ شیخ مجدد الف ثانی نے اپنی تصانیف میں زیادہ تر دو مکاتبِ فکر کو ہدف تنقید بنایا ہے، ایک ملاحدہ اور دوسرے اہل تشیع لہٰذا حضرت مجدد الف ثانی کے مخالفین میں اکثریت انہی دو گروہوں سے تعلق رکھتی ہے، ہم عبدی کو ان دونوں گروہوں میں سے کسی میں بھی شامل نہیں کر سکتے کیوں کہ عبدی کی کسی تحریر سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ ساری زندگی اہل تشیع سے متاثر ہوا ہو، خود اس کی تصنیف ''محرقات الرفضہ'' اس کا بیّن ثبوت ہے۔

---

[۷۷] کتاب ہذا میں ''عبدی کی چند جانبدارانہ تحریریں'' کے تحت پورا اقتباس نقل کیا جا چکا ہے۔

نتیجہ

عبدی نے اپنے مشائخ کرام سے موروثی اور اکتسابی طور پر نظریہ توحید وجودی پایا تھا مگر مشائخ کے کشفی و وجدانی مسائل میں اختلافات کو ادب سے برداشت کرنے کی توفیق رفیق نہ ہوئی تھی لہٰذا اس نے کشفی مشاہدات کے اختلاف کو "خلاف" کا رنگ دے کر غیر سلامتی کی راہ پر گامزن ہو کر حضرت شیخ مجدد الف ثانی کی مخالفت اختیار کی۔

ضمیمۂ اوّل

سرگزشتِ عبدیؔ
بزبانِ عبدیؔ

عبدی کے یہ خودنوشت حالات اس کی تصنیف اخبار الاولیاء (۱۰۷۷ھ) کے آخری باب (ششم) سے منقول ہیں، یہ تقریباً مکمل باب کتاب ہذا میں مختلف مقامات پر بہ صورت اقتباسات مع ملخص ترجمہ نقل کیا جا چکا ہے، یہاں "سرگزشتِ عبدی بزبانِ عبدی" محض ربط قائم رکھنے کے لیے بطور ضمیمہ اس میں شامل کیا جا رہا ہے اس باب کے متن کی تصحیح کے لیے اخبار الاولیاء کے یہ دو قلمی نسخے ہمارے پیش نظر رہے ہیں:

(۱) مملوکہ مولانا سید طیب شاہ ہمدانی مدظلہ، قصور۔ مکتوبہ ۱۱۱۴ھ

(۲) مخزونہ کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال (کلکتہ)

روٹوگراف در کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور"

مؤخر الذکر نسخہ نہایت بدخط اور اغلاط سے پُر ہے، اس لیے ہم نے اوّل الذکر نسخۂ قصور پر اپنے متن کی بنیاد رکھی ہے اور اوراق کے نمبر اسی نسخۂ قصور کے مطابق ہیں۔

اس باب میں مشمولہ رجال کے حالات کتاب ہذا کے مختلف مقامات پر لکھے جا چکے ہیں اور تمام قابل توضیح مقامات کی وضاحت بھی اسی کتاب میں متعلقہ مقامات پر کی جا چکی ہے اس لیے اس باب میں ہم نے حواشی کا اضافہ ضروری نہیں سمجھا۔

(۱۵۹ب) پوشیده نماند که در سال نهم از عمر خود بمدرسه معلم پیوستم بعد از چند روز قواعد حروف مقطعات وابجد فارغ گشتم' بعد ازان بتلاوت کلام مجید وفرقان حمید اشتغال نمودم ودر زمان قلیل از تلاوت قرآن فراغت روی نمود' آنگاه بخواندن نظم و نثر تقید داشتم' کتب نظم چنانکه گلستان و بوستان وانشاء یوسفی ودیوان حافظ را از اساتیذ (اساتذه) سند گرفتم ودر زمان تعلّم برجمیع طفلان قائم مقام معلم بودم ولهذا بخطاب خلیفه جی مخاطب گشتم' چون علم نظم را خوانده شد خواستم که بتعلم علوم عربیه شروع نمایم والدم مرحوم از خواندن عربی منع میکرد ومیگفت که درخواندن (۱۶۰) عربی بسی اشکال است خود از جماعت کثیریگان کسی بساحل مراد می رسد' اگر شروع کنی مردانه شروع کن واگر نه کرد این مطلب نگر' زیرا که شروع کردن در علم و ترک نمودن از قراء ت وی مثل ابدای کردن بحرب کفار و فرار کردن ازو روز زحف ست' ازین نصیحت تمام متاثر شدم' تسمیه خوانده در علم عربی شروع نمودم از صرف بهائی تا شرح مولوی جامی

که موسوم به فوائد ضیائیه باشد' بملازمتِ میاں عبد الصمد که عم این احقر بود خواندم' چون حوادث وعلائق ازپس اُمنّیت مانع میشدند از حضرت والد رخصت گرفته بلاہور رفتم وبملازمت علمای وقت واساتیذ (اساتذه) عصر که میاں محمد صادق ومحمد سعید و شیخ نعمت اللّه بود' کتب تحصیل را تلمذ نمودم اغلب اوقات اینہا در حضور وغیب بادراك معانی و فہم مراد تذکیر می نمودند ودر مواضع مغلق ومحال معضل خود ساکت گشته به تنقیح وتقریر اشارت میکردند' چون جواب بوجه احسن گفته شدی خوش وقت میگشتند وباوصاف حمیده ممتاز می ساختند' درین وقت محنت ہای (۱۲۰ ب) شاقه و مجاہد اتہای حاقه کشیده شد' زیرا که ہیچ وقت از تعلم و تعلیم ومطالعه فرصت نه بود بلکه جمیع اوقات را مقسوم ساخته بودم' از اوّل شب تا بقریب نصف وی بمطالعه میگذشت' بعد ازان در خواب میشدم وبوقت یک پاس از بقیه شب اغلب برمیخاستم ونصف پاس را به بمطالعه بسر می بردم ونصف وی رابجہة سبقت بآخر میرساندم ونماز فجر را باستاد میگذاردم' اکثر اوقات نوبت از ہمه تلامیذ (تلامذه) پیش شدی تایک پاس روز از تعلم فارغ شده بخانه معاودت می نمودم' چیزی تناول کرده بمطالعه مشغول می شدم وپس ازمطالعه آنچه

ضروری می بود تحریر نموده شدی وچون نیم روز گزشتی قیلوله کرده شدی' پس از ادای نماز ظهر بتعلیم بعضی احباب اشتغال داشته شدی' پس از ادای نماز عصر اگر طبیعت از مطالعه کاره شدی بجهة سیر رفته شدی واگر میل راغب بودی باز بمطالعه رجوع نموده آمدی' چند مرتبه از استغراق مطالعه دستار و جامه بسوخته گشتی وچون موسم برسات شدی بمقدار نیم کروه در گلِ ولای پائ برهنه رفتمی (۱۶۱) حتی که از کثرت مشقت وریاضت کار بجوار جنون رسیده بود و اغلب یاران مانع میشدند ومیگفتند که این چنیں محنت مثمر غرامت است وبحکم حدیث نبوی که ان لجسدك عليك حقًا بدن شمارا نیز برشما حقی است وعمل راکب مبتنی بر صحت مرکب است تا آنکه بعنایت الٰهی وفیض نامتناهی در سنه ثلث و عشرین از عمر خود فارغ شده به قصور آمدم وبمدة یک سال بدرس وتدریس مقید بودم در آنولا بمدة شش ماه بحر الفراسة که شرح دیوان خواجه حافظ است محرر نمودم' اکثر علمای وقت وفقراء زمان بعینِ عنایت ودیده مرحمت ملحوظ نمودند وچون در وی داب صریح و کنایات وطریقه تفنن عبارات و اطناب در توجهات واحتمالات مرعیداشته شده بود وبعضی طالبان را از نفهیم دقائق معانی وی اشکال پیش آمدی خلاصة البحر

Marfat.com
Marfat.com

را از وی انتخاب نمودم وبعضی قواعد را بروی اضافه
کردم وبحکم خیر الکلام ماقل ودلّ بسیار جید مستحسن
افتاده است‘ رجا که مقبول خاطر صاحبدلی مقبلی گردد
وچون در سینه بی کینه این احقر از ازل تخم محبت ازلی
کناشته بودند اغلب اوقات در خاطر گذشتی (۱۶۱ب) که
اگر صحبتِ بزرگی دست دہد از وی طریقه قلبی حاصل
کرده شود وبعبادت وریاضت بسر برده آید ولیکن چون از
تعلیم علوم فرصت دست نمیداد واساتیذه (اساتذه) از
صحبت فقراء مانع میشدند ومیگفتند که در اثنا طالب
علمی طالب علم را نبائید که به فقراء صحبت دارد زیرا
که از صحبت این قوم علم ظاہری در فتورمی اُفتد بناءً
علی ہذا از صحبت این جماعت به تحاشی میگزشت‘
چون خداوند تعالٰی متمنی را بمنصۂ ظہور آورد و از
تحصیل علوم فراغت میسر گردانید محبت اصلی در
جوش آمد بنا بران از ہمه اشغال یکسو شده در تحص
این مرام متوجه شدم‘ ہر درویشی و بزرگی را که می
شنیدم بملازمت وی میرفتم‘ بطریق حصول این مقصو
می جستم واز دعای وفاتحه وی استمداد میگرفتم واز
کتب وملفوظات مشائخ متقدمین از طبقه خواجگان
چشت اہل بہشت قدس اللّٰه اسرارہم ونحو آن انواع
فواید التقاط می نمودم وچون در زمان طالب علمی ذوق

علوم معقولات بسیار بودی در محافل و مجالس اہل علم تصرف در مقدمات وی گفتہ شدی بمجرد ایں توجہ از لوح سینہ نقوش زنگ وی محو و زدودہ (۱۶۲) گشت وبجای آن شوق مطالعہ علوم منقولات مرکوز شد از مطالعہ خواص سور و اذکار و ادعیہ وصلوٰۃ در خاطر فاطر مصمم گشت' بحکم کریمہ انما خلقنٰکم عبثًا الی الاخر عبث ماندن چیزی نیست' چون فراغت از مطالعہ ومعاملات دیگر رو دہد بقراء ت ادعیہ واذکار وصلوٰۃ را استثنا نمودم وروز و شب بخواندن او تقید کردم وبقرب حضرت رسالت (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) ویرا وسیلہ جستم' چون بحکم الکسب الضرورت فریضۃٌ بجہت کسب نوکری بہ گجرات رفتم' تمام سفر رابدین شغل گذرانیدم واز تلاوت آیات قرآنی اذنِ ذکر را اقتباس نمودم واز بزرگان بدین امر مامور گشتم ودر قعود و قیام' نوم و یقظہ بذکر خفی مشغول شدم' حرکت قلبی و وقوف قلبی در زمان قلیل ہم پیوست وچون بجہۃ استکشاف این حرکت دست را بر قلب نہادہ شدی' والدہ میگفتی کہ ای فرزند مگر درین محل درویست کہ اغلب دست خود رابدین موضع می نہی ومن این معنی را مخفی میداشتم وبجواب (۱۶۲ب) بالصواب دفع میکردم' چون بہ بلدہ احمد آباد رسیدم بزیارت مشائخ آن وقت مشرف شدم'

روزی بخدمت شیخ فتح اللّٰه که بالواسطه از خلفای شاه عالم بود رفتم، شیخ را طریقه بود که در مسجد درون حجره بودی وبوقت نماز پنجگانه از حجره بیرون آمدی ونماز باجماعت گزاردی، آنگاه بزیارت شاه عالم رفتی به نیت آن بزرگ فاتحه خوانده درون حجره رفتی ودر حجره محکم بستی وہیچ احدی را درون وی جای ندادی اگر کسی در حین معاودت بحجره ملاقی شدی اگر قابل دانستی درون حجره بُردی الاہما نساعت رخصت فرمودی، چون این احقر ملازمت وی پیوست درون حجره بُرد واز مولد و موطن وحسب و نسب استفسارنمود، بعد از استعلام حقیقت حال خوش وقتت شد، مواعظ ونصائح کما ینبغی به تقدیم رسانید، اختتام نصیحت وی آن بود که یا عبد اللّٰه فکر گوربايد کرد که ہیچ احدی را بغیر از نزول دران منزل چاره نیست، بعد ازان مرا رخصت فرمود، چون از انجا برخاستم در تحصیل این فکر سعی بلیغ بجای می آوردم (۱۶۳) ہنوز آن سخن از خاطر من نرفته است، بعد ازآن روزی بخدمت شاه سراج الدین که از اولاد محمد غوث گوالیاری بود رفتم وویرا طریقه بود که ہمیشه درس گفتی و در روز جمعه نیز بدرس مشغول بودی و درکسب و ریاضت شانی عظیم داشت واز کمل اولیاء روز جمعه در عین درس ملاقات حاصل شد مطول

را درس میگفت' بعد از فراغ مطول به تعلیم شرح مواقف شروع نموده مسئله وجود درمیان بود' درین اثنا فقیر عرض نمودم که وجود نزد متکلمین زاید برماہیة است' خواه موجود ممکن باشد خواه واجب ونزد حکماء وجود عین ماہیةاست و زاید بر مایة ممکن ونزد اشعری عین مایة است در واجب و در واجب وممکن این نزاع در وجود خارجیست یا در وجود ذہنی؟ ایشان ساکت ماندند' بعد ازان فقیر گفتم که در شرح حکمة العین آورده که نزاع در وجود خارجی است ومیر سید شریف آورده که نزاع در وجود ذہنی است واز شرح تجرید نیز نقل کرده که موافق مدعی وی است مدعی من گفتم که حق بجانب شارح است' زیرا که اگر نزاع در وجود ذہنی بودی' لازم آمدی (۱۶۳ ب) که متکلمین قایل بوجود ذہنی شدندی اولین فلیس' پس لازم آمد که نزاع در وجود خارجی است کما لا یخفی' بعد ازان از خدمت وی مرخص شدم غائبانه اغلب بوفور علم و حلم مذکور نبودی وبدعای والتفات کرم فرمودی' بعد ازان روزی بخدمت شیخ عبد الرحمٰن رفیع مشرف شدم و وی در باتوه[1] میگذرانیده ویکے از اولاد قطب العالم پدر شاه عالم ویرا باوستاذی قبول کرده بود وی عالم عامل' درویش کامل بود بسیار

---

[1] بتوه قریہ ایست دراحمدآباد (گجرات) محمد غوثی مندوی: اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار صفحہ ۱۴۷

التفات وعنایات در حق این احقر مبذول داشت واز حسب
و نسب استفسار نمود وبذکر اسم ذات اجازت داد و وی
شیخ عالی ہمت بود' فتوحات راسی سال مطالعه کرده
بود و اکثر مطالب وی را استخضار داشت و در علم نحو
تسہیل ابن مالک وشروح وی را مطالعه نمودی ودر
ریاضت و عبادت شانی عظیم داشت' بعد از مواعظ بلیغ
مرا رخصت فرمودند در قلیل ایام بجانب وطن معاودت
حاصل شد' اشتیاق صحبت وی تا ہنوز باقیست' بعد از
مراجعت بوطن از تحصیل سنت بجہۃ کسب مالابُدی
بطرف دہلی رفته شد (۱۶۴) نوکری نواب مستطاب (دلیر
خان) بوقوع پیوست وبہمراہی ایشان بطرف لکھنؤ رفته
اکثری از علمای وفقرای را دیده شده خصوصًا از صحبت
صاحب تجرید و تفرید شیخ پیر محمد لکھنوی بسیار
محظوظ گشتم وسعادت دارین حاصل کردم وایشان از
مطالعه بحر الفراسة تمام ذوق یافتند وبدقت سخن وحذّتِ
فہم موصوف میساختند' چون نواب بمہم شجاع
عزیمت کرد بسیار مشائخ پورب و بنگاله دیده شد' چون
بعد از ایام معدوده مہم شجاع بآخر رسید و شجاع بطرف
رخنّک که ملک مکه بود رفت ولشکر ظفر اثر در بلده
داکه (ڈھاکه) طرح اقامت انداخت' روزی یکی از یاران
گفت در گجرات شما علی الصباح مشغول میشدید

ودرین ملک بغفلت میگذرانید' بمجرد این سخن متاثر شدم وکمر اجتهاد وسعی بربستم وباحیاء ثلث اخیر شب تقید نمودم' در ایام قلیل انوار الٰهی واسرار نامتناہی ظہور نمودن گرفت از آنجا بحکم کریمہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا حقیقت کار معلوم گشت و طریقہ کسب و ریاضت حاصل گشت وچون نواب را از صحبۃ رفضۂ ملعونہ خار شبہ در خاطر خلیدن گرفت وبجہۃ تحریر (۱۶۴ ب)رسوخ اعتقاد اہل سنت وجماعت ودفع شبہات اہل ہوا وبدعت اشارتی کرد' محرقات الرفضہؒ را محرر نمودم' مختصری بغایت مستحسن بوجود آمد' ہر کہ دید پسندید وبعین عنایت ملحوظ گردانید' چون بحکم محکم پادشاہ وقت بمہم ملک کوچ بہار رفتہ شد وپس از تسخیر ملک مذکور بجانب ملک آسام متوجہ شدیم آن نیز بعون و عنایت الٰہی در حوزۂ تصرف اہل اسلام درآمد' قریب ہفت ہشت ماہ در آن ملک چھاؤنی لشکر ظفر اثر بوقوع پیوست' چون مرض وبا در آنجا بتغیان پیوست' اکثر مردم لشکر ازین جہت برحمت حق پیوستند وہوای آن ملک بمردم لشکر موافقت نکرد' بمبلغ معین وچند زنجیر فیل مصالحۃ نمودند وبطرف ہندوستان عزیمت کردند' در اثنا راہ صوبہ لشکر بہ ممات پیوست ولشکر ببلدہ دہاکہ (ڈھاکہ) معاودت

نمود' مدت قلیل نواب مستطاب را صوبه داری آن شهر مقرر کردند' بعد ازاں بحضور طلب داشتند چون به نوادهٔ خلیل رسیدیم بجهة دیدن مولانای خواجه علی که از مریدان وخلفای مولانای شهباز بهاگل پوری بود' رفته شد (۱۶۵) بغایت بزرگ وخوش خلق وصاحب فضیلت دیده شد از خدمت وی مسئالت رفت که ان اللّٰه خلق آدم علی صورتهٖ بر تقدیری که ضمیر راجع باللّٰه باشدچه معنی دارد دو سه تاویل که به مطابق علماء ظاهر بود بیان کردند' آنگاه گفته شد سوال از صورتی است که این صورت انموذج آن صورت است که حکم او درین بیت میر حسین مذکور است ؎

که میگوید که حق صورت نه بندد
من اینک دیده ام ذات مصور

فرمودند که چیزی که تعلق بحال دارد او را بقال نتوان کرد چنانکه پیغمبر صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم از سراہله مسئالت نمودند در جواب نازل شد که يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ' جواب باعتبار ظاهر است وسوال از اظهار اسرار است' چون ایشان اهلیة آن نداشتند باظهار آن مجاز نشدند' لاجرم بجواب ظاهر مُجاب گشتند وصورت معنوی که سوال دران است برعرفاعیان است واز جُهال نهان است' آنگاه شخصی

پرسید کہ در حق دخانِ اوراق کہ آن را تماك (تنباکو) گویندچه فرمودند که اصل در اشیاء (۱۶۵ ب) اباحة است مادامیکہ دلیل حرمت قائم شود' در جواب واقع شد که اولۂ حرمت وی قائم است' زیرا که ضرر وخبائث وعبث بودن وی مانع از اباحت است باوجود آنکه بعضی بزرگان فرمودند که در آیهٔ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ (الآیة) اشارۂ بہمیں دخان است وشعار ساختن واکل وشرب نمودن چیزی که عذاب اہل جہنم بدوموعود است' خالی از حرمت نیست کما فی قوله تعالٰی: وَظِلٍّ مِنْ يَّحْمُوْمٍ لَا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ وعلماء مکہ معظمه و مدینۂ مطہره در حرمت وی استفتاۂ نوشته اند' استفتاء انیست:

انشدکم اللّٰہ ایها العلماء والصلحاء اهل تشخیث طباعکم الشریفة شرب الدخان ام تشطیبه' اخبرنا باللّٰہ تعالٰی وبرسوله اعجبنی ما حکم طباعکم الشریفة واکتبوه فی هذه الصحیفة نفع اللّٰہ بوجودکم المسلمین بمنه وکرمه' الجواب قال العالم والمتقی الفاضل ابو یزید المفتی الحنفی المدرس فی الحرم الشریف النبوی الحمد للّٰہ لا یشك ولا یرتاب ذو لُبّ ان یکون من الخبائث' الجواب قال العالم المتقی الشیخ محمد المفتی الشافعی والمدرس فی الحرم الشریف النبوی انهٔ اخبث قوی (١٦٦ ا) ویکفی فیه تنفر الملائكة وبغض النبی علیه السلام الجواب قال افضل العلماء العظام واکمل الفضلاء الکرام الفخام القاضی تاج الدین المفتی المالکی المدرس

فی المسجد الحرام لا شبهة فی خبثه الجواب قال العالم المتقی الشیخ ابو نمی بن عبداللّٰه المفتی الحنبلی الحمد للّٰه الموافق للصواب والیه المرجع والمآب ان الدخان من البدائع الخبیثه فی طبیعة کل منصف علیهم جبل قلبه علی الطبع الکریم -

بعد ازین از خدمت ایشان مرخص شدیم در عین رخصت فرمودند که در جونپور شیخ عبد الرشید بزرگی ممتاز است وبعنایات والطاف ربانی سرفراز بزیارة وی مشرف شوید وفوائد دینی اخذ کنید' چون قبل ازین احرام زیارت آن کعبه شده بوصیت وی عزم بالجزم نمودم که بدین دولت مستعد شوم' چون به بنارس رسیدم از نواب مرخص شده بملازمت ایشان به جونپور رفتم' ایشان به سیر شیخپور که قریب اله آباد است رفته بودند' پسر رشید ایشان که محمد ارشد نام بود بسیار مهربانی مبذول داشتند وبجانب ایشان نوشتند که فلانی بقصد زیارت رسیده است (۲۲ ا ب) این احقر در آنجا که کمال استسقاء لقاء داشت از عدم تنبیه این قضیه متوجه بدان بحر الطاف گشت وبتودیع آن مخدوم زاده حاضر نشد آن حضرت از تمام رافت عزیمت جونپور کردند از کم طالعی خود بدولت پائبوس مشرف نگشت تا هنوز تاسف وتلهف عدم وصال آن قبله اقبال باقی ست' حضرت ایشان بجهة تسکین وتسلی این حقیر نوازش نامه ها

متواتر مبذول داشتند وبکسب جاروب وشغل بهونکم اشارۃ فرمودند وسند وشغل بهونکم اینست که بپاشنه چپ راه زیرین بند کند وزانوی پای راست برزانوی پای چپ اندازد وراست بنشید وبهرد ونر انگشت ہر دو سوراخ گوش را بند کند وبرو انگشت شهادت ہر که چشم را بند کند وبهر دو انگشت وسطی برد وپره بینی زور کند تاہر دو سوراخ بینی بند شود وہر دو خضر وبنصر برلب نهد وبا ملاحظه اسم مثنی قصد کند که دم ہر دماغ رود مراقب غیب مطلق که مفهوم ہُو است باشد تا تواند دم را راه ندہد وچون طاقت نماند پره بینی چپ بگذارد تادم با ملاحظه ہو برآید باز براه راست بینی دم تا ملاحظه ہو بکشد وتمامی (۱۶۷)این شغل درین بیت مذکور است ؎

لب به بند و چشم بند و گوش بند
گر نه بینی سر حق برما بخند

اگر صورتہا واشکال والوان عجیبه در نظر آیند برآن مقید نشود مشغول بمفهوم مطلق باشد' چون بالوان مقید نشود جمیع الوان دور خواہند شد ومرتبه اطلاق امید است که مشهور گردد ومعنی ہو الظاہر ہو الباطن مکشوف شود وقریب بهمیں است شغل خدا بین که عمده کار خواجگان چشت قدس اللّٰہ اسرارہم بدو است وگفته اند که در طریقه خاندان چشت چله یک شب آنروز

Marfat.com
Marfat.com

است اگر کما حقه بجا آرد بمقصود رسد و در حین معاودت بشاه آباد که نامش دراصل انکی است عبور بر قصبه لکهنو افتاده وزیارت شیخ پیر محمد دست داد' بسیار رافت وعطوفت بکار بردند بعضی مشکلات مثنوی ومعضلات معنوی پرسیده بجواب شافی متصدی شدند وبحر الفراسة را درخواست نمودند ببعضی از اشغال اجازت دادند از انجمله تصور اطلاقیست سند وی اینست که در ابتدای یک طی نگاه دارد وبس از نماز بامداد بدانچه انشراح باشد مشغول شود وطریق انشراح اینست که یک صد چهل یک بار (۱۲۷ ب) سوره الم نشرح بخواند ویک سیپاره ویک ربع یا دو سیپاره ونصف قرآن مجید تلاوت کند پس ازان برخیزد وضو کند وشصت وهفت بار صلٰوة خمسه کند بعد ازان پاره قیلوله کرده' در اوّل وقت پیشین وضو ساخته نماز بجماعت ادا کند بعد از فراغ نماز سورة اذا جاء نصر الله سیصد وسیزده بار بخواند وباقی وقت در مشغولی حق ضرب کند با صلٰوة مشغول شود وچون اوّل وقت عصر در آید وضو جدید کرده نماز بجماعت گزارد' پس از نماز مسبعات عشر اگر معلوم باشد بخواند وگرنه این اسم را سیصد وبیست وهفت بار باتسمیه بخواند واسم انیست یا حمید الفعال ذا المن علی جمیع خلقیه بلطفه یا حمید.

پس اذان نماز مغرب گزارده بصلٰوۃ مشغول شود' چون وقت عشا در آید پس وضو جدید نموده ونمازبجماعت ادا کند پس از فراغ ہفتاد بار صلٰوۃ خوانده در خانه خالی بطریق اغلاط (کذا) صوفیه مشغول شود' چون تہجد در آید نماز تہجد ادا کرده' یک صد بار یا قدوس الطاہر را تا آخر ویکصد باریا عجیب الصنایع را تا آخر و یکصد باریا عالی الشامخ را تا آخر (۱۶۸)بخواند' چون وقت نماز بامداد در آید وضو جدید کرده نماز باجماعت ادای کند تاسه سه روز ہم چنین کند در روزِ سیوم بعد از نماز بامداد ہفت پیکر شروع کند' پیکر اول در روز اول پنج ہزار بار وہم چنین ہفت پیکر را در ہفت روز بخواند پس از مضی ہفته بعد از نماز مغرب غسل کند واز ابتدای غسل از تکلم مردم سکوت کند و پارچه پاك به پوشد وخوشبوی بر پارچه وبدن بمالد وحجره نیز معطر کند و در حجره قبله روی استاده شود وہر دو دست بردار وفاتحه بروح پیغمبر صلی اللّٰه علیه وسلم بخواند وبر ارواح جمیع بزرگان نیز بخواند وبجہت برآمدن حاجت نیز بخواند پس ازان ہفت بار درود ویازده بار الم نشرح ویازده بار اذا جاء نصر اللّٰه خوانده در حجره در آید و در سجده رود و در حالۃ سجده ہفتاد بار وہفت اغثنی یا غیاث المستغیثین خوانده بر خیزد ودوگانه تحیت الوضو ادا کرده بصلٰوه مشغول

شود، چون وقت عشاء در آید عشاء ادا کند وبطریق اغلاط مشغول شود و تصور علویات را بکاربرد روزی چند قلق و اضطراب بسیار خواہر شد پس اذان (۱۲۸ ب) کیفیتی روی خواہد داد کہ بسبب آن اسرار عجائب ظاہر خواہد شد کہ از احاطہ تحریر و تقریر خارجست واز بعضی بزرگان دریں شغل بنوعی دیگر مجاز است، طریقش آنکہ بآواز احدیث متوجہ باشد در زمان توجہ پر طاؤس یا صورت امرد را متصورباشد درادنی زمان آواز بود ظلمات بہ آب حیات کشد واین تصور را در اصطلاح خواجگان ما قدس اللّٰہ اسرارہم تصور اکبر خوانند وبکتاب اربع منازل کہ در سلوك نوشتہ اندنیز اجازت دادند وانواع اشغال وادعیہ رادروی مندرج ساختہ واین شغل بنوع دیگر نیز منقول است واین احقر بدان ماذون شدہ ومدتی بدو اشتغال نمودہ است وسندوی درین ابیات مولوی معنوی مذکور است ؎

چشم را اے چار جو در لا مکان
ہین بنہ چون چشم کشتہ سوی جان
کون پرچارہ است ہیچت چارہ نی
تاکہ بکشاید خدایت رو زنی

دو سہ ماہ در وطن گزرانیدہ شد، چون مرحوم و مغفور داؤد خان حسین زئی بجد شدہ (۱۲۹) کہ رقعہ ہا شیخ عبد

اللطیف برہانپوری را کہ ببعضی عزیزان نوشتہ اند ترتیبی لائق دہید باوجود عدم فرصت آن رقعات را جمع ساختہ بوجہ احسن ترتیب دادم وآن تالیف را جامع الکلمات نام نہادم' بعد از روز ایام مذبور بجانب شاہ آباد کہ وطن نواب مستطاب بود متوجہ گشتم' نواب را بادشاہ وقت بمہم دکن نامزد کردند نواب بدانصوب متوجہ گشت بمصاحب وی اکثری از مشائخ آن دیار را زیارت نمودہ آید' خصوصًا از زیارت شیخ برہان کہ از خلفاء شیخ عیسٰی سندھی بود محظوظ شدم باکثر از اشغال شطاریہ اجازت دادند والتفات ومرحمت کما ینبغی بجا آوردند وبرسالہ شیخ وجہہ الدین گجراتی کہ مشحون بنوادر اشغال است ماذون ساختند و بہ بعضی ادعیہ چنانکہ چہل اسم و نظائر آن بودمجاز ساختند آنگاہ لشکر متوجہ اورنگ آباد شد واز اورنگ آباد بر پُونا وہر کہ قلعہ سیوا بود متوجہ شدند وبعد از چند روز آن قلعہ از دست نواب صاحب مفتوح گشت وآنجا بطرف بلدہ بیجا پور عنان عزیمت را منعطف ساختند وخواستند (۱۲۹ ب)کہ آن ملک را در قبضۂ اقتدار خود در آرند دین اثناء بہ بعضی از بزرگان کہ در زمرہ سپاہیان بودند' ملاقات حاصل شد وبہ بعضی اشغال کہ عمدہ کار خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم بدو منوط ومُربوط

است اجازت بحصول پیوست وبالجمله از اوراد واشغال
خواجگان چشت قدس الله اسرارہم حظی کامل ونفعی
شامل که نه در استعداد این خسته شکسته بود حاصل
میکنم ودر جماعت جندیان سپاهیان وبعدم تمیز از
ایشان میگذرانم وباحیاء ثلث آخر لیالی نفی خاطر وقوف
قلبی مقیدم وبدین وسیله بغرائب واسرار عجائب اطوار
ابناءِ جنس خود ممتازم واظهار او را موجب عزامت وقت
ومثمر ندامت حاصل دانستم ودر زاویه عزلت وگوشه
مسکنت نشسته وپای شکسته امـه

باهمچکس نیک وبدم کارنی
در سینه بیکینه من آزارنی

حضرت مهیمن علی الاطلاق این احقر العباد را
بحالتی وذوقی مخصوص ساخته که اختلاط خلق
ومصاحبت عام حجاب وقت وی نگشته ومانع حضور
وذکر وی نشده وبالجمله باوقت (۱۷۰) خودخوشم اگرچه
مردمان مرا سر سری میدانندباکارخود مشغولم' هرچند
مرا سراسیمه وهردری خوانند واعتصام واعتماد من
بعروة وثقی وحبل متین خواجگان چشت قدس الله
اسرارہم است که یکی از ایشان در عهد خودجنید وقت
وبا یزید عهد بود بلک ایشان را بحضرت واهب
العطیات ودرگاه مفخر الموجودات نسبتی وخصوصیتی

حاصل است کہ ہیچ فردی را از اولیاء نسبت وخصوصیت نیست وباین ہمہ در انکسار وافتقار چنان کوشیدہ کہ در حالت سکر و تحیّر لفظی کہ مشعر از خلاف ظاہر شرع بود وحرفی کہ مبنی ازخود بینی وہستی باشد باوجود نیامدہ وہر کہ بدین طریقہ شریفہ پیوست وبسعادت ابدی ملحق گشت وبمناصب علیا ودولت عظمیٰ مواصلت یافت و در سلاسل دیگر از ہزار یکی بہ مقصود رسد در خانوادہ از الوف واحدی نباشد کہ بمطلوب نہ رسید علی الخصوص این احقر العباد را بحضرت جامع الرموز معدن الکنوز قطب المشائخ فرد الرواسخ حبیب اللّٰہ محبوب اللّٰہ' محبوب اللّٰہ برہان العارفین حجۃ العاشقین عمدۃ المعشوقین خواجہ معین الحق (۱۷۰ب) والملۃ والدین حسن سجزی قدس اللّٰہ سرہٗ اعتقاد خاص ہست کہ بحوادث دوران ووقائع زمان نقش محبت وی از لوح سینہ من انقطاع پذیر نیست امیدوار ہستم کہ اگر ظلمات شک دامن گیر وقت من گردد وآن خورشید انور ونیّر اکبر نور یقین بخشد واگر شیاطین الانس والجن مانع عروج سپہر یقین وصعود افلاک متین دین شوند آن شہاب ثاقب مدد فرماید[۲]

گنج اسرارِ یقین خواجہ معین الدین است
رہبر کشورِ دیں خواجہ معین الدین است

---

۲ اس باب کے آخر میں خواجگان چشت کی منقبت میں چھیانوے (۹۶) شعروں کا ایک فارسی قصیدہ ہے' ہم نے اختصار کے پیش نظر صرف پہلا شعر نقل کیا ہے۔

نامِ او نزد حق مرشد محبوب و حبیب
شاہد حال چنین' خواجہ معین الدین است

....

چشتیاں چون ز تفکر سوی بالا بینند
آفتاب رُخ معشوق ہویدا بینند

☆☆☆☆☆

ضمیمۂ ثانی

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلاف
ایک فتویٰ اور اُس کا تجزیہ

مصلحین قوم کی مخالفت یقینی اور فطری امر ہے' ان مصلحین میں سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر معترضین نے جو جو اعتراضات کیے اور الزامات لگائے' تاریخ ان کج فہموں کی ستم ظریفوں کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔

خود حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زندگی میں مخالفین نے شدید مخالفت کی اور آپ کے وصال کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور آج تک عاقبت نااندیش اور جاہل مصنفین اپنے قلم کو آپ ؒ کی مخالفت سے زہر آلود کرتے رہتے ہیں خود حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات شریف میں جابجا کم فہموں کے اعتراضات کے خدشہ کا ذکر فرمایا ہے' ایک مقام پر لکھا ہے:

> ''سبحان اللہ! اس قسم کے عجیب و غریب معارف مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں جن کو سن کر عجب نہیں کہ ابناءِ جنس بھی مجھ سے نفرت کریں اور محرم بھی مخالفت کے درپئے ہو کر نامحرم اور مجرم بن جائیں''۔[1]

اس مخالفت کی نوعیت ہر دور میں مختلف رہی چنانچہ اورنگ زیب عالمگیر جو کہ خود حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا مرید تھا' کے دور میں بھی مخالفین نے سر اُٹھایا' مکتوبات شریف کے خلاف اورنگ زیب کے وضعی خط کا ذکر ہم اس کتاب کے پانچویں باب میں کر چکے ہیں' حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادگان سرہند سے نکل کر کہیں جاتے تو یہ علمائے سو اور علمائے ظاہر ضرور ان صاحبزادگان سے مناظرہ و مجادلہ

---

[1] مجدد الف ثانیؒ: مکتوبات جلد ثالث مکتوب نمبر ۸۸

کرتے جب حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصومؒ لاہور تشریف لائے تو آپ کی تشریف آوری پر علمائے سو نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات پر اعتراضات کیے اور بہت بڑا مناظرہ بلکہ مجادلہ و مناقشہ ہوا' حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ (متوفی ۱۱۰۸ھ) گواہ ہیں کہ ان علماء کے لایعنی اعتراضات سن کر حضرت خواجہ سیف الدینؒ خاموش رہے اور خلوت میں فرمایا کہ یہ کج فہم علماء سو حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کلام کیا سمجھ سکتے ہیں؟[۲]

اس قسم کے کج فہم علماء نے حضرت مجدد الف ثانی کی تکفیر کے فتوے تیار کیے جن پر علمائے عرب و عجم کے دستخط کروا کر تشہیر کروائی گئی' اسی قسم کے بے سروپا اور لایعنی فتووں میں سے ایک فتویٰ ۱۰۹۰ھ کے قریب لکھا گیا' روضۃ القیومیہ میں ۱۰۹۴ھ کے واقعات کے تحت ایک محضر کا ذکر کیا گیا ہے کہ مکتوبات میں خلاف شرع مواد کی وجہ سے اس کے درس کو موقوف کر دیا جائے' روضۃ القیومیہ میں ہے:

"بریں معنی محضری نوشتند وتمامی مہر ہای علماء برآن کردند".[۳]

حضرت شیخ محمد نقشبند ثانیؒ (متوفی ۱۱۱۵ھ) نے اپنے مکتوبات میں ایک "رسالہ استفتاء" کا ذکر کیا ہے[۴] روضۃ القیومیہ میں مذکورہ محضر اور مکتوبات خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ میں جس رسالہ استفتاء کا ذکر کیا گیا ہے اسے پیش نظر رسالہ استفتاء ہی تصور کرنا اس لیے بھی مشکل معلوم ہوتا ہے کہ عبدی نے اس استفتاء کو نقل کرنے سے پیشتر لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے رد میں چار فتوے لکھے گئے ان میں سے ایک فتویٰ (معارج الولایت میں) نقل کیا جا رہا ہے' عبدی لکھتا ہے:

[۲] محمد عمر بن ابراہیم پشاوری' مولانا: ظواہر ۱۱۱۲ھ قلمی ورق ۱۷۱۔الف تا ۱۷۲

[۳] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ رکن سوئم قلمی فارسی

[۴] عماد الدین محمد ا وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول ﷺ مکتوب نمبر ۱۱۸ حصہ اوّل

"چون علماء عرب و عجم در ردِّ او (شیخ احمد الکابلی السرہندی) چہار استفتاء نوشتہ اند وایراد ہر چہار بسطِ کلام میکشید وبطول عبارت می انجامید برابر اویکے ازان اختصار میرود"۔ [۵]

معلوم نہیں ان چار استفتاء میں سے کس فتوے کا ذکر روضۃ القیومیہ اور مکتوبات خواجہ محمد نقشبندی ثانیؒ میں کیا گیا ہے' اس لیے ڈاکٹر ایس ایم اکرام کا مشمولہٗ معارج الولایت استفتاء کو وہی "رسالہ استفتاء" قیاس کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ [۶]

یہ استفتاء ۱۰۹۰ھ کے قریب لکھا گیا کیونکہ اس پر جن علماء نے اپنے تصدیقی دستخط کیے ہیں' اسی دور کے معلوم ہوتے ہیں' یہ ہماری محض قیاس آرائی ہے کیونکہ استفتاء پر کوئی سن تحریر نہیں ہے۔

اس استفتاء پر جتنے علماء نے دستخط کیے ہیں ان کے حالات سے معروف تذکرے یکسر خالی ہیں وجہ یہ ہے کہ یہ علماء معروف نہیں ہوئے بعض نام وضعی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ان کے تاثرات کے بعد ان کی مہر تصدیق کے ساتھ نام سے پہلے "مولانا" کا لفظ لکھا ہوا ہے' مولانا اپنے نام کے ساتھ کوئی نہیں لکھتا مثلاً "مولانا جان محمد" دو جگہ لکھا گیا ہے پھر مولانا تیمور لاہوری"۔

اس استفتاء کا محرک اور مستفتی عبدالوہاب مرید شاہ جیلان ہے جس کے استفتاء پر ان علماء نے اپنے دستخط ثبت کر کے تصدیق کی ہے۔

---

۵ عبدی: معارج الولایت ورق: ۵۹۹ب

۶ اکرام' ایس ایم' ڈاکٹر: رود کوثر صفحہ ۲۸۴

(۱) ابوالفتح (۲) عبدالصمد بن حافظ یار محمد معذور القریشی العباسی الکروڑی (۳) تاج محمود شورکوٹ (۴) فقیر بن مظہر خان احمد (۵) عنایت اللہ (۶) سید شاہ محمد ناگوری (۷) عنایت اللہ (۸) مولانا جان محمد (۹) مولانا جان محمد (۱۰) محمد اشرف اورنگ آبادی (۱۱) سید حامد عبدالقادر ناگوری (۱۲) شیخ ابوالخیر نبیرہ حضرت سلطان التارکین (۱۳) محمد اکرم بن شیخ محمد الدینوری کتبہ شیخ محمد (بن) مولانا عبداللہ فقہی لاہوری (۱۴) محمد باقر اجمیری (۱۵) بہاء الدین مفتیٔ ملتان (۱۶) تاج محمد عباسی (۱۷) ابوحنیفہ مفتی ملتانی (۱۸) حافظ محمد طاہر تلمیذ مولانا عبداللہ سیالکوٹی (۱۹) قاضی خواجہ محمد (۲۰) فتح محمد مفتی پرگنۂ ہزارہ جہانگیرنگر (۲۱) محمد تقی ساکن قصبہ چیمہ چٹھہ من مضافات لاہور (۲۲) لطف اللہ قاضی (۲۳) عبداللہ (۲۴) عبدالکریم بن محمد جمیل لاہوری (۲۵) ابوالحسن لاہوری (۲۶) روح اللہ لاہوری (۲۷) سلیمان لاہوری (۲۸) عبدالمومن لاہوری (۲۹) حافظ نعمت اللہ لاہوری (۳۰) محمد ہاشم لاہوری خواہرزادۂ عبدالکریم لاہوری (۳۱) عبدالغنی بن شیخ عبداللطیف مفتی لاہوری (۳۲) محمد عبداللہ (۳۳) مولانا تیمور لاہوری (۳۴) نور محمد (۳۵) عبدالحمید تلمیذ مولانا تیمور لاہوری (۳۶) عبدالرحمٰن قادری لاہوری (۳۷) قاضی نورالدین (۳۸) شیخ غلام محمد (۳۹) سید ولی لاہوری (۴۰) محمد حاصل فرلی (۴۱) محمد صادق امام مسجد قاضی محمد افضل (۴۲) سید عنایت اللہ لاہوری (۴۳) عبدالوہاب بن سلطان محمد۔

ان میں سے اکثر علماء کے حالات تذکروں میں قطعاً نہیں ملتے، بعض کا ذکر حاجی محمد اسمٰعیل عرف میاں وڈا لاہوری کے تلامذہ و خلفاء کے تحت ملتا ہے[ے] مثلاً مولانا تیمور لاہوری، مولانا جان محمد اور مولانا جان محمد ثانی لیکن ان علماء کی علمی حیثیت مسلمہ نہیں ہے، اس فتوے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ سے جن اعتقادات کو

منسوب کیا گیا ہے وہ سب پادر ہوا ہیں (ان پر مفصل بحث اپنے مقام پر آئے گی) اگر اس میں کوئی قابل توجہ بات ہوتی تو اس وقت کے مسلمہ علماء اور مفتی حضرات اس پر ضرور اپنی مہر ہائے تصدیق ثبت کرتے' اس دور کے سربرآوردہ علماء فتاویٰ عالمگیری جیسی کتاب کی تدوین میں مصروف تھے' ان میں سے کسی بھی عالم کے دستخط اس استفتاء پر نہیں ہیں' فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

مولانا عبداللہ چلپی (مترجم فارسی فتاویٰ عالمگیری) سید علی اکبر سعد اللہ خانی' سید نظام الدین ٹھٹھوی' قاضی ابوالخیر ٹھٹھوی' جلال الدین محمد' ملا حامد جونپوری' شیخ رضی الدین' مولانا محمد شفیع' مولانا محمد فائق' ملا محمد اکرم لاہوری[8] ملا فصیح الدین پھلواری[9] سید نظام الدین ثانی وسید ابوالقاسم ثانی بن سید نور محمد ثانی'[10] شیخ جلال الدین محمد جونپوری' شیخ وجیہ الدین گوپاموی' شیخ محمد حسن جونپوری' ملا محمد غوث ابو محمد کاکوروی' ملا سعید بن قطب الدین شہید سہالوی' علامہ ابوالفرج اور ملا غلام محمد وغیرہ۔[11]

ان مستند اور مسلمہ علماء میں سے سے کسی بھی عالم کا نام اس استفتاء میں نظر نہیں آتا اور کوئی فتویٰ ان علماء کے دستخطوں کے بغیر قابل قبول نہیں تھا۔

اس استفتاء پر لاہور کے تیرہ (۱۳) علماء نے دستخط کیے لیکن ان میں سے کسی

---

۸ حافظ مجیب اللہ ندوی: ''فتاویٰ عالمگیر اور اس کے مؤلفین'' مقالہ مشمولہ معارف اعظم گڑھ جنوری ۱۹۴۷ء

۹ عون احمد قادری: ''ملا فصیح الدین'' مقالہ معارف اپریل ۱۹۴۷ء

۱۰ راشدی حسام الدین پیر: فتاویٰ عالمگیری کے دو سندھی مؤلفین مقالہ معارف جون ۱۹۴۷ء

۱۱ حافظ مجیب اللہ ندوی: ''فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین'' مقالہ مشمولہ معارف مارچ ۱۹۴۸ء' نومبر ۱۹۴۷ء' دسمبر ۴۷' دسمبر ۴۶

عالم کی بھی علمی حیثیت واضح نہیں ہے جب کہ اس وقت لاہور میں ایسے نامور علماء موجود تھے جن کی شہرت سارے عالمِ اسلام میں تھی۔

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری نقشبندیؒ متوفی ۱۰۴۰ھ نے اپنے ایک مکتوب میں جو انہوں نے اپنے شیخ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں ارسال کیا تھا' لکھتے ہیں کہ جب میں بحکم شیخ لاہور پہنچا تو بعض حاسدوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مکتوب جس میں کہ مقامات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تحریر کیے گئے ہیں' میں الحاق کر کے اس پر اعتراض کیے' مولانا حامد اصل مکتوب شریف مولانا عبدالسلام لاہوریؒ کی خدمت میں لے گئے' مولانا نے مطالعہ کے بعد کہا کہ اس پر کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور مکتوب کی بہت تعریف کی جس سے حاسدوں کے منہ بند ہو گئے۔[۱۳]

اس استفتاء کے وقت لاہور میں حسب ذیل اجل علماء موجود تھے۔

مولانا الہداد' مولانا جمال الدین' شاہ محمد غوث بن حسن' شیخ سعد اللہ' قاضی محمد افضل' خواجہ ایوب' شیخ بدرالدین قادری' شیخ جمال اللہ' شیخ عبدالحکیم قادری' مولانا نور محمد مدقق (اگرچہ فتوے میں ایک نام نور محمد بھی درج ہے لیکن اس کے ساتھ ''لاہوری'' کی تخصیص نہیں ہے) شیخ عبداللہ بن اسماعیل' شیخ محمد بن فرید قادری' مولانا محمد مراد' مفتی محمد تقی' شیخ نصرت اللہ اور مولانا یار محمد[۱۴] وغیرہ۔

ان میں سے کسی بھی عالم کے دستخط اس فتوے پر نہیں ہیں۔

اس استفتاء پر جتنے علماء نے دستخط کیے ہیں تقریباً سب کا مدار

---

[۱۳] شیخ بدرالدین سرہندی: حضرات القدس جلد دوم صفحہ ۲۹۲' اُردو صفحہ ۳۲۳ فارسی

[۱۴] ان علمائے لاہور کے حالات و کمالات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر جلد پنجم و ششم وغیرہ۔

مستفتی (عبدالوہاب مرید شاہِ جیلان) کی خودساختہ عبارتیں ہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مفتی فتوے کی روح سے بے خبر اور سیاق و سباق سے بے پروا ہو کر اپنے دستخط ثبت کر دیتا ہے، یہ فتویٰ بھی اس بے پروائی کی واضح ترین مثال ہے۔

اس استفتاء کے مستفتی اور دستخط کنندگان کی علمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی اپنی تحریر کردہ عبارتوں میں عربی قواعد سے بے اعتنائی برتی گئی ہے اکثر جملے قواعد کی قید سے آزاد ہیں، ہم مثال کے طور پر چند الفاظ ذیل میں نقل کرتے ہیں:

غلط	صحیح
فی حکمه قتله	فی حکمه بقتله
مقام المحمدی	المقام المحمدی
معتقده	معتقدها
بل ولیٍ	بل ولا ولیٍ
سخو	سخروا
تابعیه	تابعوه

اکثر مقامات پر عبارتیں لایعنی، غیر مربوط اور غیر واضح ہیں چنانچہ ہم نے اس استفتاء کے حواشی میں ایسے اشارے کر دیئے ہیں۔

مستفتی کی عبارت کا ملخص ترجمہ حسب ذیل ہے:

(۱) یہ شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ احمد روح کا نام ہے، اس سے نبوت ملائکہ کا تعلق ہے اور ایک ہزار سال گزر جانے کے بعد جسم بھی روح بن گیا تو مقامِ محمدی اب خالی رہے گا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں اور عیسویت سے نکلیں اور محمدیت میں داخل ہوں اور پھر دین اسلام کی تائید کریں۔

(۲) رسول ﷺ کو اللہ نے حکم دیا کہ وہ ''خُلت'' حاصل کریں اور ملتِ ابراہیم کی پیروی کریں اور اس سے پہلے آپ ﷺ اس مقام پر نہیں تھے بلکہ اس سے ہٹے ہوئے تھے کیونکہ یہ آپ ﷺ کے مقام قطبیت کے خلاف تھا' ایک ہزار سال کے بعد اُمت کا ایک فرد بالاصالت خُلت کے مقام کو پہنچا اور اس شخص کی وساطت سے حضرت محمد ﷺ کو خلت حاصل ہوئی۔

(۳) یہ شخص مرکز ثالث ہے اور اس کو تعین اوّل میں بہت سے مراحل میں سبقت حاصل ہے اور وہ مطلوب کی بہت سی منازل میں قریب تر ہے۔

(۴) یہ شخص اللہ تعالیٰ تک نبی کے وسیلہ کے بغیر پہنچا ہوا ہے..........

سارے فتوے کا حاصل یہ ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر' زندیق اور واجب القتل ہے' یہ بات عقائد اسلام میں شامل ہے کہ نبی کی اہانت کرنے والا کافر ہے' لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا کہیں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کسی نبی کی توہین کی ہے؟ ہمارے خیال میں توہین تو ایک طرف حضرت مجدد الف ثانی کی تحریرات میں کسی نبی کے متعلق ابتذال کا ادنیٰ سا شائبہ تک نہیں پایا جاتا' حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی تحریرات میں انبیائے کرام کے جو فضائل و مناقب بیان کیے ہیں اگر انہیں جمع کیا جائے تو بہت سے صفحات درکار ہوں گے' مخالفین کو تو محض حیلے بہانے درکار ہوتے ہیں' انہوں نے مخالفت کے جوش میں حضرت مجدد الف ثانی جن کی ساری زندگی قال اللّٰہ وقال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں بسر ہوئی' کو خواہ مخواہ ''شاتم رسول'' بنا دیا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھذہ الخرافات

ہم نے حضرت مجدد الف ثانی کی تحریرات میں سے امکانی کوشش کر کے اس استفتاء میں مندرج عبارتیں تلاش کیں اور جب مستفتی کی عبارات سے ان کا مقابلہ

کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دیگر منافق مستفتیوں کی طرح اس فتوے کے مستفتی نے بھی حضرت مجدد الف ثانی کی تحریرات میں خاصی تحریف کر کے اپنے گناہ میں علماء کو بھی ملوث کیا ہے، حضرت مجدد الف ثانی کی عبارات میں مستفتی نے کہاں تک تحریف کی اس کے انداز ہ کے لیے ہم نے تقابلی خاکہ بنا دیا ہے تاکہ سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

تقابلی جائزہ

فرمودۂ حضرت مجددؒ

بعد از ہزار وچند سال
اززمانِ رحلتِ آن سرور
علیہ وعلٰی آلہ
الصلوت والتحیات
زمانے می آید کہ حقیقت
محمدی از مقام خود
عروج فرماید وبمقام
حقیقت کعبہ متحد گردد
این زمان حقیقت
محمدی حقیقت احمدی
نام یابد ومظہر ذاتِ احد
جل سلطانہ گردد وہر دو
اسم مبارك بہ مسمٰی
متحقق شود ومقام سابق
از حقیقت محمدی خالی
ماند' تازمانیکہ حضرت
عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ
الصلٰوۃ والسلام نزول

مستفتی کی محرف عبارت

احمد اسمه للروح يتعلق به
نبوة الملائكة ومحمد صلی
اللّٰه علیه وسلم اسم للجسم
يتعلق به نبوة الانسان ثم صارا
ذالك الجسم بعد الف سنة
روحًا فالمقام المحمدی خالٍ
الی ان ینزل عیسٰی علیه
السّلام ويخرج عن العيسوية
ويدخل المحمدية ثم يؤيّد
الدين ۔

فرمايد وعمل بشريعت
محمدی نمايد عليهما
الصلوٰت والتسليمات
والتحيات ودرآن وقت
حقيقت عيسوی از مقام
خود عروج فرموده بمقام
حقيقت محمدی که خالی
مانده بود استقرار کند۔[۱۵]

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوا کہ مستفتی نے حضرت مجدد الفثانی کہ عبارت میں کس طرح تحریف کر کے الزامات تراشے ہیں' اس عبارت میں مستفتی کے خود ساختہ عقائد جو اس نے حضرت مجدد الف ثانی سے منسوب کیے' حسب ذیل ہیں:

(i) احمد روح کا نام ہے' اس سے نبوت ملائکہ کا تعلق ہے' ایک ہزار سال گزر جانے کے بعد جسم بھی روح بن گیا۔

(ii) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمانے کے بعد منصب نبوت سے دستبردار ہو کر دین محمدی کے مطابق دعوت دیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت میر محمد نعمان بدخشیؒ نے "مبداء و معاد" کی منقولہ بالا عبارت کی توضیح ایک عریضہ کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے چاہی تھی' حضرت مجدد الف ثانیؒ نے منقولہ بالا اپنی عبارت نقل کرنے کے بعد اس کی مفصل توضیح کر کے اپنا مکتوب گرامی ارسال فرمایا' مستفتی کا فریب دیکھیے کہ اس نے توضیحات پر غور کرنا تو درکنار قابل توضیح عبارت کو استفتاء کا مدار بنا لیا اور پھر اس توضیح طلب

[۱۵] امام ربانی مجدد الف ثانی: مبداء و معاد نمبر ۴۸' مکتوبات امام ربانی جلد اوّل مکتوب نمبر ۲۰۹

عبارت کو بھی اس نے جس طرح مسخ اور محرف کر کے پیش کیا ہے اس کی وضاحت ہم اوپر کر چکے ہیں خود حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنی منقولہ بالا عبارت کی جو توضیح فرمائی ہے' اسے ہم ذیل میں ملخصاً نقل کرتے ہیں:

از زمان رحلت او علیہ وعلٰی الہٖ الصلوٰۃ والسلام چون ہزار سال گذشت کہ مدت مدید است وازمنہ متطاولہ جانب روحانیت بر نہجی غالب آمد کہ جانب بشریت را بتمام متلون بلون خودساخت وعالم خلق را منصبغ بہ صبغ عالم امر گردانید' پس ناچار آنچہ از عالم خلق' اُو علیہ وعلٰی الہٖ الصلوٰۃ والسلام رجوع بحقیقت خود نمودہ بود یعنی حقیقت محمدی عروج فرمودہ ملحق بہ حقیقت احمدی متحد شد..........

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ رحلت کو جب ہزار سال ہو چکے جو ایک طویل مدت ہے اور (جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے) یہ طویل زمانہ روحانیت پر اس طرح اثر انداز ہوا کہ بشریت کے تمام پہلوؤں کو اپنے رنگ میں رنگ لیا اور عالم خلق کو عالم امر کے رنگ میں رنگدیا' پس ناچار یہ کہ عالم خلق سے حضور علیہ وعلٰی الہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حقیقت کی طرف رجوع کیا یعنی حقیقت محمدی عروج کر کے حقیقت احمدی سے ملحق ہو گئی اور حقیقت محمدی حقیقتِ احمدی کے ساتھ متحد ہو گئی..........حضرت عیسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب (اس دنیا میں)

Marfat.com
Marfat.com

چون حضرت عیسٰی	نزول فرمائیں گے اور متابعت
علی نبیّنا وعلیه	شریعت خاتم الرسل علیهم
الصلوٰة والسلام نزول	الصلوٰة والسلام اور اس تبعیت
خواهد فرموده متابعت	کی بنا پر اپنے مقام حقیقت محمدی
شریعت خاتم الرسل	تک پہنچ جائیں گے اور دین محمدی
علیهم الصلوٰة والسلام	علیه والصلوٰة والسلام
خواهد نمود از مقام خود	والتحیة کو تقویت دیں گے' اسی
عروج فرموده به تبعیت	واسطے اگلی شریعتوں کے بارے
بمقام حقیقت محمدی	میں منقول ہے کہ ہر اولی العزم پیغمبر
خواهد رسید وتقویت دین	کے ارتحال کے ایک ہزار سال
او علیهما الصلوٰة والسلام	بعد انبیاء کرام اور رُسل عظام مبعوث
والتحیة خواهد نمود ازین	کیے گئے تا کہ وہ اس پیغمبر کی شریعت
جاست که نقل میکنند از	کو تقویت دیں اور اسی کی دعوت کو
شرائع ما تقدم که بعد	استحکام بخشیں' جب اس (اولی العزم
ازهزار سال ازارتحال	پیغمبر) کا دورۂ ''دعوت شریعت'' ختم
پیغمبر اولی العزم از	ہو جاتا اور دوسرا اولی العزم پیغمبر
انبیاء کرام ورسل عظام	مبعوث ہو جاتا اور وہ اپنی شریعت
مبعوث میشدند که	کی تجدید کرتا اور چونکہ خاتم الرسل
تقویت شریعت آن	علیه وعلیهم الصلوٰة
پیغمبر فرمایند واعلاء	والتسلیمات کی شریعت نسخ و
کلمۂ اونمایند وچون	تبدیل سے محفوظ ہے لہٰذا آپ کی

دورۂ دعوت شریعت او تمام میشد پیغمبر اولی العزم دیگر مبعوث می گشت وتجدید شریعت خود میفرمود وچون شریعت خاتم الرسل علیه وعلیهم والصلوٰتُ والتسلیمات ازنسخ وتبدیل محفوظ است علماء امت او را حکم انبیاء داده کار تقویت شریعت و تائید ملت را بایشان تفویض فرموده مع ذلک یک پیغامبر اولی العزم را متابع اوساخته ترویج شریعت اونموده است۔[۱۶]	اُمت کے علماء کو انبیاء کا قائم مقام بنا کر تقویتِ شریعت و تائید ملت کا کام سونپا گیا اور مزید بر آن ان کے متابع ایک پیغمبر اولی العزم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو بھیج کر ان کی شریعت کو ترویج دی گئی ہے۔
فرمودۂ حضرت مجددؒ	**عبارت مستفتی**
سید البشر بمتابعت ملت او مامور گشت اتبع	ان اللّٰه امر محمدًا صلی اللّٰه علیه وسلم باکتساب الخلة

[۱۶] مجدد الف ثانی: مکتوبات جلد اول مکتوب نمبر ۲۰۹

ملۃ ابراھیم حنیفًا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰت والبرکات وبعد از وی ہر پیغمبر کہ مبعوث گشت مامور بمتابعۃ او شد علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات ۱؎ بعد از ہزار سال این نقطہ مرکز دائرۂ ثانی کہ حقیقت محمدی بآن مربوط است......پس آن سرور را علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام بتوسط آن فرد کمالات محیط آن دائرہ نیز میسر شد وولایت خلت در حق او علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام نیز تمام گشت و دعائے اللّٰھم صل علیٰ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم بعد از ہزار سال

وان اتبع (یتبع) ملۃ ابراھیم حنیفًا وکان ذٰلک متغیرًا علیہ لانہ علی خلاف مقتضی المقام القطبی لہ ثم وصل الخلۃ فرد الامۃ بالاصالۃ بعد الف سنۃ بتوسط ذٰلک الفرد حصلت الخلۃ لمحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔

۱؎ مجدد الف ثانی: مکتوبات جلد ثالث مکتوب نمبر ۸۸

باجابت مقرون گشت۔[۱۸]

اس عبارت سے مستفتی یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فضیلت دی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے جس مکتوب (جلد سوم ۸۸) پر مستفتی نے اعتراض کیا ہے اسی مکتوب میں آپ نے اس خدشہ کا اظہار فرماتے ہوئے جواب دیا ہے کہ ''(معترضین) خیال کرتے ہیں کہ خلیلؑ کو حبیبؐ پر فضیلت دیتا ہے اور حبیبؐ کو خلیل کا جزو بناتا ہے کیونکہ تمام تعینات کو تعینِ اول میں مندرج جانتا ہے اگرچہ اوپر ان کے توہم کو دفع کیا گیا ہے اور شافی جواب دیا ہے''۔

آپ نے فضیلت کے درج بالا توہم کا ازالہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

وصول بذات نیز در رنگ تجلی ذات تقدس وتعالیٰ بر دو قسم است باعتبار نظر ست وباعتبار قدم یعنی نظر واصل است یا ناظر به نفس خود واصل وآن قسم که وصول نظری ست بالاصالت نصیب حضرت خلیل است که اقرب تعینات بحضرت ذات تعالیٰ تعین اول	''وصول بذات'' بھی تجلی ذات کی طرح دو قسم پر ہے' ایک باعتبار نظر کے ہے' دوسری قسم جو وصول نظری ہے بالاصالت حضرت خلیل کے نصیب ہے کیونکہ تمام تعینات میں تعین اوّل حضرت ذات تعالیٰ سے قریب تر ہے جو حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب ہے جیسے کہ گزر چکا ہے اور جب تک اس تعین تک نہ پہنچے نظر اس سے آگے نہیں گزرتی اور وہ قسم جو باعتبار قدم کے ہے بالاصالت

[۱۸] ایضاً مکتوب نمبر ۹۴

است که ربّ اوست
چنانچه گذشت وتاآن
تعین نرسد نظر بماوراءِ
ان نفوذ نه کند و آن قسم
که باعتبار قدم است
بالاصالت مخصوص
بحضرت حبیب است
که محبوب رب العالمین
ست محبوبان را جائے
برند که خلیلان از انجا
در مانند مگر آنکه به
تبعیّت شان برونند
خلیلی باید که نظر او تا
مقام وصول رئیس
محبوبان علیه وعلیٰ الهٖ
الصلوٰة والسلام برسند ودر
راه که تهی نه کنند
بالجمله تجلی ذات
بیک وجه بالاصالة۔
مخصوص بحضرت
خلیل است ودیگران

حضرت حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ساتھ مخصوص ہے، جو محبوب رب
العالمین ہیں اور محبوبوں کو اس جگہ
لے جاتے ہیں جہاں خلیل نہیں جا
سکتے سوائے ان کے ان کی تبعیت
سے ان کو وہاں تک لے جائیں،
خلیل بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ اس
کی نظر اس مقام وصول تک پہنچ
جائے جہاں محبوبوں کے رئیس پہنچے
ہیں اور راستہ ہی میں نہ رہ جائے،
غرض تجلی ذات بیک وجہ سے
بالاصالت حضرت خلیل علیٰ نبینا وعلیہ
الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص
ہے دوسرے ان کے تابع ہیں اور
دوسری وجہ سے وہ تجلی ذات
حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ
التسلیمات کے ساتھ مخصوص ہے اور
دوسرے ان کے تابع ہیں چونکہ
دوسری وجہ کو مراتب قرب میں زیادہ
قوت اور دخل ہے اس لیے ناچار تجلی
ذات کو حضرت خاتم الرسل کے

تابع اویند علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلامہ وبوجود دیگر آن تجلی بالاصالت مخصوص بحضرت خاتم الرسل است ودیگران تابع اویند علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات وچون وجہ ثانی اقوی وادخل است در مراتب قرب ناچار تجلی ذات را بیشتر مناسبت بہ حضرت خاتم الرسل حاصل گشت وتخصیص بوی پیدا کرد واو صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از حضرت خلیل واز سائرِ انبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات افضل آمد۔[19]

ساتھ زیادہ تر مناسبت حاصل اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے؛ اسی لیے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خلیل اور باقی تمام انبیاءؑ سے افضل ٹھہرے۔

[19] مجدد الف ثانی: مکتوبات جلد ثالث مکتوب نمبر ۸۸

اس عبارت سے مستفتی یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے لکھا ہے کہ میرے وسیلے سے حضرت نبی کریم ﷺ کو خلت حاصل ہوئی' مستفتی نے حضرت مجدد الف ثانی کے جس مکتوب پر اعتراض کیا ہے' اسی میں ''تنبیہ'' کے عنوان سے اس خدشہ اور شک کو آپ نے دور فرمایا ہے' جس پر ایک مخالف کی نظر نہیں جا سکتی تھی' ہم یہاں اس تنبیہ کو ملخصاً نقل کر رہے ہیں:

تنبیہ: نبی ہر چند بعضے کمالات را بتوسطِ فردی از افراد اُمّتِ خود حاصل نماید وبتوسل او ببعض مقامات برسد امّا نقص آن نبی ازین راہ لازم نیاید وآن فرد را مزیتی باین توسط برآن نبی حاصل نہ نشود چہ آن فرد این کمال را بمتابعت آن نبی یافتہ است و بہ طفیل او باین دولت رسیدہ پس آن کمال فی الحقیقت از آنِ آن نبی است و نتیجۂ متابعت اوست وآن

نبی اگرچہ بعض کمالات اپنی اُمت کے افراد میں سے ایک فرد کے واسطے سے حاصل کرنے اور اس کے وسیلے سے بعض مقامات پر پہنچے لیکن اس وجہ سے اس نبی کا نقص لازم نہیں آتا اور اس توسط کے باعث اس فرد کو اس نبی پر فضیلت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ اس فرد نے کمال اس نبی کی متابعت سے حاصل کیا ہے۔ اور اسی کے طفیل اس دولت کو پایا ہے' پس وہ کمال درحقیقت اس نبی ہی کا کمال اور اس کی متابعت کا نتیجہ ہے اور وہ فرد کی حیثیت اُس کے ایک خادم سے زیادہ نہیں ہے جو اسی کے خزانوں سے خرچ کر کے لباسہائے مزیب

فرد بیش از خادم او نیست که از خزائن او خرچ کرده لباسهای مُزَیَّب وفرشهای مُزَیّن طیار کرده می آرد که باعث مزید حسن و جمال مخدوم میگردد ودر عظمت وکبریای او می افزائید، اینجا کدام نقص مخدوم است و کدام مزیت خادم، امداد واعانت از همگنان نقص است امّا از خدام وغلمان که امداد واعانت واقع شود عین کمال است وموجب ازدیاد جاه و جلال ناقصی باشد که یکے را به دیگری خلط کند و در توہم منقصت افتد، بادشاہان بامداد خدام و

وفرشہائے مزین تیار کر کے لاتا ہے جو مخدوم کے حسن و جمال کو دوبالا اور اس کی عظمت و کبریائی میں اضافہ کرتا ہے، اُس میں کون سا مخدوم کا نقص اور کون سی خادم کی بڑائی پائی جاتی ہے، ہمسروں سے مدد واعانت لینا عین کمال اور جاہ و جلال کی زیادتی کا باعث ہے۔ کوئی ناقص اور بے سمجھ ہی ہوگا جو ایک دوسرے سے ملائے گا اور نقص کا وہم کرے گا، بادشاہ اپنے خادموں اور لشکروں کی امداد سے ملک لیتے اور قلعے فتح کرتے ہیں، اس امداد سے بادشاہوں کی عظمت و شان بڑھتی ہے، خادموں اور لشکروں کو شرف و عزت حاصل ہوتی ہے، اُمت کے لوگ بھی انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم اور غلام ہیں اگر ان سے ان بزرگوں کو امداد پہنچے تو اس سے ان بزرگوں کا کیا نقص ظاہر ہوتا ہے؟ اور جو یہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ

حشم ملکہا می گیرند وقلعہا فتح مے نمایند وازین امداد غیر از عظمت وابہت بادشاہان ہیچ معلوم نہ میشود ونیز غیر از شرف و عزت خَدَم و حشم ہیچ ظاہر نہ مے گردد امتان خُدام وغلمان انبیاء اند علیہم الصلوات والتسلیمات اگر ازینہا امدادہا باین بزرگواران برسد چہ جائے توہم منقصت شانِ است وآنکہ گویند کہ این بزرگواران اصلًا محتاج بامداد نیستند وجمیع مراتب کمال ایشان را بالفعل حاصل استمکابرہ صریح است چہ این بزرگواران نیز

ہرگز امداد کے محتاج نہیں ہیں اور کمال کے تمام مراتب ان کو بالفعل حاصل ہیں یہ صریح مکابرہ اور ہیکڑپن ہے کیونکہ یہ بزرگوار بھی حق تعالیٰ کے بندے ہیں اور ہمیشہ اس کے فضل ورحمت کے فیوض و برکات کے امیدوار اور ترقیات کے خواہاں ہیں۔حدیث میں آیا ہے کہ ”من استوی یوماہُ فھو مغبون “ (جس کے دونوں دن برابر ہیں وہ گھاٹے میں ہے) اور آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت سے فرمایا: سلوا لِیَ الْوَسِیْلَۃَ (میرے لیے وسیلہ طلب کرو) اسی طرح دیگر احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں۔

بندگان خدا اند جلّ شانہ
وہمـــوارہ از فیـوض و
برکات فضل و رحمت او
امیـد دارنـد وہمیشـــہ
خـواہـان تـرقیات در
حقیقـت آمدہ است مَن
اِسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ وآن
سـرور مـراتـب خـود را
فـرمودہ است علیہ وعلٰی
الہٖ الصلوٰۃ والسلام سَلُوْا لِیْ
اَلْوَسِیْلَۃَ ......[۲۰] الخ

فرمودۂ حضرت مجددؒ	مستفتی کی من گھڑت عبارت
ہمیں ان معنی کی کوئی عبارت حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں نہیں مل سکی؛ اس لیے ہمارے نزدیک یہ عبارت مستفتی کی وضع کردہ ہے۔	ذالك الفرد مركز ثالث لہ سبقة علی التعین الاول بمراحل وهو اقرب الی المطلوب بمنازل .

فرمودۂ حضرت مجددؒ	مستفتی کی عبارت
من ہم مرید اللّٰہ ام جلّ وعلا وہم مراد اللّٰہ	ذلك الفرد وصل (الی) اللّٰہ بلا واسطۃ

[۲۰] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مکتوبات حضرت مجددؒ جلد ثابت مکتوب نمبر ۹۴

سلسلۂ ارادت من بی
توسط بہ اللہ متصل
است۔[21]
بخلافتِ امت نبی کہ
بتوسل او برسد آن
پیغمبر درمیان حائل
است مگر آنکہ فروی از
افراد امت را بالاصالۃ از
حضرتِ ذات تعالٰی
نصیب بود آنجا نیز
حیلولۃ بنی مفقود است
وتبعیت او موجود علیہ
الصلوٰۃ والسلام۔[22]

مستفتی نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے جس مکتوب کی عبارت کو فتوے کا مدار بنایا ہے' اسی جلد (ثالث) میں آپ نے مرزا حسام الدین کے نام مکتوب نمبر ۱۲۱ میں مندرجہ بالا مقام کی توضیح فرمائی ہے' مستفتی نے مخالفت کے جوش میں اس توضیح کو بالکل نہیں دیکھا' حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے جس مکتوب میں اس مقام کی توضیح فرمائی ہے اس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

وصول فیوض مر　　سالک کو فیض کا پہنچنا حضرت

[21] مکتوبات امام ربانی جلد ثالث مکتوم نمبر ۸۷

[22] ایضاً مکتوب نمبر ۸۸

سالک را بتوسط	خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
وحیلولتِ خیر البشر	توسط اور حیلولت سے اسی وقت تک
علیہ وعلٰی آلہ الصلوٰۃ	ہے جب تک اس سالک محمدی
والسلام تازمانے ست کہ	المشرب کی حقیقت، حقیقتِ محمدی
حقیقت آن سالک کہ	سے منطبق نہیں ہوئی اور اس کے
محمدی المشرب ست بہ	ساتھ متحد نہیں ہوئی، جب کمال
حقیقتِ محمدی منطبق	متابعت بلکہ محض بفضل تعالیٰ
نہ گشتہ است وبآن	مقامات عروج میں اس حقیقت کو
متحد نہ شدہ وچون بہ	اس حقیقت کے ساتھ اتحاد حاصل
کمال متابعت بلکہ بہ	ہوا تو توسط دور ہو گیا، کیونکہ توسط و
محض فضل در مقامات	حیولت مغائرت میں ہے اور اتحاد
عروج این حقیقت را بآن	میں توسط و معاملہ شرکت کے ساتھ
حقیقت اتحادی حاصل	ہے لیکن چونکہ سالک تابع اور الحاقی
شد توسّط برخاست چہ	اور طفیلی ہے اس لیے یہ شرکت ایسی
توسّط وحیلولت در	ہے جیسے خادم کو اپنے مخدوم کے
مُغایرت ست و در اتحاد	ساتھ ہوتی ہے طریق جذبہ میں
توسط ومتوسط وصاحب	چونکہ مطلوب کی طرف سے کشش
ومحجوب نبود آنجا کہ	ہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت طالب
اتحاد ست معاملہ	کے حال کی متکفل ہے اس لیے
بشرکت ست اما چون	واسطہ اور وسیلہ کو قبول نہیں کرتا
سالک تابع والحاقی	اور طریق سلوک میں چونکہ طالب

وطفیلی ست از قبیل شرکتِ خادم بود بامخدوم"۔

طریق جذبه را چونکه کشش از جانب مطلوب ست وعنایات الٰہی جل شانهٗ متکفل حالِ طالب است ناچار قبول وساطت نمی کند ودر طریق سلوك چونکه انابت از جانب طالب ست از وجودِ وسائط چاره نبود ودو نفس وسائط از کار نیستند اما تمامی جذبه منوط بسلوك است که اگر سلوك که عبارت از ایتان شریعت است از توبه وزُہد وغیرہما با جذبه منضم نه گردد جذبه ناتمام وابتر ست

کی انابت و رجوع ہے اس لیے اس میں وسیلہ اور واسطہ کے بغیر چارہ نہیں ہے اور نفس جذبہ میں اگر وسیلے درکار نہیں لیکن جذبہ تمام سلوک سے وابستہ ہے کیوں کہ جب تک سلوک جو شریعت کے بجالانے یعنی توبہ و زُہد وغیرہ سے مراد ہے جذبہ کے ساتھ نہ ملے تب تک جذبہ ناتمام و ابتر رہتا ہے' ہم نے بہت سے ہنود اور ملحدوں کو دیکھا ہے کہ جذبہ رکھتے ہیں لیکن چونکہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت سے آراستہ نہیں ہے' اس لیے خراب و ابتر ہیں اور جذب کی صورت کے ساتھ کچھ انہیں نصیب نہیں۔

بسیاری از ہنود وملاحدہ
را دیدہ ایم کہ جذب دارند
امّا چونکہ بمتابعت
صاحبِ شریعت عَلَیْہِ
وَعَلٰی آلِہٖ الصلوٰۃ وَالسَّلَامُ
مُتَحلّی نہ گشتہ اند خراب
وابتر اند وغیر از صورتِ
جذب نصیبی ندارند.
تنبیہ: سادہ لَوحے ازین
عدم توسُّط کہ در طریق
جذبہ وغیرہا گفتہ شدہ
است استغنای از بعثت
خیر البشر علیہ وعلی آلہٖ
الصلوٰۃ والسلام اگرچہ
نسبت بہ بعض بود تو
ہم نہ کند وعدم احتیاجی
بمتابعت وتبعیت او علیہ
وعلٰی آلہٖ الصلوٰۃ والسلام
گمان نبرد کہ آن کفر
والحاد وزندقہ است
وانکار است از شریعت

تنبیہ: اس عدم توسط یعنی واسطہ کے
نہ ہونے سے جو طریق جذبہ وغیرہ
میں کہا گیا ہے۔ کوئی یہ گمان نہ
کرے کہ حضرت خیر البشر علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی کچھ
حاجت نہیں اور ان کی تبعیت و
متابعت کی کچھ پروا نہیں کیونکہ یہ کفر
والحاد وزندقہ اور شریعت حقہ کا انکار
ہے۔ حالانکہ اوپر گزر چکا ہے کہ
جذبہ سلوک کے واسطہ کے بغیر جو
شریعت کے بجالانے سے مراد ہے
ابتر، وناتمام اور سراسر قسمت اور
عذاب ہے جو نعمت کی صورت میں
ظاہر ہوا ہے اور صاحب جذبہ
ناتمام پر حجت کو پورا کیا ہے۔ غرض
کشف صحیح اور الہام صریح سے یقینی

حقه او علیه وعلیٰ الہٖ الصلوٰۃ
والسلام وبالا گشته است
که جذبه بی توسط سلوك
که عبارت از ایتان
شریعت ست علی صاحبها
الصلوٰۃ والتحیّۃ ابتر
وناتمام ونقمت ست که
بصورت نعمت برآمده
وحجت را بر صاحب
جذبه ناتمام کرده
بالجمله بکشفِ صحیح
و الهام صریح نیز بیقین
پیوسته است که ہیچ
دقیقه از دقائق این راه و
ہیچ معرفتی از معارف
این قوم بی واسطه او بی
توسط متوسط متابعت او
علیه وعلیٰ الہٖ الصلوٰۃ
والسلام میسر نیست
ومنتهی را در رنگ
مبتدی ومتوسّطِ فیوض

طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ اس راہ
کے دقائق میں سے کوئی دقیقہ اور
اس گروہ کے معارف میں سے کوئی
معرفت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی متابعت کے واسطہ اور
وسیلہ کے بغیر میسر نہیں ہوتی۔ اور
مبتدی اور متوسط کی طرح منتہی کو بھی
اس راہ کے فیوض و برکات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
طفیل و تبعیت کے بغیر حاصل
نہیں ہوتے۔

محال است سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز در پے مصطفیٰ

و برکات این راہ بی
تبعیّت وبی طفیل او
حاصل نہ ۔
محال ست سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز بر پئے مصطفٰے [۲۳]

یہ پورا طویل مکتوب اسی مقام کی توضیحات کے سلسلہ میں ہے، ہم نے صرف چند اقتباسات نقل کیے ہیں، صاحب حضرات القدس نے بھی شبہ چہارم کے ازالہ کے طور پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس مکتوب کو نقل کر کے شرح کی ہے۔ [۲۴]

چونکہ یہ استفتاء عبدی کے زمانے میں لکھا گیا اور عبدی بھی حضرت مجدد الف ثانی کے مخالفین میں سے تھا اور عبدی ہی کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے اس لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس کے دور کے اس استفتاء کا تجزیہ کر دیا جائے تاکہ عبدی کے دور میں حضرت مجدد الف ثانی جیسی والاصفات ہستی کی لایعنی مخالفت اور حاسدین کے بغض وعناد اور منافقت کا پردہ چاک ہو جائے۔

عبدی نے یہ استفتاء اپنی کتاب معارج الولایت میں نقل کیا ہے، استفتاء نقل کرنے سے پیشتر وہ لکھتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے ردّ میں چار فتوے لکھے گئے اور ان میں سے ایک استفتاء کو یہاں نقل کر رہا ہوں، وہ لکھتا ہے:

"چون علمای عرب و عجم در ردّ او (شیخ احمد الکابلی السرہندی) چہار استفتاء نوشتہ آند و ایراد ہر چہار بسط کلام میکشید وبطول

[۲۳] حضرت مجددؒ: مکتوبات جلد ثالث مکتوب ۱۲۱

[۲۴] بدرالدین سرہندی، شیخ: حضرات القدس جلد دوم فارسی ص ۱۲۸، اردو ترجمہ صفحہ ۱۰۱

عبارت می انجامید برابر او یکی ازان اختصار
میرود و آن این است":

اس استفتاء کے متن کی تصحیح کے لیے ہم نے کوئی خاص کوشش نہیں کی ہے تاہم کتابت کے چند اغلاط کو اپنی دانست کے مطابق دور کر دیا ہے، ہم نے استفتاء کے متن کی تیاری کے سلسلہ میں معارج الولایت کے خطی نسخہ آذر کو بنیاد بنایا ہے، معارج الولایت کا خطی نسخہ شیرانی جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کتابت کے اغلاط سے پُر ہے اس لیے ہم نے اختلاف نسخ درج کرنے کی بجائے خطی نسخہ آذر کو ترجیح دی ہے۔

استفتاء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا ظھر الفتن او البدع او سب اصحابی فیظھر العالم علمہ ولو لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والانبیاء والناس اجمعین .

الاعتقاد بان احمد اسمہ للروح یتعلق بہ نبوۃ الملائکۃ ومحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم اسم للجسم یتعلق بہ نبوۃ الانسان ثم صار ذالک الجسم بعد الف سنۃ روحًا فالمقام المحمدی خالٍ الی ان ینزل عیسٰی علیہ ویخرج عن العیسویۃ ویدخل المحمدیۃ ثم یوید الدین زنادقہ وفی العقیدۃ الحافظیۃ کل مومن بعد موتہ مومن حقیقۃ کما فی حال نومہ وکذا الانبیاء والرسل بعد وفاتھم انبیاء ورسل حقیقۃ لان المتصف بالنبوۃ والایمان الروح وھو لا یتغیر بالموت والاعتقاد بان اللّٰہ امر محمدًا صلی اللّٰہ علیہ وسلم باکتساب الخلۃ وان اتبع (یتبع) ملۃ ابراھیم حنیفًا وکان ذلک متغیرًا علیہ لانہ علی خلاف مقتضی المقام القطبی لہ ثم وصل الخلۃ فرد الامۃ بالاصالۃ بعد الف سنۃ بتوسط ذلک الفرد حصلت الخلۃ لمحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم

والاعتقاد ان ذلك الفرد مركز ثالث له سبقة على التعين الاول بمراحل وهو اقرب الى المطلوب بمنازل والاعتقاد ان ذلك الفرد وصل (الى) الله بلا واسطةٍ ولله غيره فى حقه حتى لا يجوز ان يكون لاحد مدخلية فى تربيه[٢٦] او بتوجه هو الى احد فى ذلك باطل بموجب الكفر حاشيه الچلپى على شرح الوقاية والمنقص له صلى الله عليه وسلم كافر والوعيد جاء عليه بعذاب الله تعالىٰ له وحكم هذه الامة القتل ومن شك فى كفرهٖ وعذابه فقد كفر ۔ قال الله تعالىٰ قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعًا له ملك السموٰت وللارض لا اله الا هو يحيي ويميت فامنوا بالله والنبى الامى الذى يومن بالله وكلماته واتبعوه لعلكم تهتدون، سنة الله التى قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلًا والقول يمنع صمة (كذا) علوم العلماء والاعراض عما قال الامام الهمام السيد بهاء الدين نقشبند وسائر الاولياء فى الاصول والوصول الا يرضى من امن بالقرآن العظيم كونوا مع الصادقين، قال الله تعالىٰ ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس فى الكتب اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللاعنون فيا ايها العلماء عليكم الفتوى حذوا مما قال الرسول ان قومى اتخذوا هذا القرآن مهجورا من تفوةً بهٰذه الخراسات فهو ساحر كذّاب وان او عمى الكشف فهو استدراج وجب على المسلمين قتله وعليه لعن الله عليه وعلى انصاره ۔

ختم عليه عبدالوہاب مريد شاه جيلانى

---

[٢٦] كذا فى الاصل

قائل این مقولات عجب ست که از امت اجابت آنحضرت باشد پس معتقدش بی شک در ضلالت ست ختمه' ابو الفتح

من لم یقر ببعض الانبیاء علیهم السلام او عاب نبیًا بشیءٍ او لم یرض بسنته من سنن المرسلین فقد کفر' فتاوی تاتارخانی من عینه' هذه العقائد التی واردة فی المتن باطل وروایات الحواشی ثابتة وعلیها الفتوی کتبه اضعف العباد عبد الصمد بن حافظ یار محمد معذور القریشی العباسی الکروڑی۔

هذه الاعتقادات باطلة وقائلها کافر' کتبه تاج محمود شورکوٹ

صاحب هذه الاعتقادات الباطلة زندیق وتوابعه ملحقه بالزنادقة' کتبه فقیر بن مظفر خان احمد

واما فی مادة الزندیق فالصحیح عند مشائخنا انه لا تقبل توبته اذا کان زندیقًا متوغلًا مشهورا داعیا الی اندقته فتکون حکمه القتل وعدم قبول التوبة لدفع الفساد المتوقع من دعوته کما لا یخفی' کشف الغمة من عینه وفی الرسالة الحمویة لشیخ الاسلام الشهید الروی من سب نبیا او عابه او الحق به نقصًا فی نفسه او نسبه او دینه او خصلة من خصاله او عرض بذلك او شبه بشیی بطریق الازد راء او التصغیر لشانه او تمنی مضرة له او نسب الله مالا یلیق بمنصبه او غیره بشییء مما جری علیه من البلاء والمحنة او عرضه ببعض العوارض البشریة فقد کفر واستحق القتل وهکذا استفاد من کتب الدین علیه استقرار الخاص والعام من المسلمین الی ههنا عبارته

هـكـذا واستـفـاد من ظاهر قولهٖ فقد كفر واستحق القتل ان استحقاق القتـل مبـنى على الكفر كما قال به الجمهور' كشف الغمه من عينهٖ' كتبه اضعف عباد اللہ عنایۃ اللہ

واعلموا ايها المسلمون ان هذه العقائد باطلة والمعتقد بها كافر ايـاكـم وامثال هـذه العقائد فى المحيط للعلامة علم الهدىٰ من شتم النبى عليه السلام او اهان فى امر دينه او فى شخصه او فى وصف من احـد اوصـاف ذاتـه سـواء كـان الشـاتـم مثلا من امته او من غيرهما وسـواء كـان مـن اهل الكتاب او غيره ذميا كان او حربيا وسواء كان الشتم او الاهانة او العيب صادرًا عنه عمدًا او قصدًا او سهوًا او غفلةً اوجـدًا او هزلًا فقد كفر خلودًا بحيث ان تاب لم يقبل توبته ابدًا عند اللّٰـه ولا عـند الناس وحكمه فى الشريعة الـمطهرة عند المتاخرين المجتهدين اجماعًا وعند اكثر المتقدمين القتل ولا يداهن السلطان اونائبهٗ فى حكمه قتله' [27]كتبه سید شاہ محمد نا گوری

وتـعـريف الـزنـديـق عندهم هومن يظهر الاسلام ويقرّ بنبوة نبينا عليه الصلوٰة والسلام وينطق به عقائد هى كفر بالاتفاق كما فى شرح المقاصد وشرح المختصر وغيرهمامن الكتب المعتبرة كشف الغمة من عينه ۔ كتبه اضعف عباد اللّٰه عناية اللّٰه ۔

الـقائل المذكور يحقر جميع اولياء اللّٰه تعالىٰ من الانبياء عليهم السلام والاولياء رضى اللّٰه عنهم ووجه تحقيره فى مكتوباتهٖ لا يخلوا عـن (عـنـه) صفحة فيها وحكم المحقر معلوم وهوانه من ذكر نبيا او

[27] فی حکمہ بقتلہ ہونا چاہیے۔

ملكًا بالحقار فانه يصير كافرًا وحكم تابعيه ومقتفی آثاره ايضًا كذلك

كتبه مولانا جان محمد

من اعتقاد بهذا الاعتقاداتِ الباطلة فقد كفر ووجب قتلهٗ لان فيها تحقير الى شان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ومن حقره شعره فقد كفر كيف من حقر ذاته صلى اللّٰه عليه وسلم كما تقرّر فى فروع الفقه ومن اباح هذه الاعتقادات التى وقعت فى شانه صلى اللّٰه عليه وسلم واستحلها وتامّل بها كما تاولوا كلام القدماء من المشائخ الصوفيه فى السكر فى شان اللّٰه جل سلطانه فتاويلهٗ مردود باطل لا يدفع كفره لان التاويل انما يعتبر فى غير ضروريات الدين وتعظيم النبى صلى اللّٰه عليه وسلم من كل وجه ومن كل باب من ضروريات الدين وجزء الايمان لا يحصل الايمان بدونه كمالا يعتبر تاويل الفلاسفة على قدم العالم وتاويلهم لا يدفع كفرهم كما تقرر فى علم الكلام ومن اراد كمال الاطلاع علٰى هذا فليطلب تمه' كتبه مولانا جان محمد

قال محمد بن سحون اجمع العلماء على ان شاتم النبى صلى اللّٰه عليه وسلم والمنقص له كافر والوعيد جاء عليه بعذاب اللّٰه وحكمه عند الائمة القتل ومن شك فى كفره وعذابه كفر' شفاء قاضى عياض' من قال ان كمالهٗ صلى اللّٰه عليه وسلم لم يحصل له.ماه لم [28] فى حيٰوته بل انما يحصل بتوسطه فى مماته فهو كافرٌ باللّٰه ورسوله ومن تابعه معتقدا حقيقة مقاتله فحكمهٗ كذلك نعوذ باللّٰه من

[28] كذا ۔ ما ۔ ام ہونا چاہیے۔

الکفروا افاتہ والسلام علی من اتبع الھدی کتبہ *محمد اشرف اورنگ آبادی*

من سبّ النبی او نبیًّا من الانبیاء لزمہ القتل سواء کان مسلمًا او کافرًا او ذمّیًا او حربیًا ونحو ذلک سواء وقع عنہ عمدًا او سھوًا او خطاً او نسیانًا ومن رضی بتکلمہ فقد کفر وان ثبت بالنیة او بالاقرار وان لا یحکم القاضی بعد ثبوتہ فقد رضی بالکفر' قھستانی در کفر اوچہ شک ست' این کافر است ومردود ست کہ خود را جامع مرتبہ علیا شمارد وانبیاء را ناقص پندارد خصوصًا حضرت محمد مصطفٰے اند علیہ وسلم کہ باتفاق ہمہ جامع بجمیع کمالات بودہ و ہیچ گروہی بایں زندقہ نرفة واین عقائد باطل ست کتبۂ *سید حامد عبد القادر ناگوری*

نقص کنندہ در شان نبی علیہ السلام کافر ست مردود ست ومعتقد قائل آن نیز کافرست خط بما فیہ شیخ ابوالخیر نبیرۂ حضرت سلطان التارکین قدس اللّٰہ سرہ۔

والقائل بان مقام المحمدی [29] خال الی ان ینزل عیسٰی ویخرج عن العیسویة الٰی آخرہ کافر وملحد بموجب کما فی التمھید لابی الشکور السالمی فی القول الحادی عشر فی شرع النبوة والولایة وان شاء واحد من اھل العلم' تحقیق ذلک [30] الروایة فلینظر فی ذلک الکتاب وجمیع معتقدات ذلک القائل ومن تابعہ کفر وضلال عند

---

[29] *کذا۔ "المقام المحمدی" ہونا چاہیے۔*

[30] *کذا۔ تلک ہونا چاہیے۔*

اهل السنة والجماعة ومعتقده [۳۱] کافر انا خویدم العلماء محمد اکرم بن شیخ محمد الدینوری' کتبه اضعف العباد شیخ محمد (بن) [۳۲] مولانا عبداللہ فقہی لاہوری۔ [۳۳]

من تکلم بکلمة النقص فی جنابه صلی الله علیه وسلم لا یقبل توبتهٔ ابدًا لا عند الله ولا عند الناس کذا فی حسب المفتین (کذا) هذا حق مفتی به ۔ کتبهٔ محمد باقر اجمیری

اصابوا فیما اجابوا' بهاء الدین مفتی ملتانی (مولتانی) من سب النبی صلی الله علیه وسلم او اهانه او لحق به نقصًا فی نفسه فقد کفر واستحق القتل استفاذ من کتب الائمة استقراء الخواص والعوام من المسلمین قال القاضی عیاض هذا کلة اجماع العلماء ایمة الفتوی من رسالة الحرمة لشیخ الاسلام کتبه خادم الفقراء تاج محمد عباسی۔

صحت الروایات المذکورة کتبه خادم الشریعة ابوحنیفہ مفتی ملتانی

قائل هذه الاعتقادات الباطلة مبتدع محدث فی الدین مالیس من الدین القویم والصراط المستقیم وکل من هو کذالك فهو کافر غیر مصدق بالنبی المدنی القریشی الافضل من کل بنی آدم وخیر البشر بالصدق والیقین' جاهل بفضله وکزاماته غیر واصل بمرتبة من مراتب صحابی من اصحابه بل [۳۴] ولی من اولیائه زندیق مردود

---

۳۱ کذا۔ معتقدها

۳۲ یہاں بن ہونا چاہیے۔

۳۳ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے یہ تاثرات محمد اکرم بن شیخ محمد دینوری نے شیخ محمد بن مولانا عبداللہ فقہی لاہوری کو املا کروائے ہیں۔

۳۴ کذ۔بل ولا ولی ہونا چاہیے۔

مخلد مؤبد فی النار فضلًا عن ان یکون ولیًا کاملًا مکملًا فی الدین
کتبہ حافظ محمد طاہر تلمیذ مولانا عبداللہ سیالکوٹی

قال القاضی عیاض اعلم ان جمیع من نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوعابہٗ او الحق نقصًا فی نفسہٖ او نسبہ او دینہ او فضلہ او خصلۃٍ من خصالہٖ او عرض بہ او شبھہٗ بشیءٍ علی طریق السب والازدراء علیہ والتصغیر لشانہ او انقص منہ اعیب لہ فھو ساب والحکم فیہ حکم الساب یقتل ولا تنسی فصل من فصول ھذا الباب علی ھذا القصد ولا تحری فیہ حری کان او تلوی و کذلک من لعنہ او تمنی مضرۃ لہ او نسب الیہ [۳۵] بان لا یلیق بمنصبہ علی طریق الزم او عیب فی جھۃ العزیزۃ یستخف من الکلام وھجر ومنکر من القول وزہ را او غیر شیء مما جری علیہ من المحنۃ والبلاء علیہ اوعر منہٗ ببعض الغوامض الشدیدۃ الخاسرۃ لہ [۳۶] بہٖ وھذا کلہ اجماع من العلماء وائمۃ الفتویٰ من لدن الصحابۃ الی ھلم جرًا فقال النبی کفر کذلک لو سخو [۳۷] بقولہ او کشف عورتہ عندہ او شک فی صدقہٖ او سبہ او تنقصہ قنیہ کل محدث بدعۃ وکل بدعۃٍ ضلالۃ فی النار ای صاحبھا کنایۃ تبغی جمیع روایات مذکورہ معمول ومفتی بھا ست
کتبہ قاضی خواجہ محمد

رجل عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شیء او قال لشعرہٖ

۳۵ کذا۔ ولا تسمی......او نسب الیہ تک عبارت غیر واضح اور ناقص ہے۔
۳۶ کذا عبارت لایعنی ہے۔
۳۷ کذا لو سخروا ہونا چاہیے۔

شعیر یکفر' فتاوی سراجی' ان من صدر منه ما یدل علی تخفیفه علیه السلام بعمد وقصد من عامة المسلمین یجب قتلهٔ' ذخیر العقبی کتبه فتح محمد مفتی پرگنہ ہزارہ جہانگیرنگر

قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ستفترق امتی ثلثا وسبعین فرقة کلها فی النار الا واحدة قیل ومن هم قال الذین هم علی ما انا علیه واصحابی ۔ رواه الترمذی ۔ وهذه اقوال فاسدة واعتقادات باطلة مخالفةٌ لما علیه اهل السنة والجماعة لا یعتقدها الا فساق مبتدع زندیق مستحق للنار حقیق بالبوار ۔ حرره محمد تقی ساکن قصبہ چیمہ چٹھہ من مضافات صوبہ لاہور۔

معتقد این اعتقادات باطله مردود ومخذول ست وجب علی المسلمین قتلهٔ وصلبهٔ لعن اللّٰہ علیه کتبه لطف اللہ قاضی

من ذکر کلامًا یشعر بعیب جنابه صلی اللّٰہ علیه وسلم بوجهٍ من الوجوه فهو مردود فی الدارین ۔ هذا مما اتفق علیه العلماء شرقا وغربا' حرره فقیر عبداللہ

شخصی که این اعتقاد داشته باشد کافرست ودر شرع شریف قتل و عدم قبول توبه است (کذا) حرر۔ عبدالکریم بن محمد جمیل لاہوری

هذه الاعتقادات مخالفه لاهل الدین قائلها ومعتقدها مردود عند اهل الدین کتبه ابوالحسن لاہوری

هذه العقائد مخالفةٌ لعقائد اهل الحق معتقدها کافر جهنمی' حرره روح اللہ لاہوری

من اعتقد هذه الاعتقادات الفاسدة فهو زنديق' كتبه سليمان لاہوری

من اعتقد بما كتب من العقيدة الباطلة الفاسدة فهو كافر ومن تابعه ايضًا كافر ومردود وزنديق ابدًا موبدًا ماواه جهنم' كتبه عبدالمؤمن لاہوری

من اعتقد بما ذكر فقد كفر كتبه حافظ نعمۃ اللہ لاہوری

ولا فرق في ذلك بين ان يقصد عيبه او الازدراء به اولا يقصد عيبه لكن المقصود شيء آخر حصل السب تبعًا اولا يقصد شيئًا من ذلك بل يهزل او يمزح او يقصد غير ذلك فهذا مشترك في هذا الحكم اذا كان القول نفسه سبا صارم المسلول ومثبت هذه الاعتقادات الفاسدة معتقدها' تابعيه [38] كافر وزنديق' موجب تلك الروايات الصحيحة' انا العبد...... محمد ہاشم لاہوری خواہر زادہ عبدالکریم لاہوری

في الوجيز قال القاضي عياض ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم اوعابه او الحق به نقصًا في نفسهٖ او نسبه او دينهٖ او خصلة من خصالهٖ او عرضهٖ او شبهه بشيء على طريق السب والازدراء او التصغير لشانه او المعيب [39] له فهو ساب فيقتل وقال ابن سُحُون من شك في كفرهٖ وعذابهٖ كفر ونصوص' [40] كتبه عبدالغنی بن شیخ عبداللطیف مفتی لاہوری

---

[38] کذا۔ تابعوہ ہونا چاہیے۔

[39] کذا فی الاصل

[40] کذا فی الاصل

فی مدارك التنزیل تفضیل الولی علی النبی کفرٌ جلیٌّ من ذکر کلامًا یشعر بعیب جنابه بوجه من الوجوه مردود فی الدارین کتبه محمد عبداللہ

واعلم ان المقصود من تتبع المعتبرات ان من صدر منه ما یدل علی تحقیقه علیه السلام بعمد او قصد من عامة المسلمین یجب قتله ولا یقبل توبته بمعنی الخلاص عن القتل ۔ حاشیه یوسف بن حسین چلپی علی شرح وقایة فی باب الحرمة من ادعی الوصول اللّٰه تعالٰی بلا واسطة صلی اللّٰه علیه وسلم فهو زندیق لا یجوز اتباعهٗ

کتبه مولانا تیمور لاہوری

من ادعی الوصول الی اللّٰه تعالٰی بغیر واسطة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فهو مدعی انه وصل بغیر قول لا اله الا اللّٰه وهذا القائل کافر کفراً ظاهرًا فکذا اللاول' کتبه نور محمد

اصابوا فیما اجابوا کتبه عبدالحمید تلمیذ مولانا تیمور لاہوری

ہر که نعوذباللّٰه بی وسیله محمد صلی اللّٰه علیه وسلم دعوی خدا پرستی کرده وبآن جناب عالی تهمت باطله بسته حقا که کافر مردود است

کسے کہ براہ نبی خاك نیست
گر آب ست دامان او پاك نیست

حررہٗ عبدالرحمٰن قادری لاہوری

من ادعی الوصول الی اللّٰه بغیر وسیلة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فهو ضال ۔ حررہ قاضی نورالدین قاضی قصبہ قصور

فی الحدیث القدسی کلهم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاء ك یا محمد، محمد رسول خدا صلی اللّٰه علیه وسلم که محبوب مطلوب ست احدی بدون توسل وی بجناب قرب احدیث نبود

علم و عمل ماهمه جهل ست وضلالت
تا سید لولاك لما را نشناسیم

مُهر ۔ شیخ غلام محمد

الرضا منحصر فی متابعة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ومن ادعیٰ سواه فهو مردود (کما فی) محك الطالبین کتبه سید ولی لاہوری

وصول بجناب حق بغیر از تبعیت سرور کائنات صلی اللّٰه علیه وسلم کسی را نشده و نخواهد شد۔ کتبه محمد حاصل مزملی

کسی که دعویٰ کرده که بی وسیله بخدا رسیده ام باتفاق واجماع امت مردود ست۔ کتبه محمد صادق امام مسجد قاضی محمد افضل

قال ابو الحسن النیشاپوری لا یصل العبد الی اللّٰه الا باللّٰه بموافقة حبیبه صلی اللّٰه علیه وسلم فی شرائعه من جعل الطریق الی اللّٰه غیر الاقتداء برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کذا فی عقائد زین الدین خانی۔ کتبه سید عنایت اللہ لاہوری

بی ادب تنها نه خود را داشت بد
بلک آتش در همه آفاق زد

لعنة اللّٰه علی الکاذبین الذین کذبوا علی اللّٰه وعلی رسوله کتبه

عبدالوہاب بن سلطان محمد

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم' کنت نبیّاء آدم بین الماء والطین' وقال اللّٰہ تعالیٰ لولاک لما خلقت الافلاک وروی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال کنت نورًا بین ید اللّٰہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذلک النور ویسبح الملائکة بتسبیحہٖ فلما خلق اللّٰہ تعالیٰ آدم القی ذلک النور فی طینة فاھبطنی اللّٰہ فی صلب آدم الی الارض وجعلنی فی السفینة فی صلب نوح وجعلنی فی صلب الخلیل حین قدف بہ فی النار وھذہ المعجزة ظاھرة مثل الشمس فی مقام افضلیة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلی سیدنا آدم وعلی سیدنا ابراھیم لمن یعقل الایمان والاسلام ومن خالفھذہ الاعتقادات فھو مسلوب النوال ومحزوم عن الطریق لالہ شفاعة عند اللّٰہ وعند رسولہٖ نسال اللّٰہ ثبات الایمان وخوف الرحمٰن فیما امر ونھی ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم' واللّٰہ اعلم بالصواب ۔ [۱۱]

اقول: آنچہ در کاسر المخالفین واستفتا از تکفیر وتشنیع آوردہ وقتی لازم آید کہ مراد ازین الفاظ معنی ظاہری بود' فامّا اگر مراد از و معنی باطنی بود چنانکہ گزشت ہیچ تکفیری وتشنیعی لازم نیاید. ولیکن حق

[۱۱] منقول از معارج الولایت تصنیف عبداللہ خویشگی قصوری ۱۰۹۶ھ دو نسخہ خطی (۱) ذخیرہ آذر نمبر H-۲۵۔ ورق ۵۹۹ب تا ۶۰۳ (۲) نسخہ خطی ذخیرہ شیرانی نمبر ۶۲۸۱' ورق ۲۹۸ تا ۳۰۴ دونوں مذکورہ خطی نسخوں سے مقابلہ کر کے نقل کیا گیا۔

آنست که ایراد کلامی که موہم به نقص بود بجناب نبوی خالی از نقص وقصور نیست کما لا یخفی۔

تم الکتاب

احوال وآثار عبداللہ عبدیؔ خویشگی قصوری

مؤلفہ: محمد اقبال مجددی قصوری ثم لاہوری

۵ شوال ۱۳۹۰ ہجری مطابق ۴ دسمبر ۱۹۷۰ عیسوی موافق ۱۹ مگھر ۲۰۲۸ بکرمی

دارالمؤرخین، چاہ میراں، لاہور

قطعۂ تاریخ تالیف

احوال و آثار عبداللہ عبدی خویشگی قصوری

تالیف

عزیز محترم محمد اقبال مجددی لاہوری سلمہٗ

نتیجۂ فکر

حضرت مولانا سید شرافت نوشاہی مدظلہ

بحمد اللہ این نسخہ ذوالکرام بافضالِ ایزد شدہ اختتام
ز آثار عبداللہ خویشگی قصوری و عبدی بُدہ آں جلی
کہ بودست سر حلقۂ چشتیان بوحدت وجودست او را نشان
ز تالیفِ عالی شہیر زمان عزیز مکرم وحید آوان
کہ نام گرامیش اقبال ہست بتحقیق ہمپایہ اش کس کم ست
عیاں کرد در این کتاب شریف ز احوالِ عبدی فقیہِ لطیف
تصانیفِ او بی بہا بودہ اند کہ در پردۂ اختفا بودہ اند
بہ بسیار جدّ و تلاش کثیر بیان کرد فہرست ایشان کبیر
چون این تذکرہ زیب تکمیل یافت پیٔ طالبان مہر تحقیق تافت
ز تو چو بخواہند سالش عیاں
شرافت، بگو "تذکرہ جاودان"

۱۳۹۰ھ

مآخذ

مخطوطات

۱۔ عبدی، عبداللہ خویشگی قصوری: اخبار الاولیاء (۱۰۷۷ھ) قلمی مکتوبہ ۱۱۱۴ھ مملوکہ مولانا سید محمد طیب شاہ ہمدانی مدظلہ ساکن کوٹ مراد خان قصور
۲۔ عبدی: معارج الولایت (۱۰۹۶ھ) قلمی مکتوبہ ۱۱۱۱ھ ذخیرہ آذر مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور نمبر 25H
۳۔ عبدی: اسرار مثنوی و انوار معنوی (قریباً) ۱۱۰۰ھ قلمی مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور (نمبر ش ۵۲، ۸۷/مث۔ معین)
۴۔ عبدی: بہارستان (۱۱۰۵ھ) قلمی مخزونہ کتب خانہ شخصی مولوی ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم ۲۴ میسن روڈ، لاہور (نمبر ۳۱۲)
۵۔ عبدی: تحفۂ دوستان (۱۱۰۶ھ) قلمی مملوکہ مولوی باغ علی مدظلہ شاگرد مولانا نبی بخش حلوائی مرحوم ساکن ملحقہ مسجد کوتوالی بیرونی اکبری گیٹ، لاہور
۶۔ عبدی: بحر الفراست (قبل از ۱۰۷۷ھ) مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور
۷۔ محمد اکرم براسوی: جواہر مودودی (بعد ۱۱۳۲ھ) قلمی مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد
۸۔ نعمت اللہ لاہوری: مفید القراء (قریباً) ۱۰۶۷ھ مکتوبہ ۱۱۸۸ھ قلمی مملوکہ مولانا عبدالرشید قاسمی، لاہور

Marfat.com
Marfat.com

۹۔ عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی مجددی: مفتاح العارفین (تذکرہ عرفا خصوصاً مشائخ مجددیہ) (حدود) ۱۰۹۶ھ (مؤلف حضرت خواجہ محمد معصوم کے مریدین اور مکتوب الیہم میں سے ہیں) قلمی مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب' لاہور

۱۰۔ بختاور خان: مراۃ العالم (۱۰۷۸ھ) قلمی مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر I-56 PE

۱۱۔ مشتاق' لالہ مشتاق رام گجراتی: کرامت نامہ ۱۱۳۲ھ (درحالات وسخنان شاہ دولہ دریائی گجراتی مؤلف یکی از مریدان شاہ دولہ است) قلمی مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی مدظلہ ساہن پال گجرات

۱۲۔ محمد عمر بن ابراہیم پشاوری' میاں: ظواہر (۱۱۱۲ھ) قلمی ذخیرہ شیرانی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب (نمبر ۳۸۸)

۱۳۔ کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ (۱۱۶۴ھ) قلمی فارسی مکتوبہ ۱۳۰۱ھ مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور ۶۹۔۲۶۷۔احسا) اسی فارسی نسخہ سے ملک فضل الدین نے اُردو ترجمہ کروا کر لاہور سے ۱۳۳۵ھ میں شائع کیا۔[1]

۱۴۔ محمد شفیع ڈاکٹر مرحوم: یادداشتہا متعلق بہ قصور' قلمی حال بملک احمد ربانی صاحب لاہور۔

۱۵۔ مؤلف مجہول الاسم: کاسر المخالفین (بعد از ۱۰۸۰ھ) ملخص خطی نسخہ مملوکہ مؤلف یہ کتاب حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کے متبعین کے ردّ میں لکھی گئی ہے' یہ تلبیس وتدلیس کی ایک بدترین مثال تھی اور پھر اورنگ زیب کے عہد میں تصنیف ہوئی تھی اس لیے مصنف نے اس پر اپنا نام لکھنا مناسب نہیں سمجھا اس میں ایک مقام پر کنز الہدایات تصنیف حضرت محمد باقر بن شرف الدین

لاہوری (۱۰۸۰ھ) کا حوالہ آیا ہے اس لیے گمان غالب یہ ہے کہ یہ کتاب بعد از (۱۰۸۰ھ) میں لکھی گئی' عبدی نے معارج الولایت (تصنیف ۱۰۹۶ھ) بھی اس کتاب کی تلخیص شامل کی ہے جس سے اس کا زمانہ تصنیف بعد از ۱۰۸۰ھ اور قبل از ۱۰۹۶ھ قرار دیا جا سکتا ہے۔

مطبوعاتِ فارسی

۱۶۔ مجدد الف ثانی امام ربانی: مکتوبات بہ تصحیح و تحشیہ مولانا نور احمد امرتسری مرحوم مطبوعہ امرتسر ۱۳۲۷ھ تا ۱۳۳۴ھ

۱۷۔ محمد معصوم' خواجہ: مکتوبات' جلد ثالث بہ تصحیح مولانا نور احمد امرتسری مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۳۴۰ھ

۱۸۔ سیف الدین سرہندی خواجہ: مکتوبات سیفیہ جامع مولانا محمد اعظم مطبوعہ کراچی

۱۹۔ محمد نقشبند ثانی خواجہ: وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جامع مولانا عماد الدین محمد' مطبوعہ کراچی مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان ۱۹۶۳ء

۲۰۔ وحدت' شیخ عبدالاحد: گلشن وحدت جامع شیخ محمد مراد کشمیری' مرتبہ مولانا عبداللہ جان فاروقی' مطبوعہ ادارہ مجددیہ' کراچی ۱۹۶۶ء

۲۱۔ بدر الدین سرہندی: حضرات القدس فارسی بہ تصحیح مولانا محبوب الٰہی (دفتر دوم) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء۔ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور

۲۲۔ نعیم اللہ بہرائچی: معمولات مظہریہ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۴ھ

---

[۱] روضۃ القیومیہ کا ایک قدرے صحیح اردو ترجمہ "حدیقہ محمودیہ" کے نام سے مطبع بلبیر ریاست فرید کوٹ' پنجاب سے ۱۳۱۸ھ میں شائع ہوا تھا' اس کے مترجم مولانا ولی اللہ صدیقی نے یہ ترجمہ ملک فضل الدین لاہور کے اردو ترجمہ سے سترہ سال پہلے شائع کیا۔

۲۳۔ غلام علی دہلوی، شاہ: مقامات مظہری مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
۲۴۔ غلام علی دہلوی، شاہ: رسائل سبعہ سیارہ مطبوعہ مطبع علوی نقشبندی ۱۲۸۴ھ
۲۵۔ داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء مطبوعہ ایران ۱۹۶۵ء
۲۶۔ محمد اسلم پسروری: فرحۃ الناظرین باب تراجم علماء و مشائخ عہد عالمگیری مرتبہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم مشمولہ اورینٹل کالج میگزین لاہور مئی۔ اگست ۱۹۲۸ء
۲۷۔ محمد ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری مطبوعہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ۱۸۷۱ء
۲۸۔ خافی خان: منتخب اللباب جلد دوم مطبوعہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ۱۸۷۴ء
۲۹۔ صمصام الدولہ شاہ نواز خان: مآثر الامراء مطبوعہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ۱۸۷۵ء
۳۰۔ شاہ محمد غوث لاہوری. رسالہ شاہ محمد غوث (اسرار طریقت) مطبوعہ پشاور ۱۲۸۲ھ (فارسی)
۳۱۔ وڈیرہ گنیش داس: چار باغ پنجاب مطبوعہ سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ، امرتسر ۱۹۶۵ء
۳۲۔ سید محمد اکبر حسینی (متوفی ۸۱۲ھ) بن خواجہ گیسودراز: جوامع الکلم (ملفوظات خواجہ گیسودراز) بہ تصحیح حافظ محمد حامد صدیقی، مطبوعہ کانپور ۱۳۵۶ھ
۳۳۔ نظام غریب یمنی مولانا: لطائف اشرفی مطبوعہ ۱۲۹۸ھ
۳۴۔ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: انفاس العارفین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۵ھ
۳۵۔ تقی علی قلندر کاکوروی: الروض الازہر فی مآثر القلندر مطبوعہ مطبع سرکار رام پور ۱۳۲۶ھ
۳۶۔ غلام سرور لاہوری، مفتی: خزینۃ الاصفیاء مطبوعہ مطبع ثمر ہند، لکھنؤ ۱۸۷۳ء

Marfat.com
Marfat.com

۳۷۔ رحمان علی مولوی: تذکرہ علمائے ہند فارسی مطبوعہ نولکشور۔ اردو ترجمہ پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ کراچی
۳۸۔ عبدالحی حسنی، مولانا: نزہۃ الخواطر (عربی) ہشت جلد مطبوعہ حیدر آباد، دکن ۱۹۵۹ء
۳۹۔ امام بخش بن پیر بخش: حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار، مطبوعہ حیدر آباد
۴۰۔ تصدق حسین موسوی: فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد، دکن، مطبوعہ حیدر آباد

مطبوعات اُردو

۴۱۔ عبدالرحیم مولوی: الدرر المنثور فی تراجم اہل صادقفور، مطبوعہ پٹنہ ۱۹۶۴ء
۴۲۔ خورشید حسن لکھنوی: مخزن برکت (درحالات پیر محمد لکھنوی) مطبوعہ جے نرائن پریس، لکھنؤ ۱۳۱۹ھ
۴۳۔ خلیل الرحمٰن: تاریخ برہان پور، مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۱۷ھ
۴۴۔ محمد راشد، سید: برہانپور کے سندھی اولیاء مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ ۱۹۵۷ء
۴۵۔ آفتاب بیگ محمد نواب، مرزا: تحفۃ الابرار مطبوعہ مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۵ھ
۴۶۔ اقبال احمد، سید: تاریخ شیراز ہند جونپور مطبوعہ جونپور ۱۹۶۳ء
۴۷۔ لباب المعارف العلمیہ (فہرست مخطوطات اسلامیہ کالج پشاور)
۴۸۔ بشیر احمد خان برہانپوری: ''شاہ برہان الدین راز الٰہی'' مقالہ مشمولہ مجلہ معارف اعظم گڑھ مئی۔ جون ۱۹۵۱ء
۴۹۔ نصرتی: علی نامہ (تاریخ علی عادل شاہ ثانی) مرتبہ عبدالمجید صدیقی، حیدر آباد، دکن ۱۹۵۹ء (دکنی اُردو)

مطبوعات انگریزی

۵۰۔ سٹوری سی اے: پرشین لٹریچر، لندن ۱۹۵۳ء

۵۱۔ مارشل: مغل ہندوستان میں، مطبوعہ لندن ۱۹۶۷ء

۵۲۔ راس و براؤن: فہرست مخطوطات فارسی و عربی کتب خانہ انڈیا آفس، لندن، مطبوعہ لندن ۱۹۰۲ء

۵۳۔ ایتھے: کٹیلاگ انڈیا آفس مخطوطات فارسی، لندن

۵۴۔ ایوانوف: کٹیلاگ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال مخطوطات فارسی مطبوعہ کلکتہ

۵۵۔ متیرا۔ کے۔ ایم: کٹیلاگ مخطوطات کتب خانہ کپورتھلہ مطبوعہ لاہور ۱۹۲۱ء

۵۶۔ عبداللہ، سید: کٹیلاگ مخطاطت عربی، فارسی دانش گاہ پنجاب مطبوعہ لاہور

۵۷۔ نذیر احمد: ''ہندوستان کی مختلف لائبریریوں کے مخطوطات عربی و فارسی'' مقالہ مشمولہ جنرل آف ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ۱۸۔۱۹۱۷ء

۵۸۔ محمد شفیع ڈاکٹر: ''قصور کی ایک افغان کالونی'' مقالہ مشمولہ مجلہ اسلامک کلچر حیدر آباد دکن، جولائی ۱۹۲۹ء

☆☆☆☆☆

فہرست عکسیات

(۱) شرح کلماتِ وافیات، آخرین ورق
(۲) اسرار مثنوی وانوار معنوی دفتر سوم، پہلا اور آخری ورق
(۳) بہارستان شرح گلستان، (مخزونہ نیشنل لائبریری، اسلام آباد) آخری ورق
(۴) معارج الولایت، ذخیرۂ آذر (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، شمارہ 25H) آخری ورق
(۵) اخبار الاولیاء مملوکہ مولانا سید محمد طیب شاہ ہمدانی، قصور، آخری ورق
(۶) اوراق پارینہ، اخبار الاولیاء کے ایک باب کا اُردو ترجمہ، مطبوعہ انجمن افغانان، قصور ۱۹۳۰ء، سرورق

۲۸۶

گروهی در ابتدا منکر بودند و بعد از شهود کرامات یقین کردند و زبان انکار را از میان قطع نمودند و گروهی در ابتدا یقین داشتند و بعد از شهود کرامت از دیاد یقین نمودند و گروهی در ابتدا و انتها منکر ماندند و ایشان ناقصان سرمدی بودند که هیچ تاثیری از خرق عادت در باطن ایشان موثر نیامد و بذکر ایشان کلام تمام یافت

تم الکلام بتوفیق الملک العلام

الحمد لله علی ذلک سبحان ربک

رب العزة عما یصفون و سلام

علی المرسلین و الحمد لله رب

العالمین ۱۱۰۳ تم تمت تمام

(۲) اسرار مثنوی و انوار معنوی دفتر سوم، پہلا اور آخری ورق